رجسٹری شدہ

# تدابیر مانع حمل

یعنی

"برتھ کنٹرول"

کے

تاریخی، علمی، اور عملی، حالات کا بینظیر باتصویر مرقع

مصنفہ


لیڈی ڈاکٹر میری اسٹوپ صاحبہ مصنفہ متعدد کتب

مترجمہ

عالی جناب منشی احمد علیخان صاحب


برائے استفادہ حکماء، اطبا، یونانی وید، اور ڈاکٹر و لیڈی ڈاکٹر صاحبان نرسز و دایہ۔ وغیرہ کے لیئے دہلی بک ایجنسی نے نہایت سہل و آسان عبارت میں ترجمہ کرا کے طبع کرایا۔


مطبوعہ جید برقی پریس بلی ماران دہلی

ملنے کا پتہ:- دہلی بک ایجنسی - کوچہ تاراچند نمبر ۲۲۹ - دہلی

# فہرست مضامین کتاب تدابیر مانع حمل اختیاری یا برتھ کنٹرول

صفحہ

# دیباچہ از مترجم

سب جانتے ہیں اور منہ سے کہتے بھی ہیں کہ جانوروں کی تعداد کبھی اتنی نہیں بڑھتی کہ وہ بھوک سے ہلاک ہو جائیں۔ وہ فطرتی حالت میں مسرور و مطمئن بھی نظر آتے ہیں وہ سب اپنے حوائج ضروری بوجہ احسن پورے کرتے ہیں اکثر بیمار نہیں ہوتے اور بلا دوا بیماری اچھا کرتے اور عمر طبعی کو پہنچکر مرتے ہیں۔ برعکس اس کے انسان جس کو اشرف المخلوقات ہونے کا دعویٰ ہے اس کی غلطیاں یا قوانین فطرت کی خلاف ورزیاں بہت سے معاملات میں حد سے تجاوز ہو گئی ہیں۔ زمانہ حال کا مرد روزمرہ غذا کی طرح مجامعت کو بھی ضروری خیال کرتا ہے اور بلا سوچے سمجھے اولاد پیدا کئے جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نسل انسانی روز بروز کمزور ہو رہی ہے۔ تمام تر مرد و عورت کا عمر طبعی کو پہنچنا تو درکنار بہت سے نصف عمر ہونے سے پہلے ہی موت کا شکار ہو جاتے ہیں اور جو زندہ بچتے ہیں وہ کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا ہو کر تمام عمر بے لطف زندگی بسر کرتے ہیں

غور کرو قدرت نے بہت سے جانداروں کے واسطے مجامعت کا وقت خاص مقرر کیا ہے اس وقت نر اور مادہ کو جمع ہونے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اس فعل کا منشاء سلسلہ نسل جاری رکھنا ہے بحیثیت جاندار ہونے کے انسان کے واسطے بھی فطرت نے وقت خاص مقرر کیا ہے جس کو اس نے کیف مسرت اور آرام طلبی کی وجہ سے بھلا دیا ہے جس کی سزا وہ اب بھگت رہا ہے۔

عورتوں کی عام کمزوری اور زیادتی اموات کا سبب ان کا جلد جلد حاملہ ہونا اور کافی غذا کا نہ ملنا ہے کیونکہ دوران حمل کی تکلیف سے ابھی پورے طور پر تندرستی حاصل نہیں کرتیں اور نہ پوری قوت آتی ہے کہ پھر حاملہ ہو جاتی ہیں اس لئے نہ ماں کی تندرستی قائم رہتی ہے نہ گود والے بچہ کی اور نہ اس کی جو ابھی شکم مادر میں ہے —

اور اس تمام مصیبت پریشانی اور قبل از وقت موت کا ذمہ دار اس کا خاوند ہے نہ

## ڈاکٹر اسٹوپ صاحبہ مصنفہ کتاب ہذا کے

## طبع اول و دوم و سوم دیباچوں کا خلاصہ

# دیباچہ طبع اول

چند مشہور و معروف ڈاکٹروں کی خواہش پر میں نے ۱۹۱۹ء میں اس کتاب کو شروع کیا۔ اور ۳ سال کی محنت دستی سے اسکو انجام کو پہونچایا۔

جو لوگ خود مصنف ہیں وہ بخوبی آگاہ ہیں کہ مواد کے جمع کرنے اور سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کرنے میں کسقدر محنت شاقہ کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے میں نے بھی نہایت کوشش سے کتاب کو کارآمد اور مکمل بنانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ اور طریق مانع حمل جو کہ دنیا میں رائج ہیں سبکو ایک جگہ جمع کر دیا۔ اور حتی الوسع کوشش کی کہ زبان نہایت سہل اور سلیس ہو۔ تاکہ ڈاکٹروں کے علاوہ وہ اشخاص بھی جنکو اس قسم کا مذاق ہے اس سے فائدہ حاصل کریں۔ مجھے امید ہے کہ میں اپنے ارادے میں کامیاب ہونگی۔ اور میری یہ خدمت ان لوگوں کو مقبول ہوگی۔ جو کہ اس قسم کے مضامین کے خواہشمند ہیں۔

میری کارمیشیل سٹوپس

لیدرہیڈ ۱۹۲۳ء

# دیباچہ طبع دوم

کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئی اور طبع ثانی کی نوبت آئی چنانچہ میں نے اسمیں ۵۰ صفحے مضمون کے اور دو نئے طریق علاج بڑھا دئے - نیز مخالفوں کے جواب بھی دئے اور دھات کی ٹوپیوں کا حال بھی اضافہ کر دیا - اب میں یہ دیکھکر خوش ہوں کہ بہت سے وہ ڈاکٹر جو اس عمل کے خلاف تھے اس کو قبول کرتے جاتے ہیں ،

میرائی - سی - سٹوپس

فروری سنہ ۱۹۲۷ء

# دیباچہ طبع ثالث

دوسرا ایڈیشن بھی جلد ختم ہوگیا - اس لئے تیسری بار کتاب کے طبع ہونیسے پیشتر میں نے اور مضمون بھی اضافہ کر دئے - تاکہ کتاب ہمہ وجوہ ہم پیشہ ڈاکٹروں کیلئے مفید ثابت ہو - اور وہ بلا تکلف اس طریق عمل پر کاربند ہوسکیں - نیز محکمہ وزارت حفظ صحت نے یہ خواہش ظاہر کی کہ کلینک یعنی بیت الہدایت میونسپل کمیٹیاں ہر جگہ کھولنے کو پسند کرتی ہیں - اس لئے ایسی مکمل کتاب سہل زبان میں لکھی جائے کہ جو غربا کے بیت الہدایت میں بھی کارآمد ہوسکے - اور عام آدمی بھی مطلب سے آگاہ ہو جائیں -

میں ان تمام فاضلہ عورتوں اور عالم مردوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے دنیا کے تمام حصص سے مجھے کچھ نہ کچھ مدد اس کتاب کے تیار کرنے میں دی اور مختلف کتب کے مطالعہ کیواسطے اظہار رائے کیا -

میرائی - سی - سٹوپس ہائنڈ ہیڈ سنہ ۱۹۳۱ء

# پروفیسر ولیم بیلیس مرحوم - ایم - اے ڈی - ایس - سی ایف آر - ایس - کی رائے

## جو

## لندن کی یونیورسٹی کالج میں علوم عامہ کے پروفیسر تھے

مجھے بڑی خوشی کا موقع ہے کہ میں ڈاکٹر مرائی سٹوپ صاحبہ کی کتاب کی تیاری پر مبارکباد دوں - جس کی تیاری پر مصنفہ نے نہایت محنت کی ہے - اور ایک قابل فخر کام کیا ہے - جہاں تک مجھے علم ہے کسی زبان میں اس مضمون پر کوئی ایسی مکمل کتاب موجود نہیں ہے - جس میں تاریخی حالات دستاویزی شہادتیں تحقیقات علمی کے نتائج تدابیر مانع حمل پر نکتہ چینیاں اور ان کے جواب سب کچھ موجود ہو - ہر قسم کی حالت کے مطابق اس کا علاج اور تکلیف زدہ اور دیگر امراض خاصہ کی مشرح کیفیت پھر اس کی اصطلاحی تدابیر بیت الہدایت کے جاری کرنے کے متعلق مشرح کیفیت غرض تمام ضروری امور پر بحث کی گئی ہے - اور بیت الہدایت میں جو مریض آتے رہتے ہیں ان کے مشرح حالات بھی جمع رکھے جاتے ہیں جو نہایت کارآمد ذخیرہ ہے -

علم ترکیب اجسام حیوانات کا عالم ہونے کی وجہ سے میں کہہ سکتا ہوں کہ ڈاکٹر موصوفہ نے جو یہ مسئلہ دریافت کیا کہ مرد کی منی عورت کے عضو مخصوص میں داخل ہو کر جذب ہو جاتی ہے - بالکل نیا مسئلہ ہے - اور جو شہادتیں اور تجربات اس کے لئے بہم پہنچائے گئے ہیں وہ بالکل یقینی ہیں - چونکہ دنیا کی قوم میں ایسے آدمی پائے جاتے ہیں جنکے دماغ برائی سے آلودہ ہیں اور انکے جسم بیماریوں سے بھرے ہوئے ہیں - اس لئے ایسے آدمیوں کو اس عمل سے فائدہ اٹھانا چاہئے - تاکہ آئندہ نسلیں صحیح

وسالم پیدا ہوں۔ قابل افسوس یہ امر ہے کہ عیاشی امرا میں زیادہ ہوتی ہے۔
اس لیئے بری بیماریاں بھی اُنہیں میں زیادہ ہوتی ہیں۔ اگرچہ بہت سے لکھے پڑھے
آدمی بھی اس مصیبت میں مبتلا دیکھے جاتے ہیں۔ اس لیئے تدابیر مانع حمل کے ایجاد
سے جسقدر امرا کو فائدہ ہوا غربا کو نہیں ہوا۔

بارہا تجربہ ہوچکا ہے کہ جو آدمی عوام الناس میں معمولی عقل کے ہوتے ہیں
یا کم عقل رکھتے ہیں ان کے اولاد زیادہ پیدا ہوتی ہے بہ نسبت ان کے جو فطرۃً صحیح
وسالم ہوتے ہیں۔ لیکن اسکی وجہ ابتک معلوم نہیں ہوئی۔ اور اس سوال کا جواب
نہایت دشوار ہے۔

میرے اپنے خیال میں تدابیر مانع حمل کے صرف دو بڑے فائدہ ہوسکتے
ہیں۔

اول یہ کہ عورت کی صحت متواتر حاملہ ہونے سے خراب ہوجایا کرتی ہے۔
اور جو اولاد اس طرح پیدا ہوتی ہے۔ وہ بھی کمزور اور کچھ نہ کچھ بیمار رہتی ہے۔

دوسرے۔ اس فعل سے زوجین میں الفت و محبت بڑھتی ہے۔ کیونکہ جماع
جاری رہتا ہے۔ جو جسمانی روحانی اور دماغی مسرت کا سبب ہوتا ہے۔ بشرطیکہ
باقاعدہ طور پر ہو۔ اور ان سب باتوں پر مصنف نے خوب بحث کی ہے۔ اور نسل
انسانی کی مسرت بڑھانے اور تکلیف کو کم کرنے کے اصول بتائے ہیں۔ مجھے امید ہے
کہ عوام الناس بھی اس کتاب کے مطالعہ سے ضرور مستفیض ہونگے۔

(ولیم بیلس)

# تقریظ از جناب مسٹر میں بر صاحب ایم۔ ڈی۔ ایل ایل ڈی۔ ایف۔ آر۔ سی۔ پی۔ ایس وغیرہ

میں نے ڈاکٹر سٹوپ صاحبہ کی عجیب و غریب کتاب کا شوق سے مطالعہ کیا جس میں انہوں نے موجودہ زمانہ کے انسان کو دلدل میں سے نکالنے کی سعی کی ہے مجھے بڑی مسرت ہے کہ میں کتاب کے متعلق دو چار فقرے لکھوں۔ کیونکہ میں بذات خود اس مضمون کو نسلی یا خاندانی اعتبار سے غور کرتا رہا ہوں کہ تدابیر مانع حمل کا قوم پر کیا اثر ہوگا۔

غور کرو قدرت کا قانون یہ ہے کہ وہ نالائق اور ناکارہ کو دنیا سے خارج کر دیتا ہے۔ اور لائق اور ہونہار کی پرورش کرکے اس کو سربلند بناتا ہے جیسا کہ زمانہ گذشتہ میں ہو چکا ہے۔ اور اب بھی ہونا چاہیئے۔ لیکن بزمانہ حال ہم اپنی ترقی کی شیخی تو مارتے ہیں۔ لیکن اپنے آپ کو اخلاقاً زمانہ گذشتہ کے باشندوں سے بہتر ثابت نہیں کر سکے۔ علاوہ ازیں انسان ہمیشہ قوانین فطرت کی مخالفت کرتا ہے اور یہ نہیں چاہتا کہ اس کو کھیت کی گھاس پھوس کی طرح قوم کی فلاح و بہبود کے واسطے دنیا سے نکالدیں۔ قوانین فطرت بیشک سخت ہیں وہ شخصیت یا ذات واحد کا لحاظ نہیں کرتے۔ کیونکہ فطرت قوم یا نسل کی حفاظت چاہتی ہے۔

انگلستان یا دیگر مہذب ممالک میں بھی لاچار اور مجبور آدمیوں کے ساتھ ہمدردی کیجاتی ہے۔ کیونکہ لائق اور اچھے دماغ رکھنے والے خود ترقی کرتے چلے

جاتے ہیں اس لئے لایق شہریوں کا فرض ہوا کہ غریب اور ناکارہ آدمیوں کی ہر قسم کی امداد کریں

فطرت کا اصول یہ ہے کہ وہ ہر شئے کو اس کے ماحول کے موافق تیار کرتی ہے اور ہمیشہ ترقی کی طرف جاتی ہے۔ یہی حال ہمارا بھی ہے کہ کوئی آدمی اس دنیا پر آنے کا خود ذمہ دار نہیں ہے۔ خواہ وہ کیسا ہی بدشکل اور ناکارہ ہو۔ اسلئے ہماری ہمدردی کا تقاضہ ہے کہ ہم اس کے لئے آرام و آسائش بہم پہونچائیں لیکن یہ ہمارا اخلاقی فرض ہونا چاہیئے۔ کہ ہم اسکو اپنے جیسے ناکارہ اولاد پیدا کرنے سے روکیں۔ کیونکہ بحالت موجودہ ایک چوتھائی اس قسم کی ناکارہ مخلوق آئندہ ایک نصف نئی نسلیں پیدا کردے گی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ½ حصہ آبادی کو ½ حصے ناکارہ حصے کی پرورش کا خرچ برداشت کرنا پڑے گا۔

غور کرو جبکہ قوم کی قوت جنگ کی صورت اختیار کرتی اور تباہ ہوتی ہے تو نالایق اور نامعقول آدمی قوم کو اس طرح تباہ کرتے ہیں۔ اور یہ عمل چاہتے ہیں کہ دوسروں کی محنت سے کمایا ہوا روپیہ ان پر صرف کیا اور وہ اولاد پیدا کریں۔ تاکہ جو شریف اور تندرست آدمی جنگ میں کام آچکے ہیں وہ ان کی جگہ لیں۔ یعنے اس قسم کے مجموعہ سے ہم آئندہ اپنی فوج تیار کریں

ہم نے بڑی حد تک موت کے منہ سے مخلوق کے بچانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ نہیں چاہا کہ ناپسندیدہ پیدائش کو روکا جائے۔ مجھے خاندان کے آدمی بڑھانے میں کوئی انکار نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ تندرست اور سمجھدار پیدا ہوں۔ اسلئے بچوں کی پیدائش کا وقفہ ایسا ہو کہ نہ ماں کی تندرستی خراب ہو اور نہ بچے کی۔ وہ قوم کے لئے اچھے مددگار ثابت ہوں نہ کہ ان کا بوجھ قوم اٹھائے۔ کیونکہ جو لوگ ایسی اولاد پیدا کرتے ہیں جو جسمانی طور پر عیب دار ہو وہ قوم کا جرم کرتے ہیں۔ اسلئے نالایق اور ناکارہ

آدمیوں کو ہرگز اولاد پیدا کرنی نہیں چاہیئے۔ بہت سے آدمی اپنے پڑوسیوں کو یہ کہکر دھوکہ دیا کرتے ہیں کہ نوجوان لڑکیوں کو تدابیر مانع حمل کا علم ہوگیا تو وہ اپنی عصمت ہاتھ سے دے بیٹھنگی۔ میں کہتا ہوں کہ برعکس اس کے عورت[5] کا اخلاق کبھی مکمل درجہ تک پہونچتا ہی نہیں۔ دیکھو وہ کس قسم کے بے چین کرنے والے ناول[6] پڑھا کرتی ہیں چونکہ اب تحقیقات علمی کا زمانہ ہے اور مرد و عورت دونوں علم کے درخت سے پھل کھا رہے ہیں اسلئے نامناسب ہے کہ آئندہ نسلوں کو جہالت کی تاریکی میں رکھیں۔ جہالت کی معصومیت کی حفاظت نہیں کرنی چاہیئے۔

یہ ضرور ہے کہ عورت بہ نسبت مرد کے زیادہ باحیا اور عصمت شعار ہوا کرتی ہے اور بآسانی ترغیب دینے والے مرد کے پھندے میں نہیں آتی۔ پھر بھی والدین کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو خواہش نفسانی کی بھی تعلیم دیں۔ کیونکہ شہزادے امیروں کے لڑکے دولتمندوں کی اولاد اور گرجا کے پادریوں کے بچے سب ہی بداخلاقی کا شکار ہوکر اعضائے تناسل کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے نوجوان لڑکی کو مناسب ہے کہ وہ سوچ سمجھکر ایک کی ہوکر رہے۔ اور رشتہ خوشی کے خیال میں اپنے آپ کو تباہ نہ کرے۔

جیمس بر

لیور پول

---

[5]: میں ڈاکٹر موصوف سے اس امر میں متفق نہیں ہوں۔ ممکن ہے کہ یورپ کی عورت پر یہ بات صادق آتی ہو۔ لیکن ایشیا میں اس کے خلاف حالت ہے۔ یہاں یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ مرد کا اخلاق مکمل نہیں ہوتا۔ مترجم۔

[6]: یہ ناول لکھنے والے نالائق مردوں کا قصور ہے۔ مترجم

# باب اول

## زمانہ حال میں تدابیر مانع حمل کا مسئلہ

تدابیر مانع حمل کی سائنٹیفک تحقیقات سے واقف ہونا ہر ڈاکٹر اور معالج کا فرض ہے اور اس سے پیشتر کہ اس عمل کو بیان کیا جائے۔ اس کے صحیح معنی سمجھنے چاہئیں۔ کیونکہ عوام الناس میں عجیب من گھڑت باتیں اس عمل کے متعلق مشہور ہیں۔ اصلاح عام میں بزبان انگریزی یہ عمل برتھ کنٹرول کہلاتا ہے۔ یعنے پیدائش کو قابو میں رکھنا۔ جب زن وشوہر کی مرضی ہو نطفہ قرار پائے اور جب مرضی نہ ہو فعل مجامعت تو جاری رہے مگر حمل نہ رہے۔

بعض لوگوں میں یہ غلط خیال مشہور ہے کہ اس عمل میں ہمیشہ کنوارہ رہنا پڑتا ہے اور بعض کا یہ خیال ہے کہ شادی شدہ مرد وعورت خاص عرصے تک ہم صحبت نہیں ہوتے۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ ہر مہذب ملک اور نامہذب ملک بلکہ جنگلی آدمیوں میں بھی آبادی کو بڑھنے سے ہمیشہ روکا گیا ہے۔ جس کے واسطے یہ تین عمل زیادہ مروج رہے۔

(۱) حالت طفلی میں بچوں کی ہلاکت۔

(۲) اسقاط حمل۔

(۳) ایسے وسائل اختیار کرنا جس سے حمل قرار نہ پائے۔

لیکن تاہنوز اس تیسرے عمل کو دانائی سے مکمل کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

کیونکہ مذکورہ بالا ہر دو طریق اخلاقی جرم ہیں - آج کل انگلستان میں عوام الناس پیدائش کے روکنے کے درپے ہیں اسلئے ڈاکٹروں کو تدابیر مانع حمل کے علم میں ترقی ضرور کرنی چاہیئے - کیونکہ عوام الناس غلطی سے مضر ادویہ کا استعمال کر کے اور مبتلائے آلام ہوتے ہیں اور نہایت افسوس ہے کہ ہمارے ان بڑے شہروں میں جو تہذیب اور تربیت کا سرتاج سمجھے جاتے ہیں اب بھی اسقاط حمل کی سینکڑوں وارداتیں ہوتی ہیں اگرچہ دفتری طور پر کوئی معقول شہادت موجود نہیں ہے - کیونکہ کوئی عورت اسقاط حمل کا حال کبھی بیان کرنا پسند نہیں کرتی ہے تو بھی امریکہ کے ایک رسالہ میں جو ضبط حمل کے متعلق شائع ہوتا ہے سنہ ۱۹۲۲ء کی ایک رپورٹ چھپی ہے - جس میں یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ صرف شہر نیویارک میں ہرسال (۸۰۰۰۰) اسی ہزار عورتیں اسقاط حمل کرتی ہیں -

سر ایلین کاسٹر کا مقولہ ہے کہ انسان قدرت کا باغی ہے قدرت کہتی ہے کہ - مر - وہ کہتا ہے کہ نہیں میں زندہ رہونگا اگرچہ آخر کار انسان مر ہی جاتا ہے - صاحب موصوف کہتے ہیں کہ اُن جانوروں کو دیکھو جو قدرتی زندگی بسر کرتے ہیں - کہ ان کی تعداد کبھی نہیں بڑھتی کیونکہ قدرت کا یہ سبق نہیں ہے - کہ صحبت کرو اور پیدا کئے جاؤ یا آبادی بڑھاؤ قدرت نے تمام چھوٹی اور بڑی مخلوق کی مجامعت کے واسطے ایک خاص وقت مقرر کیا ہے سوائے انسان کے کہ یہ ایسا جانور ہے کہ قدرتی قاعدے کی پابندی کرنے کی بجائے زیادہ اصرار اور ضد کرتا ہے - اور آبادی کو بڑھانے میں مشغول ہے - اور یہ مصیبت اس نے خود اپنے سر اپنی حماقت سے مول لے رکھی ہے - اب چونکہ انسان اپنی قدیمی حالت کی طرف عود نہیں کر سکتا ہے اس لئے نئی نسلوں کے پیدا کرنے اور موروثی قواعد کی خوب جانچ پڑتال کر کے ایسے قواعد مرتب کرو کہ زیادہ اولاد نہ ہو - کیونکہ - اگر طبی امداد بہم نہ پہونچائی جائے تو لاکھوں عورتیں مر جائیں - اس پر بھی افسوس ہے کہ بعض نیویارک کے ڈاکٹر تدابیر مانع

حمل کے خلاف ہیں۔

افسوس ہے کہ طبی تحقیقات علمی پر اب تک معاشرتی اثر موجود ہے۔ دیکھو پہلے سیتلا کا ٹیکا لگانے کے خلاف پادریوں نے کس قدر غل مچایا تھا۔ اور بعض ڈاکٹر بھی ان کے ہم نوا تھے۔ اور طرح طرح کی برائیاں اور خرابیاں ثابت کرتے تھے۔ اس کو شیطانی عمل خطاب کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہمارے مقدس مذہب کو اس عمل سے ناپاک اور نجس کیا جاتا ہے ڈاکٹر روکی صاحب کا بیان ہے۔ کہ خدا کا قانون اس عمل کی اجازت نہیں دیتا۔ اور قانون فطرت اور قانون انسانی بھی گلا پھاڑ پھاڑ کر یہی کہتے ہیں۔ لیکن اب ایسے پادری کہاں ہیں جو تعلیمیافتہ جماعت کے سامنے اس قسم کا وعظ بیان کرنے کی جرأت کریں۔ اسی طرح کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا جو ڈاکٹر سر جیمس سمپسن نے وضع حمل کی تکالیف رفع کرنے کیلئے کلوروفارم کے استعمال پر شور مچایا تھا۔ اور کہا تھا کہ وہ خلاف مذہب اور خلاف قانون فطرت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ گرم غسل اور جسم کا دبانا اور دیگر حرکات اس عمل کے واسطے کافی موثر ہیں۔ اور گناہ بھی نہیں لیکن افسوس ہے ان لوگوں کی عقلوں پر کہ جب بہتر طریق ایجاد و دریافت ہو گیا کہ جو عورتوں کے جننے کی تکلیف کو دور کر سکتا ہے تو وہ گناہ کس طرح سے ہو سکتا ہے؟ یہی حال موجودہ زمانہ میں تدابیر مانع حمل کا بھی ہے کہ بعض لوگ اس عمل کو خلاف فطرت کہتے ہیں اور بعض گناہ خیال کرتے ہیں۔ لیکن بیس سال گذر جانے دو پھر دیکھو کون ہے جو اس کے خلاف وعظ کہتا ہے؟ کہنے والے اتنا خیال نہیں کرتے کہ اسقاط حمل گناہ ہے؟ یا تدابیر مانع حمل؟ کیونکہ جب اولاد پیدا ہی نہ ہوگی تو جرم کرنے اور گناہ کرنے کا موقع ہی کیوں ملیگا۔ امریکہ کے ڈاکٹر راس صاحب نے تدابیر مانع حمل کو قومی خودکشی سے تعبیر کیا۔ اور یہ لفظ پریذیڈنٹ روزویلٹ صاحب نے بھی پسند کر کے استعمال کیا پھر کیا تھا دیگر اخبارات اور رسالہ جات میں شور مچ گیا۔ اور یہ لفظ آوازِ جنگ کا مترادف بن گیا۔ باوجودیکہ رفتہ رفتہ خیالات متغیر ہو گئے تھے۔ پھر بھی

پروفیسر راس صاحب کے خیال میں غیر مسلسل ولادت تہذیب کے واسطے ایک پریشانی ہے۔

قوم کا تباہ ہونا یا گھٹنا جو لفظ قومی خودکشی کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے میری رائے میں بالکل غلط ہے۔ کیونکہ تدابیر مانع حمل کا یہ نتیجہ ہرگز یہ نہیں ہوسکتا بلکہ قوم کی تباہی کے اسباب دوسرے ہوسکتے ہیں۔ جیسے عورت یا مرد کو خصی کر دینا۔ مرض آتشک اور سوزاک وغیرہ موذی امراض کی زیادتی یا اسقاط حمل دانستہ کرنا عوام الناس یہ خیال کرتے ہیں کہ جب مہذب شہری عمل مذکورہ پر عامل ہونگے تو آپ سے آپ اولاد کم ہو کر قوم گھٹ جائے گی۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں فرانس میں تدابیر مانع حمل کو جرم قرار دیا گیا۔ لیکن یہ کس نے اندازہ لگایا۔ کہ وہاں اسقاط حمل کی وارداتیں اعضائے تناسل کی بیماریاں اور مرد و عورتوں کو خصی کرنے اور بانجھ کرنے کے کتنے عمل جاری ہیں۔ لوگ یہ پڑھکر تو خوش ہوجاتے ہیں کہ فلاں سال پیدائش کا نمبر زیادہ رہا۔ لیکن ان کو یہ بھی تو خیال کرنا چاہیئے کہ اس کے مقابل اموات کی شرح کیسی رہی۔ اگر اموات زیادہ ہونگی۔ تو کیا اس سے قوم میں اضافہ ہوگا؟ یا کمی؟ مثلاً ملک چین میں شرح پیدائش بہت زیادہ ہے لیکن ساتھ ہی اس کے طفلی اور بچپن میں بچے بہت زیادہ مرتے ہیں اور ایسا ہی دیگر ممالک کے رجسٹر اموات و پیدائش دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے۔ ایک مثال اور سنو۔

فرض کرو کہ ایک زوجہ و شوہر بحالت تندرستی کسی ایسے جزیرے میں بھیجدیئے جائیں جہاں غذا بکثرت موجود ہو اور کسی قسم کی تکلیف بھی نہ ہو۔ اُن کے پہلا بچہ پیدا ہوگا تو شرح پیدائش ۵۰ فیصدی ہوئی اور تعداد آبادی تین۔ جب دوسرا بچہ ہوگا تو شرح پیدائش ۳۳⅓ فیصدی ہوجائے گی اور آبادی ۴۔ تیسری اولاد ہونے پر شرح پیدائش ۲۵ فیصدی اور تعداد آبادی ۵ ہوگی۔ الغرض اسی طرح سے

جس قدر اولاد بڑھتی جائیگی شرح پیدائش میں کمی ہوتی جائیگی اور تعداد آبادی میں اضافہ ہوگا۔ اس کے برعکس اگر بحالت طفلی بچے مرتے جائیں گے تو شرح پیدائش میں اضافہ نظر آویگا۔ میں اس کتاب میں بحث[۵۱] کرنا پسند نہیں کرتی بلکہ صرف یہ تبلانا مقصود ہے کہ لفظ قومی خودکشی ایک مغالطہ ہے جو تدابیر مانع حمل پر صادق نہیں آتا۔

غرض تندرست اولاد کا پیدا ہونا قوم کے واسطے ناکارہ اور بیمار اولاد کی نسبت زیادہ بہتر ہے عام قاعدہ ہے کہ ہر قوم میں دانشمند دور بین اور اپنی خواہش نفسانی کو روکنے والے آدمی بہت کم ہوا کرتے ہیں چنانچہ انگلستان کے پادریوں نے پروفیسر کارل پیرسن کے حوالہ سے تدابیر مانع حمل کی اجازت دیدی جب کہ اس نے ایک اندھی عورت کا تذکرہ اس طرح بیان کیا کہ اس کی دو لڑکیاں چالیس برس کی ہوکر اندھی ہوگئی اور پھر اس کی ۵ نواسیوں میں سے چار تیس برس کی عمر میں نابینا ہوگئیں پھر ۱۵ لکنواسیوں میں سے ۱۳ کے موتیا بند ہوگیا اور پھر ۴۰ کونڈا کاسیوں میں ۲۰ کو سات سال کی عمر میں کچھ کچھ نظر آتا تھا اور اکثروں کی دونوں آنکھیں خراب ہوگئی۔ اب ان ۴۰ لکنواسیوں کے تارکارہ مجموعہ سے دیکھئے کیسے اولاد پیدا ہوتی ہے؟ خاص خاص خاندانوں کی اولاد کی پیدائش کے شمار و اعداد احتیاط کے ساتھ جمع کرکے اولاد پیدا ہونے کے وقفے کو بھی شمار کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جہاں دو سال سے کم کا وقفہ پیدائش میں ہوا تو وہاں زیادہ اولاد ضائع ہوئی اور ماں کی صحت بھی

---

[۵۱] سی کلک ملیرڈ صاحب کا لکچر بحیثیت صدر انجمن کے باشندے اور تدابیر مانع حمل جو ۱۹۱۷ء میں پڑھا گیا۔ [۵۲] جی ایچ نبنز صاحب کا بیان آسٹریلیا کی سلطنت متحدہ کی مردم شماری جلد اول کے ضمیمے میں جو سنہ ۱۹۱۵ء میں طبع ہوئی پوری بحث ملاحظہ ہو۔

خراب ہوگئی اور جب دو سال سے زاید وقفہ حمل رہنے میں ہوا تو نصف اولاد مری اور ماں بھی تندرست رہی ۔ پس نتیجہ اس صورت میں بھی یہ ہی نکلتا ہے کہ تدابیر مانع حمل کا استعمال قوم کے لئے مفید اور بہتر ہے ۔ آبادی بھی بڑھتی ہے اور ناکارہ و ناتندرست اولاد پیدا نہیں ہوتی ۔ سررشتہ معاشرت حفظ صحت امریکہ نے بہت سی کثیر التعداد عورتوں کے حالات جمع کئے ۔ تو یہ تعجب خیز نتیجہ پیدا ہوا کہ اوسط تعداد حمل کی ان سمجھدار عورتوں میں زیادہ رہی ۔ جنہوں نے تدابیر مانع حمل پر عمل کیا بہ نسبت ان کے جنہوں نے عمل بالا سے احتراز کیا ۔

میں اپنی کتاب ریڈی اینٹ مدرہڈ[1] میں لکھ چکی ہوں کہ کمزوریاں اور کمزور اور ناتواں بچے کی جان بچانے کے واسطے ڈاکٹروں کو کس قدر دقت اور محنت کرنی پڑتی ہے اور قوم کا کس قدر روپیہ ضائع ہو رہا ہے علاوہ اس کے جو ماں اور بچے کے اموات پر خرچ ہوتا ہے اور جو ناکارہ اولاد کی پرورش پر قوم کا روپیہ صرف ہوتا ہے کیا یہ سب تباہی کے صحیح اسباب نہیں ہیں ۔

بعض بیوقوف آدمی یہ کہتے ہیں کہ پہلونٹھی کی یا پہلی اولاد کمزور ہوا کرتی ہے اور عوام الناس اس مغالطے میں مبتلا ہیں اگرچہ ڈاکٹر گرین، روڈ اور پول صاحب نے ان کے خلاف بہت سے دلائل پیش کئے ۔ پھر بھی اخبار لین سیٹ میں جو کہ علم طب کا نہایت مشہور رسالہ ہے اس قسم کی بحث کبھی کبھی چھڑ جایا کرتی ہے ۔ ڈاکٹر انیل نے اس بارہ میں بہت سے واقعات جمع کئے اور لکھا کہ کمزور پہلی اولاد پیدائش کے پہلے ہفتے ہی میں مر جاتی ہے لیکن جو زندہ رہتی ہے وہ بہ نسبت دوسری اولاد کے بہت مضبوط ہوتی ہے ۔

ایک مغالطہ یہ بھی ہو رہا ہے کہ تمام بچے ماں کے پیٹ سے تندرست پیدا

---

[1] مصنفہ کی ایک کتاب Radient motherhood

ہوتے ہیں۔ مگر یہ بات صحیح نہیں ہے۔ بچہ صحیح وسالم اور تندرست وہی ہوتا ہے جس کو
شکم مادر میں اچھی غذا اور اچھا سامان پرورش ملے اور ماں باپ بھی جس کے تندرست
ہوں یہ سنہ ۱۹۲۰ء کا ذکر ہے کہ جوڈی اوک کلینک میں ۳۰۲۱ بچے پیدا ہوئے انمیں
سے ۳۰۱ دس دن کے عرصہ میں فوت ہو گئے۔ جن میں سے اکثر کے مرنے کی وجہ یہ
تھی کہ وہ کمزور تھے کیونکہ مقررہ وقت سے چند دن پہلے دنیا میں آ گئے تھے یا انکے
والدین علیل تھے۔ کیونکہ آتشک ایسا موذی مرض ہے کہ جس کو ہو جائے اس کی
اولاد تندرست ہو ہی نہیں سکتی۔

بعض سمجھدار عورتیں بھی سنی سنائی یہ بات ڈاکٹروں سے دریافت کرتی ہیں
کہ جو عورتیں ابتدائی عمر یعنے نوجوانی سے مانع تدابیر حمل کا عمل شروع کر دیتی ہیں تو
وہ آئندہ کے واسطے بانجھ ہو جاتی ہیں! لیکن یہ بات بالکل غلط ہے۔ امریکہ کے ڈاکٹر
نوٹ صاحب نے رسالہ میڈیکل جرنل اینڈ ریکورڈ میں ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء کے
پرچہ میں یہ مضمون لکھا ہے کہ جو عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں ان کا سبب مانع حمل تدابیر
نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بعض برے طریق جماعی جیسا کہ جماع غیر مسلسل یا بیرونی اخراج ہے
اس سے خاوند نامرد ہو سکتا ہے اور عورت اپنے آپ کو غلطی سے بانجھ تصور کر لیتی ہے

بعض ایسے اسباب بھی بیوی کی جانب سے ہو سکتے ہیں جن سے وہ بانجھ
ہو سکتی ہے۔ لیکن جہاں باقاعدہ تدابیر مانع حمل کا استعمال کیا جیسے روغنی شیاف
اسفنج اور ملائم ربڑ کی ٹوپیاں وغیرہ ہیں تو ہرگز بانجھ ہی نہیں ہو سکتا اور ایک مثال
بھی اس کی خرابی کی پیش نہیں کی جا سکتی۔ ہاں جن عورتوں کو سوزاک یا کوئی اور
ایسی عضو تناسل کی بیماری ہے اور وہ اتفاق سے تدابیر مانع حمل پر بھی عمل کرتی
ہیں تو وہ اس عمل کو بدنام کر دیتی ہیں۔ حالانکہ اصل وجہ ان کی بانجھ ہونے کی وہ
بیماری ہوا کرتی ہے۔ دوسرے قدرتی طور پر بعد تیس سالہ ہونے کے عورت میں قوت

تو پیدا کم ہونی شروع ہوتی ہے اور بعد چالیس برس کے ختم ہو جاتی ہے تو ایسی عورت اگر مانع حمل عمل کرتی ہو تو قدرتی طور پر وہ بانجھ ہو چکی نہ تو وہ بے فائدہ اس عمل کو بدنام کرتی ہے۔

سنہ ۱۹۳۰ء تدابیر مانع حمل کے عروج اور عام ہونے کا مشہور برس تھا۔ جب کہ محکمہ حفظ صحت عوام الناس کی وزارت نے بہت سے بیت الہدایت (کلینک) جاری کر دیئے تاکہ عوام الناس اس سے فائدہ حاصل کریں۔ اگر کسی خاندانی لہ کے خاص ڈاکٹر کسی عورت کو یہ عمل بتانا نہ چاہے یا اس کو خود نہ آتا ہو تو چاہیئے کہ بیت الہدایت میں جا کر سیکھ لے۔

یہ کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے کہ یہ علم اب تک ان لوگوں نے حاصل نہیں کیا جن کا اس سے تعلق ہے (یعنے سب ڈاکٹروں نے عمل مانع حمل نہیں سیکھا) بڑی عجیب بات یہ ہے کہ دس برس گذرے سالانہ رپورٹ محکمہ وزارت حفظان صحت نے پبلک کو یہ لکھکر خوفزدہ کر دیا کہ وضع حمل سے اب تک اتنی ہی عورتیں مرتی ہیں جتنی کہ ۲۵ سال گذرے فوت ہوا کرتی تھیں یعنی سالانہ ۷ لاکھ عورتوں میں سے جو حاملہ ہوتی ہیں تیس ہزار مر جاتی ہیں اور بہت سی عمر بھر کے واسطے بیکار اور بیمار ہو جاتی ہیں سنہ ۱۹۳۰ء کی رپورٹ میں بھی یہ ہی تعداد اموات تقریباً درج ہے۔

اس بات کا صحیح پتہ لگانا کہ وضع حمل کے وقت کس وجہ سے حاملہ کا انتقال ہوا بہت دشوار ہے۔ کیونکہ اس کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ بہت سی عورتیں اپنی نادانی سے اسقاط حمل کی کوئی نہ کوئی دوا کھا کر مرتی ہیں اگر ان کو تدابیر مانع حمل کا علم ہوتا تو وہ ہرگز اسقاط کی طرف مائل نہ ہوتیں

---

لہ یورپ میں متمول آدمی اپنے خاندان کے علاج کے واسطے ایک ڈاکٹر مقرر کر لیا کرتے ہیں جو کہ خاندانی ڈاکٹر کہلاتا ہے۔ مترجم

# باب دوم

## قیاسی اور یقینی تدابیر مانع حمل

عوام الناس میں یہ خیال مشہور ہے کہ فعل مجامعت میں عورت مطیع و صابر ہے اور مرد اپنی خواہش نفسانی پوری کرنے اور لطف حاصل کرنے میں ہمیشہ مجرم رہا ہے اور اس کی یہ خواہش تکالیف و مصیبت کا سرچشمہ ہے۔

سب سے پہلے اس حقیقت کو جاننا ضروری ہے کہ فعل مجامعت مختو بحصہین کا نہایت پیچیدہ فعل ہے جس میں مرد و عورت دونوں کو کام کرنا پڑتا ہے اور اگر یہ فعل اچھی طرح سے سرانجام پائے تو زوجین کو جسمانی دماغی اور روحانی فائدہ پہنچتا ہے اس حقیقت سے کہ عورت کو بھی اس فعل کے وقت مستعد اور خواہشمند ہونا چاہیئے جیسا کہ مرد کو صرف عام آدمی ہی نہیں بلکہ بہت سے معالج بھی نہیں مانتے کیونکہ وہ خود مرد ہیں۔ ایک تندرست عورت کو خواہش نفسانی ویسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ مرد کو اور اس مسئلہ کو سمجھ لینے کے بعد تدابیر مانع حمل کے عمل پر عقلمندی کے ساتھ بحث کرنی چاہیئے۔

واضح ہے کہ ہر قمری مہینے میں دو بار عورت کو خواہش نفسانی قدرتی طور پر یعنی حیض بند ہونے سے پہلے اور پھر ختم ہونے کے بعد پیدا ہوا کرتی ہے۔ جیسا کہ [illegible] نے اپنی کتاب میرڈ لو میں اور امریکہ میں [illegible] صاحبہ نے اپنی کتاب میں ثابت کیا ہے۔ لہذا عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ اس حالت

---

ایک کتاب میرڈ لو نامی جو مصنفہ نے تصنیف کی ہے Married Love

یں خاوند کو صحبت کرنی چاہئے تاکہ طرفین کو فطرتی مسرت حاصل ہو اور نطفہ قرار پکڑے۔ پس مانع حمل تدابیر ایسی ہونی چاہئے کہ جو فعل مجامعت کے فطرتی کیف میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کریں۔ اور حمل بھی قرار نہ پائے اور وہ ایسی بھی ہو کہ قبل یا بعد از صحبت طرفین کو اس کے موجود ہونے کا گمان بھی نہ ہو۔ کیونکہ میرے خیال میں ایسی حالت میں خیالی تکلیف بھی مانند جسمانی تکلیف کے عمل کرتی ہے۔ مثلاً اگر عورت کو یہ خیال گذرے کہ جو عمل اس نے کیا ہے ممکن ہے کہ موافق ثابت نہ ہو اور حمل رہ جاوے تو اس خیال سے بھی اس کے دماغ میں تکلیف ہو کر قدرتی مسرت جماعی حاصل نہیں ہو سکتی۔

ہمارے کلینک (ہدایت خانے) میں پانچ ہزار عورتیں اول بار حسب ہدایات تدابیر مانع حمل حاصل کرنے آئیں تو ہم نے ان سے دریافت کیا کہ اب تک انہوں نے کس کس طریق پر عمل کیا؟ چنانچہ ۱۲۸۴ نے جواب دیئے ان کی تفصیل آئندہ جنتری میں درج ہے اور باقیوں نے شرم آلود نگاہوں سے عمل کرنے کا تو ثبوت دیا مگر زبان سے جواب نہیں دیا تو ممکن ہے کہ ان کی طرف توجہ کم کی جاتے۔ اس لئے صحیح طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فیصدی کتنی عورتیں ناقص طریق کار پر عامل ہونے سے ناکامیاب رہیں فہرست ذیل پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ کوئٹس انٹاریٹس (عزل) کرنے کی طرف سب سے زیادہ مردوں کی توجہ رہی ہے۔

تفصیل دوسرے صفحے پر دیکھئے

---

ف۱ اس عمل کا اور فہرست ذیل کے سب عملوں کا مشرح حال آئندہ آئے گا۔ مترجم

ان پانچ ہزار عورتوں میں سے چند کے حالات جنہوں نے بیت الہدایت میں داخل ہونے سے پہلے تدابیر مانع حمل پر عمل کیا تھا۔

| جو طریق عمل کیا گیا | کامیاب | ناکامیاب | میزان |
|---|---|---|---|
| کنڈم یا شیتھ (فرنچ لیدر) | ۴۹ | ۱۴۹ | ۱۹۸ |
| عمل مودش اور عمل پچکاری | ۳ | ۵۹ | ۶۲ |
| مختلف قسم کی ربڑ کی ٹوپیاں جو گردن رحم پر چڑھائیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ | ۹ | ۵۳ | ۶۲ |
| | .. | .. | -- |
| استعمال اسفنج | ۵ | ۱۳ | ۱۸ |
| کونین کے شیاف | ۲ | ۱۰۸ | ۱۱۰ |
| کوئٹس انٹرایپٹس (عزل کرنا) یعنی طریق مجامعت | ۱۴۸ | ۶۶۶ | ۸۱۴ |
| درمیان دو حیض کے وقفہ میں مجامعت | - | ۱۲ | ۱۲ |
| بچے کے دودھ پلانے کے ایام میں مجامعت | - | ۸ | ۸ |

اگر سچ پوچھو تو کوئی بے نظیر سائنٹیفک مانع حمل تا ہنوز دریافت ہی نہیں ہوا ہے جتنے طریق عمل مروج ہیں ان سب کا ماحصل یہ ہے۔

(۱) عورت کے بیضے کو مرد کے کرم منی کے ملنے سے روکا جاوے۔

(۲) نطفہ مرد کو عورت کے بیضے کے ملنے سے روکا جاوے۔

(۳) نطفہ مرد کو کسی دوا یا طریق سے بیکار کر دیا جائے۔

ملا زمانہ موجودہ میں یہ امر پایہ تحقیق کو پہنچ گیا ہے کہ خصیہ عورات کے انڈگول گرل دانے ہوتے ہیں جو پختہ ہو کر ہر ماہ دو چار علیحدہ ہو جاتے ہیں جن کو انڈا بولتے ہیں اور وہ براہ نفیر رحم کے اندر پہنچ کر کرم منی مرد سے ملکر بچہ بنتا ہے۔ مسترجم

ظاہرا یہ تینوں باتیں سہل اور ممکن معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً بذریعہ پچکاری ایسی دوا
داخل کی جائے جو نطفے کو مار دے یا مردانہ تھیلی چڑھائی جائے تاکہ نطفہ اس میں
اخراج ہو۔ اسی طرح عورت بھی عنق الرحم پر ربڑ کی ٹوپی چڑھا سکتی ہے۔ لیکن
عام آدمیوں کو اس مضرت کا علم نہیں جو کہ اس طرح ادھورے فعل مجامعت سے
طرفین کو پہنچتا ہے۔ اس کا مشرح بیان آئندہ آویگا۔

مثال کے طور پر ڈاکٹر ہیولاک ایلس کے مضمون کا خلاصہ سن لو وہ لکھتے ہیں
کہ ملک آسٹریا کے ایک ڈاکٹر صاحب جو عورتوں کے وضع حمل کراتے ہیں بہت
مشاق اور بہت مشہور ہیں فرماتے ہیں کہ ہر نصیاری عورتوں میں جو رحم کی بیماریوں میں
مبتلا ہو کر میرے پاس علاج کے واسطے آئیں ان میں سے ۷۰ کو اجتماع خون کی خرابی
سے شکایت پیدا ہوئی جو کہ ادھورے فعل مجامعت کے سبب سے ہوا۔

جرمنی کے ڈاکٹر لستورڈم کا بیان ہے کہ یہ خرابی اس وجہ سے ہوتی ہے
کہ عورت کے ساتھ وقت بےوقت جماع کیا جاوے یا اس کو بذریعہ مساس اس
فعل کی طرف رغبت نہ دلائی جائے یا بچہ ہونے کے لئے عزل کیا جائے۔

(مرد یا سر منزل ہو)

فعل مجامعت نہ ہی مکمل کہا جا سکتا ہے جس میں عورت کبھی منزل ہو جائے اور
اس میں جذبہ اور خواہش باقی نہ رہے اور اس حالت میں عموماً عورتیں حاملہ ہو جایا
کرتی ہیں۔ اگرچہ بعض عورتوں پر مساس وغیرہ کا بالکل اثر نہیں ہوتا اور نہ وہ
کبھی منزل ہوا کرتی ہیں۔ پھر بھی وہ حاملہ ہو جاتی ہیں۔

تیسرا محل یہ ہے کہ کوئی دوا عضو مخصوص میں ایسی داخل کر دی جاوے جو
رحم تن کے واسطے کرم کش ثابت ہو اور عورت یا مرد کا خصی یا بانجھ کر لینا تدابیر

(۱) مثلاً اگر مرد کے حقیقت تھیلی ہیں سے شگافت دیکر نکال دیئے جائیں یا عورت کے خصیۃ الرحم

[illegible]

مانع حمل کے خلاف ہے کیونکہ اس عمل میں صاحب عمل کو یہ اختیار رہتا ہے کہ حسب خواہش جب چاہیں اولاد حاصل کریں اور یہ طریق ایسا ہونا چاہئے کہ مرد کا نطفہ عورت کے بیضے سے نہ ملے بلکہ اخراج منی بلا تکلف عضو مخصوص کی نالی میں ہو اور کرم منی کو ہلاک بھی نہ ہونے دیا جائے۔ اور نہ عورت کی نالی کے جرثوم ہلاک ہوں جو دیواروں میں لگے رہتے ہیں اور صحت پر اچھا اثر کرتے ہیں۔ اگرچہ بادی النظر میں یہ باتیں بہت سہل معلوم ہوتی ہیں لیکن برسوں کے تجربوں کے بعد یہ دریافت ہوا کہ کون کونسی شئے کرم منی کو مار ڈالتی ہے۔ یہ خیال کر لینا کہ ہر شئے جو کرم کش ہے وہ کرم منی کو مار ڈالے گی غلط ہے۔ ہزارہا عورتوں پر مختلف اشیا کے تجربات کے بعد ایشل سپوزیٹری (ریشیل نامی شیاف جس کا ذکر آئندہ آئے گا) اور روغن زیتون بے ضرر اور نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں۔

اسی طرح سے عنق الرحم پر چڑہانے والی اوکلیسوکیپ بھی مدتوں کے تجربے کے بعد تیار ہوئی جس کی موجودگی اندر رکھ لینے کے بعد فاعل یا مفعول کو بالکل معلوم نہیں ہوتی اور جس سے بجز سوراخ رحم پوشیدہ ہونے کے باقی تمام نالی اور اس کے ملحقات بالکل قضیب سے مس ہوتے رہتے ہیں۔

اخبار لینسٹ میں جو کہ نہایت مشہور اخبار ہے۔ ایک دفعہ یہ مضمون شائع ہوا کہ عنق الرحم اور اس کے حوالی جھلیاں وغیرہ مع تمام فرج کی نالی کے قوت جذب رکھتے ہیں اور مرد کے نطفہ کو جذب کر لیتے ہیں اسلئے عنق الرحم پہ ٹوپی کا چڑہانا بہتر نہیں ہے۔ میں کہتی ہوں کہ اگر تھوڑا سا حصہ عنق الرحم کا پوشیدہ ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے جماع کمل میں کوئی روک واقع نہیں ہوتی اور میں نے سینکڑوں عورتوں سے دریافت کیا ہے ان کا بیان ہے کہ وہ پورا لطف اور فائدہ حاصل کر لیتی ہیں۔

اگر خاص حالت میں کوئی کرم کش دوا مانع حمل نہایت بہترین تصور کی جائے تو میں کہتی ہوں کہ مریضہ کے دیگر حالات اور کیفیت کا بھی کیوں نہ اندازہ کیا جائے کیونکہ بعض کرم کش ادویہ کل جسم کو نفع بھی پہنچاتی ہیں جیسا کہ کونین[۱] کے مرکبات بعض عورتوں کو بہت نفع دیتے ہیں اور بعض کو نقصان بھی کرتے ہیں غرض جہاں مزاج میں کوئی خصوصیت اور نئی بات ہو وہاں خاص عمل کرنا چاہئے نہ کہ سب عورتوں پر ایک ہی عمل ہو۔

فعل مجامعت ایک فطرتی اور جسمانی عمل ہی نہیں ہے بلکہ ہمارے موجودہ تہذیب کے زمانہ میں وہ نہایت پیچیدہ ہوگیا ہے اور ہمارے تصورات اور نفسانی خواہشات نے اس کو گھیر لیا ہے اس لئے مجوزہ مانع حمل نہایت سادہ اور مختصر ہونا چاہئے جو خود استعمال کیا جا سکے اور جو مانع مجامعت بھی نہ ہو۔ اس لئے ڈوش کا استعمال (جو بہت مستعمل ہے) نامناسب ہے۔ ہاں خاص حالتوں میں وہ مفید ہوسکتا ہے۔

---

[۱] میرے خیال میں بلغمی مزاج والی عورتوں کے واسطے کونین کی پچکاری نفع دیتی ہوگی اور دبلی پتلی کمزور گرم مزاج والیوں کو جن کے اعصاب کی حس زیادہ تیز ہوتی ہے نقصان رساں ثابت ہو۔ مترجم

# باب سوم

## وہ علامات جن کے واسطے تدابیر مانع حمل لازمی ہیں

واضح ہو کہ سو برس سے زیادہ عرصہ گذرا جب کہ تدابیر مانع حمل کا خیال اور عمل مشہور اور نامور ڈاکٹروں نے شروع کیا تھا۔ اگرچہ ۱۹۳۳ء تک بھی ایسے ڈاکٹر موجود ہیں کہ باوجود کافی علم ہونے کے وہ اپنے مریضوں پر عمل نہیں کرتے جیسا کہ ذیل کے افسوسناک واقعات سے ثابت ہوتا ہے۔

**ماجرا اول** ایک نہایت غریب اور نازک عورت نے جس کے چند بچے پیدا ہوئے اور ہر وضع حمل کے بعد وہ مرتے مرتے بچی تو اس نے اپنے خاندانی ڈاکٹر سے دریافت کیا کہ مجھے اس بلا سے کس طرح نجات مل سکتی ہے؟ تو ڈاکٹر صاحب نے بجائے اس کے کہ تسلی و دلاسا دیکر تدبیر مانع حمل بتلاتے اس غریب کو یہ روکھا جواب دیا کہ تم خود کوئی تدبیر نکال لو۔

**ماجرا دوم** ایک عورت نے یوں بیان کیا کہ میں نے نرس کا کام ایک ہسپتال میں سیکھا اور ۱۵ سال ہوئے ایک دانت بنانے والے سے شادی کر لی۔ اول بار مجھے سات ماہ کا حمل اسقاط ہوا اور شادی کو ابھی ایکسال ۴ ماہ ماہ گذرے تھے کہ ایک لڑکا پیدا ہوا جس کی عمر اس وقت ۱۰½ برس کی تھی۔ پھر ایک سال ۸ ماہ گذرنے پر ایک لڑکی پیدا ہوئی اور میرا خاوند مر گیا۔ پھر ۱۵ ماہ گذرنے کے بعد میں نے دوسرے مرد سے شادی کی جس سے تعلیم کے زمانہ سے میری ملاقات تھی جس کی عمر اس وقت ۴۵ برس کی تھی (جس نے ایک ۲۳ سالہ

لڑکی سے شادی کی تھی مگر اس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی) ۱۹۱۶ء میں ایک لڑکی ہوئی پھر ۱۹۱۸ء میں دوسری لڑکی ہوئی۔

ان بچوں کے پیدا ہونے سے میری پریشانی بہت بڑھ گئی۔ کیونکہ میرا خاوند ادھیڑ عمر کا تھا۔ اس کا قلب کمزور تھا۔ اور کچھ مضبوط جسم والا بھی نہیں تھا۔ اس کو ۲ ماہ تک کاروبار نہ چلنے سے اور بھی فکر میں زیادتی ہوگئی۔ میری تندرستی بھی کمزوری زیادہ ہونے سے بہت خراب ہوگئی۔ غدود کے امراض اور دل کی دھڑکن کی وجہ سے ۲ ماہ تک ڈاکٹر کے زیر علاج رہنا پڑا۔ جائے غور ہے کہ ہمکو دنیا میں اتنے بچے پیدا کرنے کا کیا حق ہے؟ ان سب کو کس طرح سے پرورش کر سکتے ہیں؟ گھر بار کا انتظام چھوٹے بچوں کی نگرانی کیا کچھ کام ہے۔ چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ لڑکا اور لڑکی دق میں مبتلا ہوگئے اور ۵ سال کی متواتر اور دوا دارو کرنے سے ان کی جان بچی۔ لیکن اب چھوٹا بچہ مشتبہ حالت میں ہے اور میری اب یہ حالت ہے کہ اپنے خاوند سے گھبراتی ہوں۔ وہ اگر محبت سے کوئی بات بھی کرتا ہے تو میں اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتی غصہ اور پریشان خیالی کی وجہ سے میں اپنی زندگی سے بیزار ہوں۔ دو ماہ میں صرف ایک بار ہمبستری کا اتفاق ہوا ہے۔ اب میری عمر ماہ جولائی میں ۳۷ سال کی ہوگی اور ہر وضع حمل کے وقت ڈاکٹر نے مجھے کہا ہے کہ تم جیسی عورت کے اولاد نہیں ہونی چاہیئے۔ اور جب میں نے التجا کی کہ ڈاکٹر صاحب مجھے کوئی تدبیر بتلایئے۔ تو اُس نے ہنسی اڑائی اور ۱۶ روپے لیکر یہ کہتا ہوا باہر چلا گیا کہ مرغی کی طرح سے اپنے چوزوں کی خبر داری کرو۔

**ماجرا سوم** ایک عورت نے ایک جوان مرد سے شادی کی جس کو مرض آتشک تھا اس کو ۱۴ بار حمل رہا اور ہمیشہ ساقط ہوا۔ آخر کار اس کے نیچے کے جسم میں فالج ہوگیا اور وہ مرگئی۔ بھلا ایسی حالت میں کیوں نہ تدابیر حمل کا استعمال

کیا گیا؟

مذکورہ بالا حالات کو پڑھ کر ناچار بعض ڈاکٹروں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ صرف دو وجہ سے مانع حمل طریقہ اختیار کر سکتے ہیں ایک تو عورت کی جان بچانے کے لیئے دوسرے جب ایسی اولاد کے پیدا ہونے کا احتمال ہو جس کا برا اثر باشندوں پر پھیلے۔

غرض ہر حالت میں عورت کو ڈاکٹر کے کہے پر عمل کرنا چاہیئے۔ پھر وہ اور اس کی تقدیر۔ لیکن دیکھیئے مائیں کب ڈاکٹر کی اطاعت اختیار کرتی ہیں۔ یہ کام فیصلہ طلب ہے۔

**ماجرا چہارم** ایک عورت بہت نازک تھی جس کو ایک سے زیادہ ڈاکٹروں نے حاملہ ہونے سے منع کیا۔ لیکن سنہ ۱۹۱۰ء سے ۱۹۲۱ء تک وہ ۱۴ بار حاملہ ہوئی ۵ حمل اسقاط ہوئے ۹ بچے پیدا ہوئے۔ جس میں سے چار مر گئے آخری مرتبہ کے اسقاط میں اس کو ۹ ہفتے تک شفاخانہ میں رہنا پڑا۔

**ماجرا پنجم** عورت کی عمر چالیس برس کی تھی جو زیادہ ضعیف معلوم ہوتی تھی اس کی بینائی بھی کمزور ہو گئی تھی۔ اس کو اس حالت میں خاوند سے نفرت ہو گئی تھی۔ کیونکہ اس کو زندگی بھر آرام نصیب نہیں ہوا ۱۹۰۳ء سے ۱۹۲۳ء تک ۱۷ بار حاملہ ہوئی۔ پہلے تین بچے زندہ رہے۔ چوتھا چند ماہ کا ہو کر مر گیا اور دو پیدا ہوتے ہی مر گئے۔ ایک حمل ساقط ہوا۔ باقی دیگر دس میں سے ۴ زندہ بچے۔ تین ہشت ماہا پیدا ہوئے۔ جن میں سے دو تو پیدا ہوتے ہی قضا کی اور ایک ۸ ماہ تک زندہ رہا۔ غرض ۱۷ میں سے صرف ۷ زندہ بچے۔

**ماجرا ششم** ایک عورت بہت بچہ کش تھی۔ اس کے ۵ برس میں ۴ اولادیں ہوئیں۔ خاوند کا بیان ہے کہ وہ تو میرے صرف بغور دیکھنے سے حاملہ ہو جاتی ہے پھر خاوند نے عزل کرنا شروع کیا اور پچکاریاں بھی کیں مگر بے سود

اول وضع حمل میں مجبوراً آلات کا استعمال ہوا جس کی وجہ سے پردہ صفاق پھٹ گیا - دوسرے وضع حمل کے وقت کلورو فارم سنگھا کر آلہ سے بچہ نکالا گیا - تیسرے وضع حمل کے وقت اس پر عالم غنودگی طاری رہا اور جو بچہ پیدا ہوا وہ ایک ماہ کا ہوکر مرگیا - وہ ہر روز صبح کو نمک پیتی ہے اور شب کو کونین کھاتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر اب کے اولاد ہوئی تو میں خودکشی کرلوں گی -

**ماجرا ہفتم** ایک عورت بہری تھی - جس کے گیارہ بارہ حمل ہوئے - صرف پہلا بچہ تو زندہ باقی رہا - باقی سب ۷ ماہ کے پیدا ہوتے اور مرتے رہے ہاں بعض تو صرف چند گھنٹے جیے - اور بعض چند ماہ کے ہوکر مرگئے -

**ماجرا ہشتم** ایک عورت کے ۵ حمل رہے جس میں سے ۴ بچے زندہ پیدا ہوئے ۳ بوجہ کمزور ہونے کے ایک سال کے اندر مرگئے اور پھر تین حمل متواتر اسقاط ہوئے -

**ماجرا نہم** ایک عورت ۷ بار حاملہ ہوئی - پہلا بچہ ساڑھے ۵ ماہ کا پیدا ہوا دوسرا ۷ مہینے کا جو صرف ۳ ½ گھنٹے زندہ رہا پھر دو حمل اسقاط ہوئے پہلا تو نمک عضو مخصوص میں رکھنے سے اور دوسرا فرنچ کیپ سول کے استعمال کی وجہ سے -

**ماجرا دہم** ایک عورت کا تذکرہ ہے کہ وضع حمل کے زمانے میں ہمیشہ ڈاکٹر نے کہا کہ وضع حمل کا رہنا تمہارے واسطے موت سے کم نہیں - کیونکہ اسکے تمام جسم پر نیلی رنگ کے دھبے پڑ گئے تھے - آخری وضع حمل کے وقت وہ گھنٹوں بیہوش پڑی رہی - اسکو ۸ مرتبہ حمل رہا - پہلا بچہ مردہ پیدا ہوا اور چھٹا بچہ چھ ماہ کا ہوکر ضائع ہوا - آخری بچے کی ٹانگیں بہری ہوئی تھیں اور اب اس کی ہڈیاں بد قطع ہوگئی ہیں -

**ماجرا یازدہم** ۱۹۱۹ء میں شادی ہوئی ۱۹۲۰ء میں لڑکا پیدا ہوا اور ایک ہفتہ کا ہوکر مر گیا۔ اسی سال وہ پھر حاملہ ہوگئی اور ببلبہ کا حصہ بڑھ جانے کی وجہ سے اس پر عمل جراحی کرنا پڑا۔ پھر اس کا حمل ساقط ہوگیا۔ ۱۹۲۱ء میں جو بچہ پیدا ہوا وہ صرف چند گھنٹے زندہ رہا۔ پھر ۱۹۲۲ء میں جو بچہ پیدا ہوا وہ صرف ۳ گھنٹے زندہ رہا۔ سب بچوں کی موت اس طرح واقع ہوئی کہ ناک سے منہ سے اور مقعد سے خون جاری ہوجاتا تھا۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا واقعات میں نے بطور نمونہ لکھے ہیں ورنہ ہزاروں عورتیں میرے پاس امداد کے واسطے آچکی ہیں۔ جن کے واسطے تدبیر مانع حمل سے بہتر کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔

**ماجرا دوازدہم** ڈاکٹر جین ہاتھورن نے کوئین ہال ٹینگ میں ایک عورت کا حوالہ دیا کہ ۱۲ سال میں اس کے نو اولادیں ہوئیں۔ جن میں سے صرف دو زندہ رہیں اس کا پہلا بچہ جب ۵ سال میں چلنے کے قابل ہوا تو اتنے عرصہ میں ۳ بچے اور پیدا ہوگئے اب اس کو چار کی نگہداشت کرنی پڑی۔ تیسری اولاد بہری اور گونگی پیدا ہوتی اور ڈھائی برس زندہ رہکر مرگئی۔ چوتھے بچے کو فالج ہوگیا جو ۶ ماہ زندہ رہ کر مرگیا۔ پھر جوڑواں دو بچے ہوئے جو پیدا ہونے کے چند گھنٹے کے بعد مرگئے۔ پھر ایک بچہ ۶ ماہ کا پیدا ہوا، ساتواں بچہ بیمار پیدا ہوا اور ۷ ماہ جی کر مرگیا۔ آٹھواں نہایت کمزور پیدا ہوا مگر اب تک زندہ ہے۔

**ماجرا سیزدہم** ایک عورت کا بیان اس کے اپنے الفاظ میں یہ ہے کہ کاش مجھے معلوم ہوجاتے کہ میرے آیندہ اولاد نہ ہو۔ کیونکہ ایک جو کچھ میں نے کیا ہے ملک کا فرض ادا کیا میرے ۱۳ بچے پیدا ہوئے ۹ لڑکے اور

۴ لڑکیاں۔ جن میں سے ۲ لڑکے اور ایک سہ سالہ لڑکی زندہ ہے بھلا میں تنہا کس طرح سے اتنے بچوں کی نگہداشت کر سکتی ہوں اور کونسی عورت کر سکتی ہے؟ سب کو نہلانا دھلانا۔ کپڑے دھونا۔ گھر کے تمام دھندے کرنا کیا کوئی سہل کام ہے اور پھر مجھ جیسی نازک جسم والی کے لئے اور بھی مصیبت ہے۔ ابھی میرا خاوند بڈھا نہیں ہوا ہے وہ ۴۴ سالہ ہے اور میری عمر ۱۹ر فروری کو ۳۹ برس کی ہوگی۔ مجھے ڈر ہے کہ ابھی اور اولاد ہوگی۔ میری شادی کو ۲۰ سال گذر گئے اور جب میری شادی ہوئی میری عمر ۱۹ سال کی تھی۔ میری حالت کو دیکھو مجھے کوئی مسرت حاصل نہیں ہے۔ میری ٹانگوں میں تکلیف رہتی ہے اور میرے ٹخنے درد کرتے ہیں اور تھکے جاتے ہیں۔ غرض میں اس زندگی سے پریشان ہوں اور بیزار ہوں۔

مذکورہ بالا پریشان واقعات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسی عورتوں کا علاج تدابیر مانع حمل ہے۔ ہمارے شفاخانوں سے سالانہ ہزاروں آدمی خاص امراض والے نکالے جاتے ہیں۔ جن کو پورا آرام نہیں ہوتا۔ بلکہ عارضی طور پر مرض گھٹ جاتا ہے اور خون میں بیماری کا اثر ویسا ہی موجود رہتا ہے۔ پھر جب ایسے چھوت والے مریض اپنے خاندانوں میں جاکر رہیں گے تو کیا ان کا مرض دوسروں کو نہ لگ جائے گا؟ اور اس طرح سے دوسری نسلیں مریض نہ ہو جاوینگی

الغرض تمام سمجھدار آدمی اس بات میں متفق الرائے ہیں کہ جن عورتوں یا مردوں میں مفصلہ ذیل امراض موجود ہوں ان کو مدام یا وقفے کے ساتھ برسوں تک تدابیر مانع حمل پر عمل کرنا چاہئے۔

(۱) سخت آتشک
(۲) پیدائشی نابینائی
(۳) پھیپھڑوں میں زہریلا مادہ ہونا
(۴) دل کی کوئی سخت بیماری [1]

[1] دل کی بیماریاں کم وبیش کئی طرح کی ہوتی ہیں چنانچہ بعض حالتوں میں معمولی جماع بھی مضر ہوتا ہے۔ لیکن جہاں حاملہ ہونے سے نقصان کا اندیشہ ہو تو ضرور تدابیر مانع حمل کام میں لانی چاہئے۔

(۵) گردوں کی بیماریاں (۶) مرگی یا صرع

(۷) کوڑھ (۸) فریا بیطوس

(۹) خاص طور پر کمزوری قلب (۱۰) زچگی کی دیوانگی

(۱۱) جب بکثرت سفید رطوبت اندام نہانی سے جاری ہو (۱۲) جب ریڑھ کی ہڈی یا کولھے کی ہڈیوں میں خرابی ہو۔

(۱۳) جب شکم میں شگاف لگا کر بچہ نکالا گیا ہو اور ۲ سال گذر چکے ہوں

طبی نقطہ خیال سے اس امر کا پتہ لگانا کہ شادی شدہ عورتیں کہاں تک تدابیر مانع حمل کو پسند کرتی ہیں مشکل ہے لیکن امریکہ کی انجمن حفظان صحت نے چند سوالات چھپوا کر حالات دریافت کئے تو ایک ہزار ہر طبقہ کی عورتوں میں سے ۳ ۷ ۴ نے اثبات میں جواب دیا اور ۸۰ ۷ نے لکھا کہ ایسا عمل نہیں کرنا چاہئے۔
خاص باشندوں کے حالات کو مدنظر رکھ کر بھی تدبیر مانع حمل کا استعمال کرنا چاہئے۔

(الف) مثلاً جس خاندان میں شراب بکثرت پی جاتی ہو کیونکہ شرابی کی اولاد میں ضرور کوئی نہ کوئی خرابی ہوا کرتی ہے۔ لہذا بچوں کی پیدائش روکنی مناسب ہے

(ب) ایسے گھروں میں جہاں مفلسی اور کم آمدنی کی شکایت ہے یا جہاں کافی بچے موجود ہیں تو یہ عمل کرنا چاہئے تاکہ بجائے پریشانی اور فاقہ کشی کے انکی پرورش و تربیت بہتر ہو سکے۔

(ج) ایسے گھروں میں جہاں پہلے اچھی طرح گذران ہوتی تھی اور کام نہ ملنے اور آمدنی کم ہونے کی وجہ سے روٹی کا فکر دامنگیر رہتا ہے تو عورت کا حاملہ ہوجانا خود اس کے واسطے اور اس کی شکم کے بچے کے واسطے بہت مضر ہے اس لئے حسب ہدایت ڈاکٹر عمل کریں۔

ملہ دو ہزار دو سو عورتوں کے مختلف سوالوں کے جواب ایک کتاب کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں جن کا ترجمہ انشائے راز نہاں کے نام سے مترجم نے طبع کرایا ہے قیمت ۱۲ مترجم

(د) ایسی نازک طبع عورتیں جن کو حالت حمل میں تکلیف رہتی ہو یا وضع حمل سے ڈرتی ہوں اور بچے پالنے سے گھبراتی ہوں اور اپنے خاوند کے ساتھ ہم بستر ہونے سے اعصاب پر خراب اثر پڑتا ہو ضرور عمل بالا پر عامل ہوں۔ ورنہ ایسے گھروں میں لڑائی جھگڑے بڑھتے بڑھتے طلاق تک نوبت پہنچ جایا کرتی ہے۔ یا رنڈی بازی کی سوجھتی ہے۔ ایسے حالات میں تدابیر مانع حمل کے علاوہ ان کو خانہ داری اور تعلقات ازدواج کی بھی تعلیم ہونی چاہیئے۔

ڈاکٹر روبنز صاحب نے اپنی کتاب میں ایسے مردوں عورتوں کے بہت سے حالات چھاپے ہیں مثلاً

| تعداد | علامات | میزان |
|---|---|---|
| ۹ | اعصابی خرابی۔ یا دماغ کے مرکزوں کی کمزوری | |
| ۳ | دماغی کمزوری | |
| ۱ | خبط الحواسی | ۱۴ |
| ۱ | خاوند کی بددماغی | |
| ۱۳ | سل کا زہریلا مادہ | ۱۳ |
| ۱۴ | گردوں کی بیماریاں | ۱۴ |
| ۷ | حالت حمل میں زہریلے مادے کا پیدا ہو جانا | |
| ۵ | سخت سوزش پیشاب کی نالیوں میں ہونا | ۱۳ |
| ۱ | پیشاب کی نالی کی منہ کی سوزش | |
| ۱۲ | دل کی بیماریاں | ۱۲ |
| ۴ | آتشک | ۴ |
| ۲ | غدہ ترسیہ کی بیماری | ۲ |

| تعداد | علامات | میزان |
|---|---|---|
| ۲ | کوڑھ ایک عورت اور ایک مرد کو | ۲ |
| ۲ | عمل جراحی تازہ | ۲ |
| ۱ | کولہے کی ہڈی کا شکستہ ہوجانا | ۸ |
| ۱ | پرانی آتشک | ۱ |
| ۱ | ریڑھ کی ہڈی کا دو حصے میں ہوجانا | ۱ |
| ۱ | سخت دمہ ہونا سینہ کا تنگ ہونا۔ | ۱ |
| ۱ | شدید سوزاک | ۱ |
| ۱ | پرسوت کا شدید بخار | ۱ |
| ۱ | مشکل سے بچہ پیدا ہونا (۵ بار عمل جراحی سے بچہ ہوا) | ۱ |
| ۷۰ | | ۷۰ |

**بچے پیدا ہونے کا وقفہ**

لوگوں کو اس بات سے بھی آگاہ ہونا چاہئے کہ باوجود عورت کے صحیح وسالم ہونے کے کتنے عرصے کے بعد اس سے اولاد حاصل کی جاوے۔ چنانچہ عام خیال کہ جبتک بچہ کو اس کی ماں دودھ پلاتی رہیگی وہ حاملہ نہ ہوگی صحیح نہیں ہے۔ ہر عورت پر یہ بات صادق نہیں آتی۔ ہاں بعض عورتوں کی ایسی حالت دیکھی گئی ہے۔ اور چونکہ ایام رضاعت میں بعض عورتوں کو حیض نہیں ہوتا اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ حاملہ بھی نہیں ہوگی غلط ہے اس حالت میں بھی عورت کو حمل ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی مثال سے واضح ہوگا۔

ایک عورت اچھے مضبوط جسم کی بالکل تندرست اور کھاتے پیتے گھر اسنے کی تھی جب اس کو پہلا حمل رہا اور لڑکا پیدا ہوا تو اس کے ڈاکٹر اور نرس نے کہا کہ اگر وہ اس بچے کو خود اپنا دودھ پلاتی رہیگی تو ہم بستر ہونے پر بھی حاملہ نہ ہوگی چنانچہ

اس نے اپنا دودھ پلانا شروع کیا اور ابھی ایک مہینہ بھی نہیں گذرا تھا کہ اس کو حمل رہ گیا اور جب دوسرا لڑکا دس ماہ کے بعد پیدا ہو گیا تو پہلا بچہ کمزور ہو کر مر گیا۔ اس وقت اس کے شوہر کو ڈاکٹر پر بہت غصہ آیا اور اس نے مانع تدبیر حمل پر عمل کیا تو تین سال کے بعد اس کی خواہش پر اولاد ہوئی اور بچہ بہت تندرست پیدا ہوا اور ماں کو بھی جلد کمزوری سے نجات مل گئی۔

وضع حمل کرانے کا علم جاننے والے ڈاکٹروں کی یہ رائے ہے کہ دو حمل کے درمیان کم از کم دو سال کا وقفہ ضرور ہونا چاہئے اور خاص حالتوں میں ۵ سال تک کا بلحاظ ماں اور بچے کی تندرستی کے۔

ڈاکٹر وین برگ نے ۱۰۳۵ نہایت غریب والدین کے بچوں کی موت کا اندازہ لگایا کہ ایک سال کے وقفہ کا نتیجہ ۳۵ فی صدی اموات اور دو سال کے وقفہ کا ۲۵ فی صدی اموات اور تین سال کے وقفہ کا ۱۸ فیصدی ہوا کرتا ہے لیکن میرے خیال میں پہلے وضع حمل کے بعد کم از کم ایک سال تک ضرور مانع حمل آلات کا استعمال کرنا چاہئے۔

---

نوٹ:۔ موجودہ یورپ کی تحقیق کے بموجب مادہ منویہ میں اس شکل کے ～～～ نہایت چھوٹے کیڑے ہوتے ہیں جن کو اصطلاح انگریزی میں سوپرماٹوزوا (کرم منی) کہتے ہیں اور ان کی تعداد ایک قطرہ منی میں لاکھوں کی ہوتی ہے اور اس جاندار کیڑے سے جسم انسان بنتا ہے۔ بجز قوی خوردبین کے بہ نظر نہیں آتے۔

# باب چہارم

## تدابیر مانع حمل کی تشریح اور بحث

صفحات ذیل میں تشریح کے ساتھ ان تدابیر مانع حمل کا بیان ہوگا۔ جو عام طور پر مروج ہیں۔ ان کے جسمانی اثرات پر بحث اور معقول نکتہ چینی بھی تاکہ ان کا فعل بخوبی سمجھ میں آجاوے۔

قدیم زمانہ سے یہ بات مشہور ہے کہ اگر عورت اپنے نفسانی جوش کو مار دے یعنے اس کا خیال بالکل ترک کر دے تو اس کو حمل نہیں رہ سکتا۔ ڈاکٹر ملوس نے لکھا ہے کہ جزیرہ بورنو کی کتخدا عورتیں غیر مردوں کے ساتھ ملوث ہوتی ہیں لیکن حاملہ نہیں ہوتیں۔ تجربے سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بعض عورتیں بالکل ٹھنڈے مزاج کی ہوتی ہیں پھر بھی وہ حاملہ ہو جاتی ہیں۔ اس کی وجہ میرے خیال میں یہ ہے کہ ان کی اندام نہانی میں ترشش رطوبت ایسی تیز ہوتی ہے کہ اس کے اثر سے منی کے کرم ہلاک ہو جاتے ہیں اور جب یہ رطوبت موجود نہیں ہوتی تو حمل قرار پا جاتا ہے۔ ڈاکٹر ڈبلیو جے گو صاحب نے اپنی کتاب میں اندام نہانی کی رطوبتوں پر بحث کی ہے کہ القلی یعنے دکھاری رطوبتیں اُس عضو میں پہنچکر خود ترشش ہو جایا کرتی ہیں۔

میرا خیال ہے کہ اندام نہانی کی کھاری اور ترش رطوبتوں کی کمی بیشی پر بہت کچھ حمل رہنے کا انحصار ہے اور میں نے ان کی تین قسمیں قرار دی ہیں۔

لہ لٹمس نامی بیل کے گلابی اور نیلے پھولوں کے عرق سے کاغذ رنگا ہوا انگریزی دوا فروشوں کی دکانوں پر لٹمس پیپر کے نام سے بکتا ہے وہ ترشی اور کھار کی پہچان کیلئے مستعمل ہیں اگر نیلے رنگ کا کاغذ ترشی میں ڈالیں تو وہ نیلا سے سرخ ہو جائیگا اگر سرخ کاغذ کھار میں ڈالیں تو نیلا ہو جاویگا۔

(۱) معمولی ہلکی ترشی رطوبت اور عارضی کھاری رطوبت عموماً خوبصورت سمجھدار عورتوں میں پائی جاتی ہے جو عموماً بارآور ہوتی ہیں۔

(۲) نہایت ترش رطوبت ۔ کم کھاری عارضی رطوبت ملیند و بالا عورتوں میں ہوتی ہے جو کم بارآور ہوا کرتی ہیں۔

(۳) ہلکی ترشی اور تیز کھاری رطوبت عموماً بے وقوف عورتوں میں دیکھی گئی ہیں۔ جو زیادہ بارآور ہوتی ہیں۔

تجربہ ہوا کہ بوقت مجامعت اکثر ترش اور کھاری رطوبت بمقدار مساوی اندام نہانی سے مستقلاً خارج ہوا کرتی ہے۔ میرے خیال میں ابھی اندام نہانی کی نالی کی رطوبتوں کی زیادہ تحقیق کرنی چاہیے تاکہ تدابیر مانع حمل کا علم کافی حاصل ہو اور اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ مختلف عورتوں میں مختلف قسم کی رطوبت اس نالی میں ہوتی ہے اور ہر عورت میں خاص خاص حالتوں میں بدلتی رہتی ہے۔ ڈاکٹر جے این سمز صاحب نے اپنی کتاب رحم کی جراحی میں جو کہ ۱۸۶۶ء میں طبع ہوئی لکھا ہے کہ جس کے عرق سے رنگے ہوئے کاغذ سے اندام نہانی کی رطوبت کو امتحان کرنے سے اتنی ترشی پائی گئی جو منی کے کرم کے ہلاک کرنے کے واسطے کافی تھی۔ لیکن ڈاکٹر کرڈ صاحب کا بیان ہے کہ عنق الرحم اور رحم سے جو رطوبت خارج ہوتی ہے وہ حالت صحت میں اندام نہانی کی نالی کی رطوبت سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔

بعض عورتوں میں منی کے کیڑے کئی دن تک مذکورہ بالا نالی میں زندہ رہتے ہیں اور ڈاکٹر ٹیلر کی کتاب میں ڈاکٹر لوسی کے حوالہ سے میں نے پڑھا تھا کہ ایک عورت کی اندام نہانی میں بعد مجامعت ۱۷ دن تک منی کے کیڑے زندہ موجود پائے گئے۔ اسی طرح سے ڈاکٹر بار اور ہیلی نے بھی مجامعت کے ہفتہ عشرہ بعد تک کرم منی کو

ا J. Morien sims clinical notes on Uterine surgery

زندہ معائنہ کیا ہے بلکہ ایک واقع میں ساڑھے تین ہفتے تک ایسا دکھا گیا۔ لیکن ان لوگوں نے نالی مذکورہ میں ترشی یا کھاری رطوبت کی موجودگی کا کچھ حال نہیں لکھا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ان خاص مثالوں میں منی کے کرم کا زندہ رہنا ثابت کرتا ہے کہ ان عورتوں کی نالی میں اس وقت نہایت ہلکی ترش رطوبت موجود ہوگی۔ اور عارضی طور پر یا مستقلاً کھاری رہتی ہوگی۔

ڈاکٹر ای لے کرشن صاحب[ف] نے اپنی کتاب عنق الرحم کی گلٹیوں کی بابت تحقیق کی ہے۔ جن کی بابت میرا خیال ہے کہ وہ منی کے کیڑوں کو جوف رحم کی جانب جانے میں بہت مدد دیتی ہیں۔ یعنی اس میں سے جو لیسدار رطوبت خارج ہوتی ہے وہ جوف رحم کو چکنا کر دیتی ہے اور یہ رطوبت اس وقت خارج ہوتی ہے جب کہ نفسانی خواہشات میں تحریک ہو یا جماع کیا جاوے۔ کسی عورت میں اسکی مقدار زیادہ ہوتی ہے اور کسی میں کم۔ نیز یہ کھاری ہوا کرتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف صفحہ ۳۰۰ میں حمل ہونے کے متعلق بحث میں لکھتے ہیں کہ اس رطوبت کا پیدا ہونا حمل قائم ہونے میں بہت کچھ امداد کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے جوف رحم میں نطفہ پہنچکر مبیضین میں داخل ہو جاتا ہے اور وہاں بھی کبھی پرورش پا جاتا ہے جو نہایت تکلیف کا سبب پیدا کرتا ہے۔

ڈاکٹر جے موریئن سمس صاحب نے ۱۸۶۶ء میں مذکورہ بالا عمل اور رطوبت کے متعلق بہت سے تجربات کئے۔ انہوں نے ایک تجربہ کے متعلق لکھا ہے کہ ہفتہ کی شب کو ۱۱ بجے ایک عورت سے اس کے خاوند نے صحبت کی اور میں نے اتوار کو تین بجے دن کے خوردبین سے اس کی اندام نہانی کی نالی کو معائنہ کیا تو رطوبت میں

---

ف The sexual life of women (عورت کی نفسیاتی زندگی) ڈاکٹر صاحب کی بزبان جرمنی جس کا ترجمہ پال صاحب نے انگریزی میں کیا۔

ملے ہوئے زندہ کرم منی پائے گئے ۔ لیکن عنق الرحم کی رطوبت میں ملے ہوئے بہت سے کیڑے اب تک زندہ موجود تھے ۔

تجربات بالا کی وجوہ کا خیال کرکے میں ان ربڑ کی ٹوپیوں کی سفارش کرتی ہوں جن کا نام اوکلوسیو کیپ ، Occlusive cap مشہور ہے ۔ (دیکھو شکل کتاب کے آخری صفحوں میں یہ ٹوپیاں حمل نہ رہنے کے واسطے استعمال کرنی بہتر ہیں ۔

چونکہ ڈاکٹر اور ڈاکٹرنیاں عام مردوں یا عورتوں کو تدابیر مانع حمل کے اصول سے واقفت نہیں کرتے اس لئے عوام الناس مرد اور عورتیں آپس میں ایک دوسرے سے یہ عمل سیکھتے ہیں اور وہ مرد یا عورتیں جو خود تدابیر عمل میں لا چکی ہیں دوسروں کو بھی تبلاتی ہیں اس لئے عموماً ناکامیابی ہوا کرتی ہے ۔ کیونکہ ایک ہی عمل ہر عورت کے واسطے مفید نہیں ہو سکتا ۔ فرض کرو کہ ایک عورت میں کسی قسم کی خرابی موجود ہے جس کی وجہ سے وہ حاملہ نہیں ہوتی یا اس کے خاوند کا نطفہ کمزور ہو گیا ہے یا اس میں نئے انسان کے بنانے کی صلاحیت نہیں رہی ہے تو وہ اگر ان آلات کو بھی استعمال کرے جن کو تحقیق علمی نے ناکارہ ثابت کر دیا ہے تو بھی حمل قرار نہیں پاویگا ۔

لیکن برعکس اس کے یہی آلات اگر صحیح وسالم عورت مرد استعمال کرینگے تو مطلب برآری نہ ہوگی ۔ اب میں مجامعت کے عام طریق اور ان کے نقصان بیان کرتی ہوں ۔

واضح رہے جو مرد عورت سے ہمبستر ہونے میں اس کے جذبات کا خیال نہیں کرتے وہ نہایت بیوقوف ہیں ۔ ان کو ہمیشہ پہلے اپنی محبوبہ کو مساس کرکے اس فعل کی طرف آمادہ کرنا چاہئے تاکہ طرفین پورے طور پر لذت یاب ہوں ۔ ورنہ

عورت کو بغیر آمادہ کئے مجامعت کرنے سے نقصان ہوتا ہے۔ اسی طرح سے جو مرد ذکی الحس ہوتے ہیں اور نازک طبع وڈرپوک اور شرمیلی عورتوں سے یہ فعل کر کے اپنی صحت کو نقصان پہنچا لیتے ہیں۔

**طریق اول** یہ کہ عورت حاملہ ہونے کے ڈر سے اپنی خواہش کو مار دے یعنے بوقت وصل لطف اندوز نہ ہو۔ میرے خیال میں یہ عمل عورت کی صحت کے واسطے بوجہ خلاف ہونے کے نقصان رساں ہے۔

جب عورت کی اندام نہانی میں ترش رطوبت کی زیادتی ہو اور اس کے اندام میں تناؤ نہ پیدا ہو وہ ضرور حاملہ نہیں ہوتی۔ اس امر کی تحقیق کرنی چاہئے۔ کیونکہ میں نے ایسی عورتوں کو حاملہ ہونے کے واسطے صرف یہ عمل کیا کہ سوڈیم کاربونیٹ کی پچکاری مجامعت سے پہلے کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ یہ عمل بہت مقبول ہوا۔ بحری کنارے کے ملکوں میں یہاں تک کہ بعض طبی اخبارات میں چھپ گیا اور بعض لوگوں نے سوڈیم بائسکاربونیٹ استعمال کیا۔ غرض اس عمل کی یہ ہے کہ سوڈا ترشی کو زائل کر دے

**طریق دوم** بعض عورتیں بحالت جماع فم رحم پر مرد کے عضو مخصوص کو ٹھیرنے نہیں دیتیں اور خاص کر رنڈیاں یہ عمل کرتی ہیں تاکہ نطفہ قرار نہ پائے۔ کیونکہ اندام نہانی میں تیز ترشی موجود ہو اور حشفہ ٹھیک سوراخ رحم پر ہو کر انزال ہو جائے تو مادہ منویہ جوف رحم میں پہنچ کر حمل قرار پا جائے گا۔

ایک لیڈی کا حال بتا ہے جس کی شادی کو عرصہ ۵ سال کا گذر چکا تھا۔ اس وقت اس نے چاہا کہ اس کے اولاد ہو مگر نہیں ہوئی لیکن ایک روز مذکورہ بالا صورت

---

ا۔ Married Love کا باب ششم (محبت ازدواجی) کتاب ہذا۔ از تصنیف ڈاکٹر اسٹوپ صاحبہ

پیش آئی اور اس کی اندام نہانی میں بھی تناؤ پیدا ہوکر وہ متنزل ہو گئی - چنانچہ حمل رہ گیا اور بچہ ہوا - مگر پھر باوجود کوشش وسعی کے دوسرا بچہ نہیں ہوا -

**طریق سوم** اگر مجامعت سے فارغ ہوتے ہی عورت کودے اچھلے کھانسے چھینکے یعنے ایسا فعل کرے جس سے کولھوں کے عصب پر دباؤ پڑے تو کبھی کبھی مادہ منویہ خارج ہوجانے سے حمل قرار نہیں پاتا -

واضح رہے کہ یہ طریقہ قدیمی ہے اور مجھ سے بہت سی عورتوں نے مفید بتلایا اور اخبارات وکتابوں میں بھی چھپتا رہا اور ملک چین میں یہ قاعدہ ہے کہ جو عورت حمل نہیں چاہتی وہ بعد مجامعت سیدھی کھڑی ہوکر سرد پانی پی لیتی ہے مگر یہ طریقہ چنداں مفید نہیں ہے - بہت سی عورتوں کو باوجود حرکت مذکورہ کرنے کے حمل قرار پاجاتا ہے -

**طریق چہارم** بچہ کا دودھ دیر میں چھڑاتا کہ حمل قرار نہ پائے -

واضح رہے کہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ قاعدہ سب عورتوں پر صادق نہیں آتا - بہت سی عورتوں کو ایام رضاعت میں بھی حمل رہ جاتا ہے اور اس حالت میں بہت کمزور ہوجاتی ہیں - اور دودھ کی خرابی سے بچوں کو عموماً دست آنے لگتے ہیں جس سے بچہ بھی بہت کمزور ہوکر مشکل سے صحت یاب ہوتا ہے میں نے بہت سی عورتوں کو دیکھا ہے کہ زیادہ عرصہ تک دودھ پلانے سے ان کی چھاتیاں لٹک جاتی ہیں اور وہ نہایت کمزور ہوکر بیمار بن جاتی ہیں - اور بعض تو ایام جوانی میں بڑھیا نظر آنے لگتی ہیں - پھر بھی میں ماؤں کو یہ نصیحت کرتی ہوں کہ اپنی اولاد کو خود اپنا دودھ پلایا کریں جو ماں اور بچے دونوں کے واسطے مفید ہے چونکہ اس حالت میں حاملہ ہوجانے سے خود اس کی ذات کو اس کے بچے کو اور جو شکم مادر میں ہوگا اس کو یعنے تینوں جسموں کو نقصان پہنچتا ہے - اس لئے شوہروں کو چاہئے

کہ وہ ایام رضاعت میں مجامعت سے پرہیز رکھیں

**طریق پنجم مردانہ** بغیر دخول بالائی حرکت کرنا - اس میں کچھ حصہ فرج نما بر کی تھیلی کا ایسا باندھا جاتا ہے یعنے ایسے لوازمات بہم پہونچائے جاتے ہیں کہ مرد کا آلہ صرف فرج کی بڑے لبوں میں پھرتا رہے نالی میں داخل نہ ہوتا کہ حمل قرار نہ پائے - گویا یہ ایک بالکل نامکمل حالت جماعی ہے - کبھی اس حالت میں عورت خود بھی لطف اٹھانے کے واسطے حرکت کرتی ہے اور بعض عورتیں خاموش رہتی ہیں - لیکن افسوس ہے کہ باوجود اس احتیاط کے بھی منی کے کیڑے داخل سوراخ ہوکر عورت کو بارآور کر دیتے ہیں - جیسا کہ رسل صاحب نے لکھا ہے -

غرض یہ طریق ادھوری مجامعت کا بھی مرد و عورت دونوں کے واسطے نقصان سے خالی نہیں ہے کیونکہ جانبین کے جسم کے اعصاب پر خراب اثر پڑتا ہے

**طریق ششم** مردانہ ہے یعنے مجامعت باقاعدہ ہو اور اخراج باہر کیا جاوے - اس کو انگریزی میں کوئٹس انٹرپٹس (عزل کرنا) بولتے ہیں -

یہ عمل بھی دنیا میں بہت عرصہ سے مختلف ممالک میں جاری ہے اور فائدہ اس کا یہ ہے کہ حمل قرار نہ پائے -

زمانہ قدیم سے عرب میں یہ عمل جاری تھا اور اسلام نے بھی ان زوجگیان کو اس عمل کی اجازت دیدی ہے جو کمزور ہیں یا جن کو بچہ ہونے میں سخت تکلیف کا سامنا ہوتا ہے یا جن کا حوصلہ (کولھوں کی ہڈیاں) چھوٹا ہوتا ہے (۱) اور اس میں بچہ اچھی طرح سے پرورش نہیں پاسکتا - لیکن شرط یہ ہے کہ خاوند کو اپنے بی بی سے پوچھ کر ایسا کرنا چاہئے اور اگر گھر میں حرم (لونڈی) موجود ہو تو اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے - اس عمل کو عربی زبان میں عزل کرنا بولتے ہیں -

عجائب خانہ لندن میں ایک کتاب کا مسودہ ۱۸۰۶ء کا موجود ہے جس میں

(۱) یہ عبارت مترجم کی طرف سے ہے مترجم

فرانسس پلیس اور اس کے ساتھیوں نے مضمون بالا پر بحث کی ہے ۔ مذکورہ بالا طریقہ عزل کرنا بہت عرصہ سے یورپ میں مستعمل ہے اور لوگ اس کی نقصان رساں حالت سے بیخبر ہیں۔ حالانکہ مرد و عورت دونوں کو نقصان پہنچتا ہے ۔

**نقصان رساں اثرات** مختصراً یہ ہے کہ مرد کے نظام عصبی پر برا اثر پڑتا ہے۔ کیونکہ اس وقت تمام تر توجہ دماغی اور مرکزی اعصاب کی جذبات کے زیر اثر ہوتی ہے اور جب اس کو روکا جاتا ہے تو اعصاب کو بہت بڑا جھٹکا لگتا ہے اور بیرونی اثرات سے خود اس کا جسم نقصان اٹھاتا ہے۔ کیونکہ وہ لطف اخراج اور تسکین بخش اثر جو اندام نہانی کی گرمی اور اس کی چاروں طرف کی دیواروں کے سہارے سے حاصل ہوتا ہے اس بیرونی اخراج میں نہیں ہوتا۔ چنانچہ بعض مردوں کی تندرستی بگڑ جاتی ہے وہ نہایت کمزور ہو جاتے ہیں ۔ دماغی توازن قائم نہیں رہتا۔

عمل بالا کا عورت پر بھی نقصان رساں اثر پڑتا ہے۔ خاص کر جب کہ وہ عصبی مزاج کی ہو اور اس کو یہ خوف لگا ہوا ہو کہ مبادا کامیابی نہ ہو اور حمل رہ جاوے۔ اور اگر عورت کو کامیابی پر بھروسہ ہو تو بھی اس کو پورا لطف حاصل نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ فطرتی طور پر فعل کرنے سے ہوتا ہے۔ یا یوں سمجھو کہ اس وقت عورت کی حالت ایسی ہوتی ہے جیسی اس عورت کی جس کا خاوند بہت جلد منزل ہو جاتا ہو اور عورت کی پیاس نہ بجھتی ہو۔ چنانچہ ڈاکٹر پوروز نے لکھا ہے کہ ایسی حالت میں عورت کا نظام عصبی کمزور ہو جایا کرتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ دیوانگی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور اسی قسم کی دیوانگی بآسانی دور ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس کے خاوند کا پہلے علاج کر دیا جائے اور عورت کو مجامعت سے پوری سیری حاصل ہو ۔

ڈاکٹر بوکھ نے مذکورہ حالت میں گرفتار ایک عورت کا حال لکھا ہے کہ جب اس سے پوچھا گیا کہ اپنی اس وقت کی حالت کا بیان کرے تو اس نے جواب دیا کہ بس ایسا خیال کرو کہ ایک آدمی کو چھینک آنے کو ہو اور پھر نہ آسکے۔

علاوہ ازیں مرد کی منی اور غدہ قدامیہ کی رطوبت اندام نہانی زنان میں جذب ہو کر جو فائدہ پہنچاتی وہ اس عمل میں نہیں ہوتا۔ بہت سے ڈاکٹر اس امر کے قائل ہیں کہ جذب رطوبت عورت کے واسطے نہایت مفید ہوا کرتا ہے، چنانچہ ایک طبی افسر نے جو محکمہ صحت عامہ میں ملازم تھا مذکورہ بالا واقعہ کی تصدیق بذریعہ تحریر میرے پاس بھیجی تھی۔

فرانس کے سائنسدان فیری صاحب نے بھی ۱۸۹۹ء میں عزل کرنے کی خرابیاں ایک رسالہ میں چھاپی تھیں اور جرمنی کے ڈاکٹر کرش صاحب نے بھی اپنی تحریر میں کئی ڈاکٹروں کے حوالہ سے فعل مذکورہ کے نقصان کا اظہار کیا ہے۔

ڈاکٹر ڈیوڈ بوکھ صاحب نے ۱۹۰۶ء میں تین واقعات ایسے بیان کئے تھے۔ جن میں عزل کرنے کی وجہ سے عصبی خرابی پیدا ہو کر مردوں کے عضو مخصوص کی حرکت اور فعل میں فرق آگیا تھا۔

ڈاکٹر فیرڈ صاحب نے بھی اس عمل کو اعصابی بیماریوں کا مرکز قرار دیا ہے
ڈاکٹر ہیولاک نے لکھا ہے کہ مرد کی منی اندام نہانی میں جذب ہو کر قوت بخشتی ہے
ڈاکٹر ہنٹر صاحب کا بیان ہے کہ منی کی بو اور اس کا مزہ قوت بخش ہوتا ہے۔ اگر منہ میں تھوڑی دیر رکھا جاوے۔ تو مصالحہ کی طرح کی ہلکی ہلکی تیزی اور گرمی محسوس ہوتی ہے۔

منی کے علاوہ دیگر رطوبتیں بھی اخراج پاکر اور جذب ہو کر عورت کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر بیک کان صاحب نے لکھا ہے اور میرا بھی

یہ بھی خیال تھا جس کے متعلق میں نے ۱۹۱۸ء میں ایک رسالہ میں مضمون لکھا تھا۔ اور مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ علم جراحی کے مشہور ماہر سر آربوتھ ناٹ لین صاحب نے اس کی تصدیق کی کہ غدہ قدامیہ کی رطوبت بھی اندام نہانی میں جذب ہو کر عورت کو فائدہ دیتی ہے۔

پروفیسر تھومسن صاحب بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ رطوبت مذکورہ میں وہ حیات بخش اثر ہوتا ہے جس کو وٹیامائین یا ہارمون کہتے ہیں۔

میرے اس خیال کی تصدیق میں کہ اندام نہانی کی نالی میں قوت جاذبہ کافی موجود ہے جرمنی کے ڈاکٹر الفریڈ یوتے سیر صاحب نے ۱۹۲۵ء میں ایک مضمون چھپوایا کہ ۲۰ سے ۳۰ سال کی نوجوان عورتوں میں جب کہ عنق الرحم بند ہو اگر پوٹاسیم ایوڈائیڈ کی پچکاری اندام نہانی میں کی جائے تو آدھ گھنٹے میں اس کا اثر پیشاب میں پہنچ جاتا ہے۔

ڈاکٹر روبن سن نے ۱۹۲۵ء میں تجربہ کیا کہ اگر سوڈیم سیلی کیٹ۔ شکر، فینول اور کونین وغیرہ اشیا کی پچکاری اندام نہانی میں کی جائے تو وہ جذب ہو جاتی ہیں۔

واضح رہے کہ باوجود اس احتیاط کے بھی حمل قائم ہو جاتا ہے کیونکہ خواہش نفسانی اور جوانی کے جوش اور لطف میں انزال ہونے کے قبل جو پتلی رطوبتیں خارج ہوا کرتی ہیں ان کا علم فاعل کو نہیں ہوتا اور ان رطوبتوں کے ہمراہ کرم منی اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر نے (جس نے اپنا نام چھپوانے کی مجھے اجازت نہیں دی)

---

سلہ زمانہ موجودہ کی تحقیق کے بموجب ہر قسم کی غذا میں ایک مادہ حیات بخش ہوتا ہے جسکو ڈٹامین کہتے ہیں جس کا ترجمہ حکماء نے حیاتین کیا ہے۔ مترجم

لکھا ہے کہ عین حالت مجامعت میں انزال ہونے سے پہلے اس نے خوردبین سے فرج کی نالی کو معائنہ کیا تو اس میں کرم منی پائے گئے اور مرد کی احلیل (پیشاب کی نالی کی رطوبت میں بھی جس کو عربی میں مذی کہتے ہیں اور جو قدرت نے احلیل کو چکنا رکھنے کے واسطے بنائی ہے دیکھے گئے۔

جن مردوں کو قبض کی شکایت ہوتی ہے تو مقعد کے عضلات کا دباؤ منی کی تھیلیوں پر پڑ کر مادہ منویہ احلیل کی راہ خارج ہوجاتا ہے اس میں بھی مذکورہ بالا کرم بکثرت دیکھے جا سکتے ہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہ عمل بھی قابل وثوق تدابیر مانع حمل میں سے نہیں ہے اگرچہ بہت سے ڈاکٹر اس تدبیر کو زیادہ افضل خیال کرتے ہیں۔ لیکن نوجوان اپنے جذبہ قابو نہیں پا سکتے۔ اور ٹھیک وقت پر جدا نہیں ہوتے اس لئے حمل قرار پا جاتا ہے۔

## طریق ہفتم

قضیب کی جڑ پر دباؤ ڈال کر منی کو مثانہ میں واپس بھیجنا۔[1]

ڈاکٹر ہنیز فرڈائی نے ۱۹۰۶ء میں اپنے رسالہ میں اس عمل کی یہ ترکیب لکھی ہے کہ جب مرد منزل ہونے کو ہو تو بیوی اپنی انگلی سے قضیب کی جڑ کو نیچے کی طرف سے دباتی ہے تاکہ رطوبت بجائے خارج ہونے کے مثانہ میں چلی جائے ظاہر ہے کہ اس عمل سے منی کے کیڑے بعد میں پیشاب کے ساتھ خارج ہو جاتے ہیں لیکن اس عمل سے مرد کے عصبات کو سخت نقصان پہنچتا ہے اور وہ کونسی بیوقوف زوجہ ہوگی جو اپنی شوہر کی تندرستی کا خیال نہ کرکے یہ عمل کرے گی۔ غرض یہ عمل بھی خلاف فطرت ہونے کی وجہ سے نقصان رساں ہے۔

---

[1] یہ عمل ہندوستان کے جوگیوں میں جاری ہے بلکہ بعض تو ایسا آسن لیتے ہیں کہ قضیب کی جڑ پاؤں سے دبی رہے اور مادہ منویہ خارج نہ ہو۔ مترجم۔

| طریق ہشتم | امساک بے دوا یعنی اخراج منی پر ایسا قابو پانا کہ فاعل گھنٹوں تک منزل نہ ہو۔ |
|---|---|

یہ عمل[۵۱] یورپ میں بہت سے ناموں سے مشہور ہے۔ مثلاً میل کونٹی نینس کریزا۔ سیلف کنٹرول ۔ میگنے ٹیشن۔ اس عمل میں اعصابی جذبات کو اس قدر روکا جاتا ہے کہ فعل ہوتا رہے اور رطوبت منویہ خارج نہ ہو یہاں تک کہ تکان کی وجہ سے قضیب کی ایستادگی خود جاتی رہے اور مشہور ہے کہ ۲۰ منٹ سے ۹ گھنٹے تک ایسا ہو سکتا ہے۔

جون ہمفری نواس نے ۱۸۶۶ء میں ایک مضمون طریق مذکورہ پر طبع کرایا اور اس کو اپنا مقرر کردہ قاعدہ بیان کیا لیکن میں نے کسی مرد یا عورت کو اس طریق میں کامیاب نہیں پایا۔ ہاں یہ تو دیکھا گیا ہے کہ بعض مرد ایک سال اور بعض دو سال تک مجامعت نہیں کرتے تو ممکن ہے کہ ایسے آدمیوں کے واسطے یہ عمل[۵۲] مفید ہو۔

ڈاکٹر ٹنگر کہتے ہیں کہ جس طرح ایک مصیبت زدہ آدمی دوسروں کے کہنے سے آنکھوں میں بھرے آنسو پی جاتا ہے اسی طرح سے ہر آدمی اپنی مرضی پر قابو پا سکتا ہے بشرطیکہ عرصہ تک مداومت کرے۔ لیکن اس قسم کے طریق اعصاب کو نقصان پہنچائے بغیر نہیں ہو سکتے۔

کہتے ہیں کہ عمل مذکورہ اس نئی بستی میں رائج ہوا جس کو جون ہمفری نواس صاحب نے امریکہ میں بسایا اور جس کا حال مشرح طور پر ایک لیڈی ڈاکٹر نے جس کا نام

---

۵۱ ہندوستان کے عیاشوں میں یہ عمل جاری ہے۔

۵۲ ایسے آدمی ہرگز اس عمل پر قادر نہیں ہو سکتے کیونکہ خزانہ منی لبالب بھرا رہتا ہے بلکہ ایسے شخص جو روزمرہ مجامعت کرتے ہیں اور ادعیہ منی خالی رہتا ہے تو ممکن ہے کہ اس عمل سے کچھ فائدہ ہو سکے۔ نیز ذکی حس نوجوان بھی اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔ مترجم

ایلیس بی سٹوکہم ہے ۱۸۹۶ء میں کریزا نامی کتاب مطبوعہ مقام شکیگو میں بیان
کیا یا ہوم سائیکلو پیڈیا میں ڈاکٹر فوٹ صاحب نے تحریر فرمایا۔
مجھے اب تک نصف درجن بڑی عمر کے مرد ایسے ملے جنہوں نے بیان کیا کہ ہم نے
مذکورہ عمل سے فائدہ اٹھایا۔ لیکن ایک موقع پر بیوی بغیر خاوند کے علم ہوئے حاملہ
ہوگئی۔ میں نے اپنی کتاب میرڈ لو (محبت ازدواجی یا عشق ازدواجی) نامی کتاب
married Love میں اشارۃً عمل بالا کا تذکرہ امریکن اصطلاح میں
یعنے کریزا کا تذکرہ کیا تھا تو رومن کیتھولک کونسل نے لکھا کہ عمل بالا نہایت
قابل نفرت ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ خود روم کی کونسل نے عزل کرنے کا حکم یہ
کہہ کر دے رکھا تھا کہ ایسا کرنا داخل گناہ نہیں ہے۔
رومن کیتھولک فرقہ کے رسالہ اخلاقی الہیات دمینوال آف مورل تھیولوجی
میں سلیٹ صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ اور فرقہ رومن کیتھولک کے
پاپائے مقدس ہنری ٹویومین نے مجھے اس مضمون کی تحریر بھیجی ہے کہ میں تم سے
اس بارہ میں متفق نہیں ہوں کہ عزل کرنا خلاف فطرت ہے ہاں یہ کہتا ہوں کہ اگر
زوجہ کی مرضی ہو تو یہ عمل جائز ہے۔
الغرض چند سال سے یہ امر قابل قبول ہوتا جاتا ہے کہ جہاں اولاد پیدا
کرنی منظور نہ ہو وہاں عزل کیا جاوے۔ مثال
ایک انگریز کا بیان ہے کہ میں نے ۵۴ سال کی عمر تک شادی کا خیال نہیں
کیا پھر شادی کی اور طریق مذکورہ پر عمل کیا تو اس کو بے ضرر اور مسرت بخش پایا۔
تعجب ہے کہ بہت سے لوگ اس کے خلاف کیوں ہیں۔
دوسری مثال انگلستان کے ۸ مردوں کی ہے جو دس سال تک عمل بالا پر عامل
رہے اولاد نہیں ہوئی۔

میری رائے میں یہ طریقہ بجز خاص حالات کے نامناسب ہے۔ اگرچہ رومن کیتھولک فرقہ کے عیسائیوں میں عزل کرنا تو نہایت مکروہ طریقہ سمجھا گیا ہے۔ لیکن مجامعت اختیاری کرنا اور منزل نہ ہونا یعنے بطریق بالا اخراج منی نہ ہونے دینے کی اجازت ہے لیکن بوکہ صاحب نے ۱۹۰۶ء کی اپنی تحریر میں ثابت کیا ہے کہ ہر دو مذکورہ بالا قابل نفرت ہیں کیونکہ ان سے اصلی غرض جماع کی پوری نہیں ہوتی۔ اور اخراج منی نہ ہونے سے خواہش جماع باقی رہتی ہے جس کا نتیجہ آخر کار یہ ہوتا ہے کہ مرد و عورت دونوں کو کثرت جماع کی عادت پڑ جانے سے عصبی بیماریاں رونما ہوتی ہیں جن کا مشرح حال لکھنا طوالت سے خالی نہیں۔

**طریق نہم موسمی حمل**

خداوند تعالےٰ نے عام جانوروں کی مجامعت کا وقت اور موسم قرار دیا ہے۔ اس لئے انسان کا بھی بحیثیت ایک جانور ہونے کے سال بھر میں کوئی موسم ہونا چاہئے۔ اور قدیمی اقوام میں ایسا ہی دستور تھا بھی اور اب بھی تمثیل کے طور پر وہ برفانی قطعات میں رہنے والی قوم پیش کی جا سکتی ہے۔ جس کو اسکیمو کہتے ہیں اور جو شمال مشرقی روس میں آباد ہے یا ملک سیام میں ایک قدیم قوم ملتی ہے۔ لیکن امریکہ یورپ ایشیا میں کہیں بھی کوئی ایسی قوم کا نشان نہیں ملتا ہے۔ ہاں یہ بات مشہور ہے کہ مئی اور جون کے مہینے میں عورتیں زیادہ حاملہ ہوتی ہیں۔ بہ نسبت درمیانی گرمی اور درمیانی سردی کے ہٰذا کوئی خاص زمانہ ایسا مقرر نہیں ہو سکتا کہ جس میں حمل نہ رہنے کا امکان ہو[۵۱]

**طریق دہم**

(مہینے کے چند خاص دنوں میں مجامعت کرنا) خاص کر حیض ختم ہونے کے ایک ہفتے سے ایک ہفتہ تک۔ جس کو وقت محفوظ کہتے ہیں۔

---

[۵۱] اس کا مشرح حال مترجم کی کتاب رازنہاں میں ملاحظہ ہو قیمت عہ مترجم سے مل سکتی ہے۔

یہ طریق مانع حمل نہایت قدیمی ہے اور پرانی کتابوں میں بہت کچھ اس پر بحث کی گئی ہے لیکن وہ تاریخیں صحیح ثابت نہیں ہوتیں۔ میرے خیال میں ان ایام میں جماع کرنا خلاف فطرت اور نقصان دہ ہے۔ کیونکہ تمام جان داروں میں جب مادہ گرم ہوتی ہے اس وقت اس فعل کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ مرد عورت کی خواہشات نفسانی کو خلاف فطرت جگا کر متوجہ کرے۔ یہ کونسی دانائی ہے۔

لارڈ ڈاسن نے بھی نیشنل کونسل آف پبلک مورلز (قومی انجمن اخلاق عامہ) کے سامنے ڈاکٹری شہادت میں بیان کیا کہ جو لوگ وقت محفوظ میں بلا تکلف جماع کرنے کی اجازت دیتے ہیں اور دیگر تدابیر مانع حمل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ خلاف فطرت ہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ اس سے زیادہ اور کونسا وقت خلاف فطرت قرار دیا جاسکتا ہے۔ جب کہ عورت کو طبعی خواہش نہیں ہوتی۔

پاپائے ہنری ڈیوس نے کلیسا، روم کی طرف سے وقت محفوظ کو دانستہ فطرتی قرار دیا ہے اگرچہ وہ کہتا ہے کہ بہت سے دیگر اشخاص اور ڈاکٹر بخوبی واقف ہیں کہ ان دنوں میں عورت کو خواہش طبعی نہیں ہوتی ہے۔

بہت سے دیگر پادریوں نے بھی اسی قسم[۱] کی شہادتیں مجملاً دی ہیں۔

واضح رہے کہ مفروضہ وقت محفوظ کا وقفہ مختلف عورتوں میں مختلف ہوا کرتا ہے۔ بعض میں پورے ۱۵ دن اور بعض میں صرف تین یا چار دن اور بعض عورتوں میں بالکل ہوتا ہی نہیں۔ پس ممکن ہے کہ عورت اپنی حالت کا اندازہ خود کر سکے چنانچہ میں نے خود بہت سی عورتوں سے مل کر ایسے حالات دریافت کئے ہیں اور ان سے بحث کی ہے۔ بہت سی عورتوں میں حرکات نفسانی کا اثر معمولی حالت

---

[۱] اس کا مشرح حال مترجم کی کتاب رازِ پنہاں میں ملاحظہ ہو قیمت عہ۔ مترجم

سے کمزور ہوا کرتا ہے اگرچہ بعض میں جذبہ الفت و محبت زیادہ تیز پایا جاتا ہے
وقت محفوظ کا بتلانا کسی گرجا کے پادری یا انجمن تندرستی کے ممبر یا کسی
معاشرتی ریفارمر کا کام نہیں ہے اور نہ ایسے لوگوں کا جو کہ اتالیق یا استاد کی
خدمت پر متعین ہیں۔ بلکہ ہر عورت اپنی حالت اور ادوار حیض کے زمانہ پر غور کرکے
چند یوم مقرر کر سکتی ہے اور میں نے تجربہ کرکے اور حالات دریافت کرکے معلوم
کیا ہے کہ غریب مزدور عورتیں جن کی تندرستی بحال ہے ان کے لئے وقت محفوظ
بالکل نہیں ہوتا۔

**طریق یازدہم۔ مجامعت سے بالکل پرہیز** اگرچہ یہ طریق کار مانع حمل کی فہرست میں داخل نہیں ہوتا تو بھی بہت سے
مذہبی آدمی یعنے پادری وغیرہ اس پر عامل ہیں۔ ان عقل کے اندھوں کو غور کرنا چاہئے
کہ یہ عمل کس قدر خلاف فطرت انسانی ہے۔ یہ مانا کہ بہت سے ایسے مرد ہیں کہ جنکو
مہینوں نہیں بلکہ برسوں جماع کا اتفاق نہیں ہوتا۔ لیکن نوجوان شادی شدہ زن
و شوہر کے واسطے کس قدر دشوار اور کس قدر مضر صحت ہے۔ کوئی ایسا مرد جس کی
قوتِ شہوانی کمزور ہو اور وہ دماغی کاموں میں زیادہ مصروف رہتا ہو تو ممکن ہے
کہ اس کی صحت کو جماع نہ کرنے سے ظاہرا نقصان نہ ہو۔ پھر بھی رفتہ رفتہ اس
کی قوت مردمی مفقود ہو جاویگی۔ لیکن عام طور پر تیز شہوت مرد کے واسطے ایسا نہ
کرنا اس کے دماغی توازن کو قایم نہ رکھ سکیگا۔ اس کی نیند جاتی رہیگی۔ وہ مخبوط الحواس
سا ہو جاوے گا۔ اس کو روز مرہ احتلام ہونے سے کمزوری بڑھ جاوے گی۔
اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ عیاش ہو جائے اور رنڈی بازی کرتا پھرے۔
اسی طرح عورت اگر ٹھنڈے مزاج کی ہے تو جماع نہ ہونے سے ممکن ہے کچھ
نقصان ظاہر نہ ہو ورنہ ہاضمہ کی خرابی، نیند نہ آنا۔ اختناق الرحم کے دورے شروع

ہو جانا ممکن ہے۔ لیکن قدرتی طور پر اگر عورت پُر شہوت ہوئی تو پھر اس کا دماغ مختل ہو جائے گا اور ضرور کسی دوسرے مرد کی تلاش کر کے اپنی پیاس بجھائے گی۔

مثال۔ ایک معمولی قد وقامت کے آدمی نے ایک عورت سے شادی بچہ کشی کے واسطے کی۔ لیکن وہ عورت بہت سرد مزاج کی تھی۔ پہلی ہی شب کو خاوند کو اس بات کا علم ہو کر افسوس ہوا کہ اس نے کیوں ایسی عورت سے شادی کی جو اسکی طرف رغبت نہیں رکھتی چنانچہ چار اولاد ہو جانے کے بعد عورت نے جماع کرانے سے انکار کر دیا اور بیس سال تک انکار ہوتا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مرد کو رنڈی بازی کی عادت ہو گئی اور اس نے اپنا پیچھا چھڑانے کے واسطے اپنی بیوی سے طلاق چاہی مگر عورت نے منظور نہیں کیا۔ مرد اپنی دماغی محنت کے کاموں میں پھنسا رہا اس کو جریان ہو گیا اور بیوی کو بھی بے خوابی بیچینی اور دوسری بیماریاں ہو گئیں۔

ڈاکٹر روبائی صاحبہ کو ہزاروں گھروں کے پوشیدہ حالات ازدواجی کا علم ہے جن کے حالات ناگفتہ بہہ ہیں۔ ان میں بداخلاقی بدکاری عیاشی کھروں خیالی نے جگہ پکڑ لی ہے۔ جس سے بہت سے گھر برباد و تباہ ہو رہے ہیں۔

مثال:۔ ایک عورت نے ایک مرد سے اس لئے شادی کی کہ اولاد پیدا ہو اور سمجھی کہ اس کا خاوند بھی اس کے ہم خیال ہو گا۔ چنانچہ اس کے کئی بچے پیدا ہوتے لیکن اس کے شوہر کو سال بھر میں صرف دوبارہ ایک ایک ہفتے کے واسطے اپنے بیوی کے پاس آنے کا موقعہ ملتا تھا۔ لیکن بیوی صاحبہ اس بات سے ناراض تھیں کہ اس کا خاوند پاس نہیں رہتا۔

بہت سے وہ احمق جو نیکی کا دم بھرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ زیادہ عرصہ تک جماع نہ کرنے سے مرد کو چنداں نقصان نہیں پہنچتا۔ لیکن ڈاکٹر میری سگارلیب

صاحبہ نے بیان کیا ہے کہ ایسا کرنے سے بہت سے مرد نامرد ہو جاتے ہیں۔ شادی شدہ مرد عورتوں (زن وشو) کا ایک گھر میں رہنا اور پھر جماع سے اجتناب کس قدر شاق اور تکلیف دہ ہوتا ہے اور صحت کو خراب کر دیتا ہے۔ یہی رائے ڈاکٹر کوپر صاحب کی بھی ہے

ڈاکٹر ٹروبائی صاحبہ ایک نہایت مشہور فاضلہ اور علم نفسیات کی جاننے والی امریکہ کی رہنے والی ہیں۔ وہ لکھتی ہیں کہ میں بہت سے پادریوں اور معلموں کو جانتی ہوں جو اپنی نادانی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر جماع سے پرہیز رکھا جائے تو دماغی[1] قوت بڑھ جائیگی اور وہ پورے طور پر ہر کام کو انجام دے سکیں گے۔ لیکن یہ بات غلط ہے کیونکہ قدرت نے جس عضو کے متعلق جو فعل مقرر کیا ہے اگر اس کو اس سے روکا جائے تو ضرور باعث تکلیف ہوگا اور ایسے اشخاص کی بیویاں کب تندرست خوش اور پرہیزگار رہ سکتی ہیں؟

میرے خیال میں جماع سے بالکل پرہیز اس حالت میں ہونا چاہئے جب کہ زن وشوہر میں کوئی بیمار ہو۔ لیکن تندرست مرد وعورت کے واسطے ایسا کرنا نامناسب ہے۔

## ادویات جو کرم منی کو مارنے کیلئے مستعمل ہیں

سوپرماٹوزوا یا کرم منی کی خورد بینی کی تحقیقات سے بہت پیشتر قدیم زمانے سے یہ بات معلوم ہے کہ اگر بعض ادویہ اندام نہانی میں داخل کی جائیں تو

---

[1] حکیم افلاطون نے لکھا ہے کہ اس کے طلبا رجب جوان ہوئے تو علم کی طرف سے توجہ کم ہوگئی۔ اور حافظہ کمزور ہوگیا پھر بہت غور کے بعد اس نے نتیجہ نکالا کہ جوانی کا جوش اور منی کی گرمی اس کا سبب ہے چنانچہ ان کو مجامعت کی اجازت دی جس کا نتیجہ مفید ثابت ہوا۔ مترجم

وہ قیام حمل میں امداد کرتی ہیں۔ چنانچہ قدیم مصریوں میں دستور تھا کہ شہد کا شیاف اس مطلب کے واسطے کام میں لاتے تھے اور ایک پرانی سنسکرت کی کتاب میں پھٹکری کے استعمال کی تعریف بیان کی گئی ہے۔

اسی طرح بعض ادویات یا اجزائے کیمیاوی ایسے ہیں جو کہ مانع حمل اثر کرتے ہیں۔ انسانی کرم منی[۱] کا قد نہایت چھوٹا اور جسم نہایت نازک ایک جھلی میں لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ اس کا طول مع اس کی دُم کے ۰۵ء۰ ملی میٹر کے برابر ہوتا ہے یا دوسرے لفظوں میں ایک انچ کا ۱/۵۰۰ حصہ یعنے ایک انچ کی لمبائی میں ۳۰۰ کیڑے رکھے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر الیف میک کان نے لکھا ہے کہ مانع حمل اجزا جن سے کرم منی کو ہلاک کیا جاتا ہے وہ ایسے تیز ہوتے ہیں کہ دیگر زندہ اجرام کو بھی ہلاک کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ صرف سادہ پانی بھی اس کام کے واسطے برتا جاتا ہے۔ انزال کے وقت ایک آدمی کی منی کا وزن ۳ ماشے سے ۵ ماشے تک ہوتا ہے چنانچہ اس میں دس لاکھ سے ساٹھ لاکھ تک کرم منی پیدا ہوا کرتے ہیں ان کے ہلاک کرنے کے واسطے چند رتی کونائین سلیکیٹ کافی ہوتا ہے اگر اس میں ناریل کا تیل آمیز کر دیا جائے تو اور بھی بہتر ہے۔ بلکہ صرف زیتون کا خالص تیل بھی یہ ہی عمل کرتا ہے اور جوں جوں مختلف شہروں میں کلینک (بیت الہدایات) بڑھتے گئے مختلف اشیاء کے تجربات بھی ہوتے گئے۔ مثلاً ڈاکٹر سٹین ہاسیر نے یہ تحریر کیا کہ کتنی دیر میں کرم منی کس شے کے

---

[۱] اگر کرم منی انسانی دور حیوانی کے متعلق زیادہ حالات جاننے ہوں تو کتاب Marshall's physiology of reproduction کا مطالعہ کرو

استعمال سے ہلاک ہوتے ہیں ؎

| نام دوا | وقفہ | نام دوا | وقفہ |
|---|---|---|---|
| بورک ایسڈ چار فیصدی کا عرق | ۹ سیکنڈ | فورمالن ۳ فیصدی کا | ۲۰ سیکنڈ |
| کرد سیو سبلیمیٹ ایک لاکھویں حصے کا | ۱۰ سے ۱۵ سیکنڈ | آب مقطر | ۱۰ سیکنڈ |
| معمولی پانی | ۱۰ سیکنڈ | سیموری | ۱۵ سیکنڈ |
| پیٹنٹیکس | ۱۵ منٹ | . . . . . . . . . | . . . |

میری رائے میں جن ادویات کے ساتھ تیل آمیز کیا جاوے وہ بہ نسبت سفوف کے زیادہ قابل اعتماد ہوتی ہیں۔ ممکن ہے شہد بھی تیل کی طرح سے عمل کرتا ہو جب کہ ہزارہا سال پہلے سے ملک مصر میں اس کا استعمال ہوتا رہا۔ اب ایسے اشیاء بھی تیار ہو گئے ہیں جو تری پاکر سوڈا واٹر کی طرح سے جوش کھاتے ہیں اور بلبلے پیدا کرتے ہیں۔

اندام نہانی میں ایسی کوئی تیز چیز استعمال نہ کی جائے جس کی تیزی انسان کے منہ میں معلوم ہو اور میرے خیال میں ادویہ کے اشیاء لیسدار ہونے بہتر ہیں۔ گلیسرینا کا استعمال بہت سے ڈاکٹروں نے تجویز کیا لیکن بہت سی عورتوں کی اندام نہانی میں وہ نازک ریشوں کو سخت تحریک پہنچاکر بے چین کر دیتی ہے اس لئے میرے خیال میں روغن نارجیل [۵۲] سے بہتر دوسری شے نہیں ہے کیونکہ یہ ہلکی گرمی سے پگھل بھی جاتا ہے۔

۵۲ گھی بھی با آسانی استعمال ہو سکتا ہے کیونکہ خالص گھی نہایت خفیف حرارت پر پتلا ہو جاتا ہے مگر یورپ میں گھی نہیں ہوتا۔

۵۱ اس کا دوسرا نام مرکیورک کلورائیڈ ہے اس کی ہندی دار چکنا ہے جو سخت زہر ہے۔ مترجم

امریکہ میں جو مرکبات مختلف ناموں سے مذکورہ بالا عمل کے واسطے کام میں آتے ہیں اور بازار میں گراں قیمت پر بکتے ہیں۔ اینٹی اسپٹک پیسٹ کہلاتے ہیں ان کے اجزا عام طور پر جیلاٹین (سریشم ماہی) گلیسرین (جوہر چکنائی) اسٹارچ (نشاستہ) اگر (ایک خوشبودار لکڑی) یا مانچھڑ اور بورک ایسڈ (ست سہاگہ) لیکٹک ایسڈ (دودھ کی ترشی) اور کسی کوئی نولائین سلفیٹ اور دیگر ہلکے تیزاب یا ترشیاں وغیرہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ

ذیل میں اسی قسم کے مختلف اجزا کی تشریح کی جاتی ہے۔

**کونین کے مرکبات** گذشتہ پچاس سال سے کرم منی کے مارنے والے خیال کئے گئے ہیں اور بہترین سمجھے جاتے ہیں کونین کو بحالت سفوف اگر اندر داخل کیا جاوے تو وہ نالی میں سب طرف پورے طور پر پھیلتی نہیں ہے اس لئے اس کو اسفنج کے ٹکڑے میں اچھی طرح سے ملکر اندر رکھنا چاہئے یا چکنا شیافت بنا کر۔

**کونین کا مرہم** اس میں گلیسرین۔ نشاستہ وغیرہ ملا کر بنا لیتے ہیں اور روئی کو اس میں لت کر کے اسفنج میں لگا کر مجامعت سے پہلے اندر داخل کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ تیل میں ربڑ کو گلانے کی خاصیت ہوتی ہے۔

بعض عورتیں روغنی اجزا کو کام میں لانے سے گھبراتی ہیں۔

**کونین کا شیاف** بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ اس میں اکثر کونین سلفیٹ سیلی سیلک ایسڈ۔ کوئی نائن سیلیکیٹ۔ یا ایسا ہی کوئی اور مرکب لے کر کھوپرے کے مکھن میں ملا کر موٹی بتی بنا کر رکھ لیتے ہیں۔ اور ایسی بتیاں بنی بنائی تیار بھی بازار میں فروخت ہوتی ہیں اور لاکھوں بکتی ہیں۔ جس سے ثابت ہوا ہے کہ یہ شئے مفید ہے مجامعت سے پہلے اس کو عورتیں اندر رکھ لیا

کرتی ہیں۔

بہت سے وہ بیوقوف جو عمل مانع حمل کے مخالف ہیں وقتاً فوقتاً اخبارات میں طبع کراتے ہیں کہ کونین کا استعمال بالکل بے فائدہ ہے بلکہ مضرت۔ لیکن میں نے ایک واقعہ بھی ایسا نہیں پایا جس سے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے

امریکہ کے ایک مشہور دواخانے کا نسخہ بھی درج ذیل کرتی ہوں۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| سیلی سیلک السیڈ | بوزن | ۱۵ ۰ جز | ہر ایک شیاف کا وزن |
| بورک السیڈ | " | ۰۷۰ جز | |
| کونین الکیلائنڈ | " | ۰۷ ۰ جز | |
| ناریل کا مکھن | " | ۵۵ ۰ جز | |

دوسرے امریکہ کے کارخانے نے غریب آدمیوں کے واسطے نسخہ ذیل تجویز کیا ہے تاکہ لوگ خود تیار کرکے فائدہ حاصل کریں۔

| | |
|---|---|
| ناریل کا مکھن | ½ پونڈ |
| سہاگہ یا ایک پسا ہوا | ۵ ڈرام |
| سیلی کا سیلک السیڈ | ایک ڈرام |
| کونین یا سلفیٹ | ۱½ ڈرام |

سب اجزا کو علیحدہ علیحدہ تول کر باہم ملالو اور ہلکی حرارت پر مکھن کو گرم کرکے لکڑی کے چمچے سے سب اجزا کو خوب آمیز کرکے سرد ہونے پر تیس (۳۰) بتیاں بنالو۔

واضح رہے جن زن و شو میں جذبات شہوانی تیز ہیں ان کو صرف یہ شیاف ہی کام میں نہیں لانے چاہئیں بلکہ فم رحم کے پوشیدہ کرنے کے واسطے اوکلسیوکیپ بھی عورت کو پہنانی مناسب ہے اور وہ عورتیں جن کا فم رحم قدرتی کشادہ ہے

ان کو بھی ضرور مذکورہ بالا ٹوپی کام میں لانی مناسب ہے ورنہ حمل رہ جانا ممکن ہے۔ چکنے شیاف ان عورتوں کے واسطے بہتر ہیں جن کی نالی زیادہ تنگ ہو یا بالکل خشک رہتی ہو۔ جیسا کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے بعض مردوں کے حشفہ پر کونین کے مرکبات سے اکثر خراش پیدا ہو جاتی ہے۔

واضح رہے کہ جن مردوں کا قضیب پتلا ہو اور قدرتی طور پر اندام نہانی کی نالی پھیلی ہوئی ہو یا زیادہ بچے ہونے سے ایسا ہوا ہو تو چکنا شیاف نہیں رکھنا چاہئے ورنہ لطف میں کمی واقع ہو گی۔

یہ بھی یاد رہے کہ بعض عورتوں پر کونین کا اثر بہتر نہیں ہوتا۔ وہ اندام نہانی کی نالی میں جذب ہو کر خون میں آمیز ہوتی اور بےچینی پیدا کر دیتی ہے۔ اور کہیں اس سے بھی زیادہ تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے ایسی عورتوں کو ایسے شیاف استعمال کرانے مناسب ہیں جن میں کونین کا کوئی مرکب نہ ہو

مثال:۔ ایک تندرست عورت جس کی عمر ۲۳ برس کی تھی اس کا بیان ہے کہ جب کبھی میں نے کونین کے مرکب کا شیاف استعمال کیا ہے یا کہیں کونین کھائی ہے اس کے سر میں درد ہو جاتا ہے سر پھرنے لگتا ہے اور آنتوں میں میٹھا میٹھا درد ستاتا ہے پھر ۲۴ گھنٹے کے بعد یہ کیفیت رفع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ تجربہ کے طور پر اس نے کئی بار ایسا کیا اور ہمیشہ مذکورہ بالا کیفیت پائی۔

جو عورتیں چکنے شیاف پسند نہ کریں تو وہ ایسے شیاف استعمال کریں جن میں کونین کا مرکب جیلاٹین کے ہمراہ آمیز کر لیا گیا ہو جس کا نسخہ یہ ہے

---

۱؎ میں نے خود دیکھا ہے کہ (شاہزادہ) مرزا ارشد کے ہتھیلیوں میں کونین کی ایک خوراک کھانے سے پھنسیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور خود میرا حال ہو کہ تین گرین کونین کھانے سے ہاتھوں میں لرزہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مترجم

| | | |
|---|---|---|
| جیلاٹین (سریشم ماہی) | ایک حصہ | سب کو اچھی طرح آمیز کر لیا جائے |
| گلیسرین | ۵ حصے | |
| کونین کا کوئی مرکب | ½ حصہ | |
| پانی | دو حصے | |

تجویز کیا ہے تا کہ لوگ خود تیار کر کے فائدہ حاصل کریں ۔

لیکن میرے ہدایت میں جیلاٹین والے شیاف ناکامیاب بھی ثابت ہوئے ہیں ۔

بعض عورتوں کو ناریل کے مکھن کی بو بری معلوم ہوتی ہے ۔ اس لئے ایسی صاف شدہ چربی جس میں بو نہ ہو کام میں لائی جا سکتی ہے ۔

**کونین کا عرق اور اس کا مرکب تیل کے ساتھ** معہ گلیسرین جیلی کے ایک چھوٹی پچکاری کے ذریعہ اندام نہانی میں مجامعت سے پہلے پہنچانا بہتر ثابت ہوتا ہے ۔ پچکاریاں اس عمل کے لئے کئی طرح کی تیار شدہ بازار میں فروخت ہوتی ہیں

**کونین اور دیگر اجزا کے شیاف** مختلف ناموں سے بکثرت فروخت ہوتے ہیں اور وہ نام رجسٹر کرائے جاتے ہیں ۔

بعض کلینک میں ہائیڈرو کلورک کونین کی ٹکیاں یا یوریا ہائیڈرو کلورائیڈ کی ایک رتی والی ٹکیاں پارک ڈیوس کمپنی کی ساختہ برتی جاتی ہیں جن کو ٹوپی کے اوپر رکھ دیتے ہیں ۔

**جوش کھانے والے شیاف** بھی امریکہ اور انگلستان میں بنتے ہیں ۔ لیکن جرمنی سے بہت زیادہ آتے ہیں اور دوکاندار ڈاکٹروں کے حوالہ سے ان کی تعریف چھاپتے ہیں اور لکھا ہے کہ اس ٹکیا سے

اندام نہانی کی نالی میں اس قدر کاربالک ایسڈ گاس پیدا ہوتی ہے کہ اس کے تمام
حصے میں اثر پہنچ جاتا ہے۔ بعض ٹکیوں سے ہائڈروجن پر اوکسائڈ سے اوکسیجن علیحدہ
ہو کر پھیلتی ہے۔

جوش کھانے والے شیاف میں برن صاحب کی ٹکیاں بہت مشہور ہیں۔
کیونکہ ان میں نہ بو ہوتی ہے اور نہ وہ تر ہوتی ہیں۔ بلکہ جب اس کو نالی کے اندر داخل
کیا جاتا ہے تو اس کی گرمی سے (اکثر نہ کہ ہمیشہ) وہ جوش مارنے لگتی ہے۔
اور نالی کے تمام حصے کو تری پہنچا کر کرم منی کو مار دیتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے
اجزا میں چینو سول Chinosol اور زنک سلفو کاربونیٹ
Zinc sulpho carbonate اور دیگر دافع تعفن خیز اجزا لئے ہوتے
ہوتے ہیں۔

**سیموری** جرمنی سے ایک دوا بنام سیموری Semori کی اشتہاروں میں بڑی
تعریف کی جاتی ہے اور بہت سے ملکوں کے ڈاکٹروں کی شہادتیں اشتہاروں
میں ہوتی ہیں۔ موجد کا بیان ہے کہ اس کے اس مرکب میں سوڈیم کاربونیٹ۔ ٹارٹرک
ایسڈ۔ بورک ایسڈ اور بے بو اور دھبے نہ ڈالنے والا چینو سول بھی ہوتا ہے۔
فرج میں داخل ہونے کے بعد جھاگوں کا ایک جوش پیدا ہو کر فم رحم کو بند کر دیتا
ہے اور نالی کے تمام حصہ میں پھیل کر کرم منی کو زندہ نہیں چھوڑتا۔ موجد نے یہ
بھی لکھا ہے کہ اگر نالی میں تری نہ ہو تو ٹکیا کو پانی سے تر کر کے اندر رکھنا چاہئے۔

**سیپٹن** نامی ایک مرکب اور بھی جرمنی سے اسی مطلب کے واسطے آکر بہت
فروخت ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس سے اوکسیجن گاس خارج ہو کر کرم
کشی کرتی ہے موجد کا بیان ہے کہ اس کے اجزا میں
Dichloro-P-Sulphamido-benzo

، Dioxy succinic acid and sodium bicarbonate

ڈی کلورو پی سلفا میڈ و بنیزوائٹ ڈی ادکسی سکی نک ایسڈ معہ سوڈیم

بائکاربونیٹ کے ہوتا ہے۔ اگرچہ ڈاکٹر بیکر ان اجزا کے خلاف دوسرے اجزا

کا ذکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس مرکب کا اثر ایک گھنٹہ تک باقی رہتا ہے۔

اس لئے میرے خیال میں بیکار ہے کیونکہ دوا ایسی ہونی چاہیئے کہ رات بھر اس کا

اثر باقی رہے۔ میں نے اس دوا کو اپنے کسی مریض پر استعمال نہیں کیا اور نہ

کسی عورت سے جو اسکو کام میں لاتی ہو ذکر سنا۔

**بائی میسٹن ٹیبلیٹ** بائی میسٹن صاحب نے او کلسیو کیپ کی ایجاد کی اور پھر یہ ٹکیا بھی تیار کر کے اپنے نام سے فروخت کی یہ بھی

جوش کھانے والے اجزا سے بنائی جاتی ہے اور مستعمل ہے۔

**ایگر یسٹ صاحبہ کی ٹکیا** بھی جوش کھانے والے اجزا سے جو بنی ہیں تیار ہوئی اور اپنے موجد کے نام پر اس کا نام مشہور ہوا

لکھا ہے کہ بعد مجامعت کے ایک ٹکیا پانی میں گھول کر اس کی پچکاری اندر

کرنی چاہیئے۔

میرے خیال میں پانی میں گھونے والی ٹکیاں زیادہ مفید نہیں ہوتیں کیونکہ

ان کا اثر کمزور ہو جاتا ہے اور کئی جگہ ان کی شکایت سنی گئی ہے۔

ہم نے اپنے بیت الہدایت میں کہیں ان ٹکیوں کا استعمال نہیں کیا۔

**جیلاٹینی شیاف** سب سے پہلے ایجاد ہوئے اور ہر وہ شے جو کرم کش سمجھی گئی اسکو گلیسرین کے ساتھ جیلاٹین میں شامل کر کے

شیاف بنائے گئے۔

جیسا کہ بعض عورتیں روغنی شیاف سے گھبراتی ہیں۔ اسی طرح سے بعض عورتیں

گلیسرین و جیلاٹین کے مرکب کو ناپسند کرتی ہیں۔ حالانکہ گلیسرین بہترین کرم کش ہے اگر اس کو پتلا بھی کر دیا جائے۔

ڈاکٹر کونی کو صاحبہ نے ذیل کا نسخہ میرے پاس بھیجا تھا اور لکھا تھا کہ یہ ٹکیا ۲۰ منٹ کے عرصہ میں گھُلا کرتی ہے۔

کونین ـــــ ایک سے تین فی صدی تک

بورک ایسڈ ـــــ تین سے چار فیصدی تک

سیلی سلک ایسڈ ـــــ ایک سے دو فی صدی تک

او کسی کونولائن سلفیٹ ۔½ سے ½ یا ایک فیصدی تک۔

**لیکٹک ایسڈ والی شیافت** یہ تیزاب دودھ میں سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کو بذریعہ پچکاری کے کام میں لاتے ہیں اور شیافت بھی اس سے مرہم کی طرح کے قوام کے تیار کرتے ہیں۔ میں نے تین عورتوں کو اس کو استعمال کرتے ہوئے پایا ہے مگر وہ کہتی ہیں کہ کوئی زیادہ مفید چیز نہیں ہے۔ لیکن ڈاکٹر ونسٹر صاحب نے لکھا ہے کہ انہوں نے ان شیافت کو بہت آزمایا اور مفید پایا۔"

میں نے سرکہ میں پانی ملا کر یعنے اس کو بہت ہلکا کر کے بذریعہ ڈوشں یا پچکاری استعمال کرایا اور زیادہ مفید پایا۔

**جیلیز[۱] اور مرہم** کے مرکبات امریکہ میں بکثرت مستعمل ہیں۔ ڈاکٹر روبسن صاحب کہتے ہیں کہ مانع حمل ادویہ میں سے یہ شکل بہترین ہے۔ اور اس میں کونین۔ چینوسول۔ بورک ایسڈ۔ سیکٹک ایسڈ۔ سیلا سیلک ایسڈ وغیرہ ملا کر بناتے ہیں۔ چنانچہ (Potentex) ربیٹین ٹیکس، نامی جو ساختہ جرمنی ہے عرصہ ۲۰ سال سے بہت مشہور ہے۔ انڈے کی سفیدی کے ساتھ اسکو

[۱] جیلی کہتے ہیں گاڑھی شے کو جس کا قوام شل ئی کے ہو۔

ملاکر استعمال کرتے ہیں یہ دوا ایک نرم دھات کی شیشی میں ہوتی ہے جس کے منہ پر ایک نلی لگی ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کو فم رحم تک داخل کرکے دبانے سے شیشی کے اندر سے مرہم نکل کر پھیل جاتا ہے اور یہ عمل مجامعت سے پہلے کیا جاتا ہے اور اس کا اثر چند گھنٹے تک رہتا ہے۔

**نیفی** Nefi نام کا ایک مرہم بھی ساختہ جرمنی اس مطلب کے واسطے مشہور ہے اور بذریعہ ایک پچکاری کے کام میں آتی ہے۔ یہ بعد استعمال چپکٹ سا ہو جاتا ہے یعنے جم جاتا ہے اور دیگر اجزا کے علاوہ اس میں گلیسرین اور چینوسول بھی پڑتا ہے۔ قبل از مجامعت اس کو استعمال کرنا چاہئے اور کہتے ہیں کہ چند گھنٹے تک اس کا اثر باقی رہتا ہے۔

**کنٹراسیپٹالائن** Contraceptaline نامی جیلی انگلستان کی ساختہ جس میں لیکٹک ایسڈ بھی ہوتا ہے بہت مشہور ہے۔ یہ ایک نرم دھات کی کپی میں بھری رہتی ہے جس کے منہ پر ایک شیشے کی نلی لگی رہتی ہے اس کو فم رحم تک داخل کرکے کپی کو دبانے سے یہ مرہم نکل آتا ہے۔ ڈاکٹر روین ہیر اس کی بہت تعریف کرتے ہیں لیکن مجھے اس پر ذرا اعتماد نہیں ہے اس میں کوئی اور دوا کرم کش ملاکر کام میں لانا چاہئے۔

میرا یہ بھی خیال ہے کہ اس قسم کی جس قدر ادویہ ہیں ان کو ڈایا فرام کیپ کے ساتھ استعمال کرنا زیادہ مناسب اور قابل اعتبار ہے۔

ڈاکٹر مسنا ایم سٹون صاحبہ نے جیلی کا ایک نسخہ مجھے بھیجا تھا وہ یہ ہے۔

لیکٹک ایسڈ ——— ایک فی صدی

بورک ایسڈ ——— دس فی صدی

گلاسیرائٹ آف اسٹارچ ——— بمقدار کافی (حسب ضرورت)

میرے خیال میں تمام قسم کے مرہم یا جیلیز میں کوئی روغن ضرور شامل کرنا چاہئے جو خوب پھیلتا ہے اور ایک پردے کا پورا کام دیتا ہے

## روغنی شیاف بغیر کونین والے

اگرچہ ناریل کے مکھن والے روغنی شیاف جن میں کونین ہوتی ہے عرصہ دراز سے نہایت مشہور ہیں اور اچھی طرح سے مانع حمل کا کام دیتے ہیں اور لارڈ ڈاسن اور دیگر مشہور ڈاکٹران کے بہت مداح ہیں لیکن میں نے اپنے اوپر تجربہ کرکے دیکھا تو مجھے بے خوابی کی شکایت ہوگئی۔ اور دوبار تجربہ کرنے سے میں اس نتیجے پر پہنچی کہ اندام نہانی کی نالی میں قوت جاذبہ موجود ہے چنانچہ میں نے کونین کے اور دیگر اجزا کے تجربے کرکے اس مضمون کو اخبار میں دوسرے ڈاکٹروں کے فائدے کے واسطے طبع کرا دیا۔ میں نے ایسی بھی عورتیں دیکھیں کہ جن کو کونین کے شیاف استعمال کرنے سے بے خوابی اور بے چینی کے علاوہ مقام مخصوص میں زخم بھی ہوگئے اور مردوں کے حشفے میں بھی خراش پیدا ہوگئی اور ایسے عورتوں کی تعداد جن کو نقصان ہو چکا ہے۔ پانچ فیصدی سے کم نہیں ہے اس لئے روغنی شیاف کو میں پسند کرتی ہوں جو بالکل بے ضرر ہوتے ہیں۔ مثلاً ناریل کے مکھن میں چینوسول ملاکر کام میں لانا ہے کافی ہے لیکن زیادہ مقدار میں اس دوا کو کام میں لانے سے وہ بھی خراش پیدا کرتی ہے اس لئے دو فیصدی سے زائد استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ فی شیاف یورپین عورتوں کے لئے اگرچہ امریکہ میں اس سے کم مقدار میں کام میں لاتے ہیں۔

میں نے اپنے کلینک کے واسطے رشیل نامی شیاف بغیر کونین والا تجویز کیا ہے جو کسی قسم کی خراش عورتوں میں پیدا کرتا ہے نہ مردوں میں اور بالکل بے ضرر ہے۔ یہ سستے اور مفید ہونے کی وجہ سے غریب عورتوں کے واسطے بہت کارآمد ہے جو نا صاف رہتے ہیں اور ان کے رطوبت بھی بہتی رہتی ہے۔

**سادہ روغن زیتون** تین سال کے متواتر تجربات نے صرف سادہ روغن زیتون کے استعمال کو بہترین مانع حمل قرار دیا ہے جسکی ترکیب یہ ہے کہ اسفنج کا ٹکڑا تیل میں بھگو کر نالی کے آخری سرے تک اچھی طرح دبا دبا کر داخل کر دیا جائے اس سے سستی اور ہر جگہ ملنے والی شئے کوئی دوسری نہیں ہو سکتی ہے اور بنولے کا تیل بھی روغن زیتون کی جگہ کام میں لا سکتے ہیں۔

**سفوف پھٹکری** نہایت قدیم زمانے سے کرم کش سمجھی گئی ہے اور اندام نہانی کو تنگ کرنے کے لیے بھی مستعمل ہے جب کہ وہ کئی بچے ہونے کے سبب سے زیادہ کشادہ ہو گئی ہو۔ مشرقی ممالک میں یہ زیادہ مروج ہے۔ لیکن میں نے کسی انگریز عورت کو استعمال کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ چونکہ اس کے استعمال سے خشکی اور اینٹھن زیادہ پیدا ہوتی ہے اس لئے بار بار کام میں لانا نہیں چاہیئے انگلستان میں مانع حمل کے واسطے اس کو استعمال نہ کرنے کا سبب غالباً لاعلمی ہے۔ ورنہ یہ ایک مفید دوا ہے۔ پرمیو یا جریان زناں کے واسطے اس کی پچکاری کرتے ہیں لیکن اس کا اثر دوسرا ہوتا ہے اور صرف اس سے کامل صحت نہیں ہوتی

**ڈوش** کو ایک قسم کی پچکاری سمجھو۔ اس کے تین حصے ہوتے ہیں ایک تام چینی کا برتن جس کو دیوار پر کیل سے ٹکا سکتے ہیں۔ دوسرے نرم ربڑ کی پتلی اور لمبی نلی تیسرے اندام نہانی یا مبرز میں داخل کرنے کے واسطے دو نلیاں جب ہر دو مقامات میں کسی کو غسل دینا ہو تو دوا کو بہت سے پانی میں گھول کر برتن میں بھر دیتے ہیں اور نلی کا منہ اندر داخل کر کے چھوڑ دینے سے دوا کے پانی کی دھار

---

سلہ ہندوستان میں کڑوا تیل اسی مطلب کے واسطے سینکڑوں برس سے مستعمل ہے۔ اس کے پھوئے بھگو کر اندر دبا دبا کر رکھ لیا کرتے ہیں۔ مترجم

ان انتقامات کو دھو دیتی ہے۔ چنانچہ مانع حمل عمل کے واسطے بھی یہ عمل کیا جاتا ہے اور بعض ڈاکٹر استعمال کراتے ہیں لیکن کوئی بہتر عمل نہیں ہے۔ آج کل پرانی قسم کا ڈوش پھکنے اور نلی والا بہتر خیال کیا جاتا ہے۔ بازار میں ڈوش لگانے کی ادویات بہت سی مختلف ناموں سے فروخت ہوتی ہیں اور بعض ان میں سے رجسٹری بھی کرائی گئی ہیں۔ اگرچہ مالتھوسین انجمن نے ڈوش لگانے پر رسالے تقسیم کئے ہیں اور بدقسمتی سے بہت سے ڈاکٹر عورتوں کو بکثرت اور روزمرّہ ڈوش لگانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ مگر میری رائے میں خاص بیماریوں کے سلئے ایسا کرنا مناسب ہے۔ کیونکہ بار بار ڈوش کرنے سے وہ قدرتی رطوبت جو کہ نالی کو تر رکھتی ہے صاف ہو جاتی ہے اور لچکدار ریشوں میں سختی پیدا ہو کر لطف جماع میں کمی ہو جاتی ہے۔ بہت سی تجارتی کمپنیاں اپنے فائدے کے واسطے پبلک[1] کی تندرستی اور نقصان کا کچھ خیال نہیں کیا کرتیں۔ مثلاً ۱۹۲۸ء میں بڑے بڑے اشتہارات تقسیم ہوتے اور اخبارات کے صفحے کالے کئے گئے جن میں عورتوں کو ڈوش کرنے کی ترکیب بتائی گئی نہ صرف کتخدا عورتوں کو بلکہ دوشیزہ اور حاملہ عورتوں کو بھی ہدایت کی گئیں اور اشتہارات تمام انگریزی بولنے والے ممالک میں کمپنی نے تقسیم کر دیئے بلا لحاظ اس امر کے کہ یہ عمل عورتوں کے واسطے کہاں تک مضر ہے۔

ڈوش میں دو قسم کی ادویات کا استعمال ہوتا ہے ایک تو وہ صفائی اور چھوت کے بیماری کے اثر کو دور کرتی ہیں۔ جیسے کار بالک ایسڈ۔ لائی سول وغیرہ اور کہیں کہیں وہ زہریلی شئے جس کو روسیو سبلیمنٹ (دار چکنا) کہتے ہیں۔ جس کا اندرونی

---

[1] یہ بالکل سچی بات ہے ہر دوا کے واسطے ہندوستانیوں کو سوچ سمجھ کر خرچ کرنا چاہئے۔ مترجم

طور پر استعمال کرنا نہایت خطرناک ہے۔ دوسرے وہ ادویہ جنکو کرم مارنے کے لیئے کام میں لایا جاتا ہے جیسے پھٹکری کا عرق یا صابون کا پانی وغیرہ۔

غرض اگر کسی ڈاکٹر کو اس مطلب کے واسطے کسی عورت کو مشورہ دینا ہو تو عام عورتوں کے واسطے خالی سرد پانی کی پچکاری تیلانی کافی ہے یا کھانے کا نمک پانی میں گھول کر یا سرکہ پانی آمیز یا پھٹکری کا ہلکا عرق۔ مگر بعض عورتیں اس خیال سے کہ نفع کافی ہو بجائے ہلکے عرق کے گاڑھا عرق استعمال کر لیتی ہیں۔ پس اگر کسی زہریلی شئے کو زیادہ مقدار میں کام میں لایا گیا تو اس کا اثر کس قدر مضر ہوگا؟ غرض میرا اصول تو یہ ہے کہ جو شئے منہ کے واسطے مضر ہو اس کو اندام نہانی میں بھی داخل نہیں کرنا چاہیئے۔

مذکورہ بالا نقائص کے علاوہ بعد مجامعت فوراً سرد پانی کا ڈوش کسقدر مضر صحت ہے؟ اس سے اعصاب میں سردی کا اثر ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں جسم کو آرام دینا چاہیئے نہ کہ اٹھ کر اور ادہر اُدہر جا کر ڈوش کیا جاوے۔ اور مجامعت کے بعد پچکاری کا ڈوش کرنا مانع حمل کب ہو سکتا ہے۔؟

شکر ہے کہ میں نے جب سے اس بارے میں اپنی رائے اخبارات اور رسالوں میں شائع کی ہے بہت سے ڈاکٹروں نے اس عمل کی ہدایت دینی چھوڑ دی ہے۔

**عام کھانے کے نمک کا**

ڈوش اگرچہ نہیں کرنا چاہیئے لیکن پھر بھی کوئی عورت عمل کرنا چاہیئے تو ڈہائی پاؤ پانی میں ایک چمچہ نمک (ٹیبل اسپون فل) حل کر کے کام میں لادیں۔

**ترشی کا استعمال**

چونکہ قدرتی طور پر فرج کی رطوبت ترش ہوتی ہے اس لیئے سرکہ آمیز پانی یا سائٹرک ایسڈ (لیموں کا ست) لیکٹک ایسڈ (دودھ کی ترشی) اگر وہ نہ ہو تو باسی چھاچھ چھنی ہوئی یا دہی کا توڑ) میں

پانی ملا کر اسفنج کا ٹکڑا بھگو کر قبل از مجامعت اندر رکھ لو اور بعد فارغ ہونے کے مذکورہ بالا شئے میں زیادہ پانی ملا کر ڈوشش کر لو۔

بخیال صفائی عام عورتوں کو کوئی شے مثل کاربالک ایسڈ یا لائی سول وغیرہ ہرگز استعمال نہیں کرنی چاہئے اور کوروسیو سبلی میٹ نہایت زہریلا ہوتا ہے۔ اس لئے ایک حصہ دوا میں دو ہزار حصہ پانی آمیز کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس عرق کو تیز بنا کر استعمال کرنے سے بہت سی عورتیں مر چکی ہیں۔ اسی طرح سے پوٹاسیم پرمیگنیٹ کو بھی مذکورہ بالا نسبت سے پتلا کر کے کام میں لانا چاہئے اور میں لسٹرین کو اس مطلب کے واسطے اس لئے بہتر خیال کرتی ہوں کہ اگر غلطی سے وہ زیادہ بھی استعمال کر لی جاوے تو نقصان رساں نہیں ہے۔

**صابون کا عرق** ڈوشش کے واسطے بہت پرانا اور بہت سستا نسخہ ہے لیکن میں اس کے موافق نہیں ہوں۔ قبل از مجامعت اسفنج میں صابون کے عرق کو بھگو کر اندر رکھنا اور پھر ڈوشش کرنا نازک مزاج عورتوں کو ہمیشہ تکلیف دیتا ہے۔ میں نے ایسی عورتیں دیکھی ہیں کہ اس عمل سے ان کے جسم پر دھبے پڑ گئے ہیں اور کھال میں جگہ جگہ خراش کے نشان نظر آتے ہیں۔ غرض جس قدر واقفیت بڑھتی جاوے انسان کو چاہئے کہ اتنا ہی نقصان رساں اشیا سے پرہیز کرے۔

**سادہ پانی** بخیال صفائی بذریعہ ڈوشش استعمال کرنا بہت اچھا ہے۔ لیکن پانی ہلکا سرد ہونا چاہئے اگرچہ زیادہ سرد پانی سے نیچے کے جسم میں سردی بیٹھ جاتی ہے اور نزلہ فرجی ہو جاتا ہے بہ نسبت دیگر مضر ادویہ کے پانی زیادہ بہتر ہے۔

———×·<·÷·>·×———

# باب پنجم

## مروجہ آلات واسباب مانع حمل

یہ آلات مختلف صورت وشکل کے عموماً ربڑ اور بعض دھاتوں کے مردانہ وزنانہ استعمال کے لئے ہوتے ہیں۔ آلات مذکورہ زنانہ عورتوں کے واسطے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک اندام نہانی کی نالی میں رکھنے کے لئے دوسرے جوف رحم میں داخل کرنے کے واسطے چنانچہ ان سب آلات کا شرح حال آیندہ صفحوں میں درج ہے۔

## مروجہ آلات مردانہ

**کنڈوم** Candom جسکو عوام الناس فرنچ لیدر یا شیتہ (نیام) کہتے ہیں یہ چیز اول ہی اول باریک تنزیب کپڑے کی تیار کی گئی تھی تاکہ اگر مرد بیمار ہو تو اسکا اثر عورت کو بھی علیل نہ کردے۔ مشہور ہے کہ سنہ ۱۵۶۴ء میں اول ہی اول جبریل فلپ پیوے بمقام گالیشا اس کی ایجاد کی۔ پھر فرانس کے کرنل کینڈم نے بھیڑ کی خشک آنت سے اس کو تیار کیا اور ان کے نام پر مشہور ہو گیا۔

مسٹر براؤن نے بیان کیا ہے کہ جب لندن کی مشہور آگ لگی تھی یہ چیز عام طور پر فروخت ہوتی تھی اور چھوت کی بیماریوں سے بچانے اور حمل نہ رہنے دینے کے واسطے مستعمل تھی۔

آج کل یہ چیز جانوروں کی جھلی اور پتلے ربڑ سے طرح طرح کی بنتی ہیں اور اس لئے کام میں آتی ہیں کہ نطفہ اندام نہانی میں نہ گرے اور ایک سے دوسرے کو بیماری کا اثر

نہ ہو جائے۔ چونکہ موٹے ربڑ کی تھیلی سے پورا لطف جماع حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے
نہایت باریک ربڑ کی شیتہ پسند کی جاتی ہے جو اکثر جلد پھٹ بھی جاتی ہے۔
اور ایک قسم کی ایسی بھی تیار ہوتی ہیں کہ جن سے صرف حشفہ ڈھک جاتا ہے۔ لیکن ان
پر پورے طور سے بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

تھیلی مذکور کے استعمال سے چونکہ حشفہ نالی اندام نہانی کے ریشوں سے مس نہیں
کرتا اس لئے وہ طبعی فائدہ جو قدرت نے عطا کیا ہے نہیں ہوتا اور چونکہ نطفہ بھی اس
عمل سے نالی مذکور میں جذب نہیں ہوتا جو کہ عورت کے واسطے مفید ہے۔ جیسا کہ پیشتر
بیان ہو چکا ہے اس لئے بیکار ہے۔

مرد کے واسطے بھی یہ عمل ضرر رساں ہے کیونکہ جن نازک طبع اشخاص کی باہ
کمزور ہوتی ہے تو اس عمل سے استواری زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہتی اور بعض
نازک مزاج مستورات کو ربڑ کی بو سے نفرت ہوتی ہے۔ پھر بھی بعض حالات میں
مجبوراً یہ عمل کرنا پڑتا ہے مثلاً:۔

(۱) شادی کے پہلے ہفتے میں جب کہ زوجین حالت سفر[له] میں ہوتے ہیں
(۲) ایسے ذی حس مردوں کے واسطے جن کو عورت کے تیار ہونے سے قبل خیزی ہو جاتی ہے
(۳) عضو مخصوص کی مشتبہ بیماری کی حالت میں۔
(۴) جب کہ بیوی کے واسطے موت اور زیست کا معاملہ ہو حسب رائے ڈاکٹر۔

تدابیر مانع حمل کے مشتہر کرنے میں سب سے بڑی روک مدعیان مذہب کی
جانب سے تھی جن کو پورے طور پر اس کا علم نہیں تھا اور وہ کہتے تھے کہ یہ عمل

---

سله یورپ میں شادی کرکے زوجین سیر و تفریح کے لئے ایک ماہ تک پردیس میں رہتے ہیں جو ایک قدیم
رسم ہے اور اس مہینہ کو ہنی مون یعنے شہد کا چاند بولتے ہیں۔

مضر ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں اس امر کے واسطے صرف کنڈوم ہی جاری تھا۔ جسکی ڈاکٹر
لوگ زور سے سفارش کرتے تھے اور میں خود بھی مقر ہوں کہ یہ مضر ہے۔ لیکن جیسا
کہ پروفیسر صاحبان کرانٹ آبیننگ دسارڈے نے ۱۹۰۵ء میں بمقام زیورک
جو انجمن برائے تحقیقات بیماری ہائے عضو تناسل قائم ہوئی تھی ان پر بہترین رائے کا
اس کے متعلق اظہار کیا تھا کہ کنڈوم کا استعمال عضو تناسل کی بیماری میں مفید اور مانع
حمل بھی ہے اس لئے اس کے استعمال سے نقصان نہیں ہوتا۔ امریکہ کی ڈاکٹر رو بائی
صاحبہ نے بھی نفسیات پر جو کتاب تصنیف کی ہے۔ کنڈوم کے استعمال کو بے ضرر
قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس سے عورت کی پوری تسکین ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ
غلط ہے میں اس کو نہیں مانتی۔

جرمنی کے مشہور و معروف ڈاکٹر آئی ون بلاش صاحب نے اپنی مشہور کتاب
میں بھی کنڈوم کو بہت کار آمد قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ جماع صحیح اور اس میں کچھ
فرق اگر ہے تو صرف اتنا کہ منزل ہونے کی کیفیت میں کچھ کمی ہوتی ہے ورنہ حرکات
جماعی بخوبی سرانجام پاتے ہیں۔ لیکن اس ڈاکٹر نے اپنی ادھوری تحقیق میں مردوں کا
تو خیال کیا مگر مفعولہ کی حالت و تکلیف کا اندازہ نہیں کیا۔ ڈاکٹر کرتس صاحب کا بھی
خیال ایسا ہی ہے انہوں نے ان الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے کہ میری
رائے میں نہایت قابل بھروسہ اور سب سے کم تکلیف دینے والا موجودہ زمانے میں عمدہ
کنڈوم سے بہتر کوئی آلہ موجود نہیں ہے۔

واضح رہے کہ ان سب ڈاکٹروں کی تحقیقات ادھوری ہے۔ ان کو ذی حس
عورتوں کے خیالات کا اندازہ ہی نہیں ہے۔

بدقسمتی سے ڈاکٹر ہیو لوک ایلس صاحبہ نے ۱۹۲۱ء میں اپنی تصنیف میں
یہ ہی مضمون بحوالہ ڈاکٹر صاحبان مذکورہ بالا لکھا ہے کہ کنڈوم کو اگر احتیاط کے

ساتھ کام میں لایا جاوے تو ایک بہترین اور بے ضرر آلہ ہے۔

میں کہتی ہوں کہ کنڈوم کا استعمال صحیح وسالم زوجین کو نہیں کرنا چاہئے۔ بجز حالت علالت کے یا کسی خاص وجہ کے اور نہ اس کو مدام کام میں لانا چاہئے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے پاس ایک آدمی ایک آلہ بنا کر لایا تھا۔ جس میں ایک بٹن اور اسکی لمبی دم لگی ہوئی تھی۔ تاکہ اگر احلیل میں اس لمبے حصے کو رکھ لیا جاوے تو بٹن سے تقضیب کا منہ بند ہو جاویگا اور اس طرح پر نطفہ خارج نہیں ہوگا۔

میں نے اس کو بالکل ناکارہ اور تکلیف دہ اور بیہودہ خیال کیا۔ پھر بھی معلوم ہوا کہ بعض نادان اور بیوقوف آدمیوں نے اسکو استعمال کیا۔

# مروجہ آلات زنانہ

**اسفنج** Sponge یا مردہ یا دل یورپ اور کنارہ بحر کے ملکوں میں بہت قدیم زمانہ سے اب تک زیر استعمال ہیں۔ ایام حیض میں عورتیں اسکو کام میں لاتی ہیں اور بطور مانع حمل بھی استعمال کرتی ہیں۔ معمولی اسفنج کے علاوہ اس کام کے واسطے اب خاص قسم کے اسفنج بھی تیار شدہ بکتے ہیں۔ جن پر ریشم کا جال اس لئے لپٹا ہوا ہوتا ہے کہ بعد فراغت بآسانی نکال لیا جائے۔

**ریشیل اسفنج** Racial sponge اور تیل کا استعمال میں نے اپنے ہدایت خانہ میں کرکے دیکھا اور بہت موثر ثابت ہوا۔ غریب عورتوں کے واسطے اس سے زیادہ سستی کوئی اور چیز نہیں ہو سکتی اور عمل بھی نہایت سہل ہے یعنے پہلے اسفنج کو پانی میں بھگو کر نچوڑ لیا پھر زیتون کے تیل میں بھگو کر نچوڑ کر اکڑوں بیٹھ کر سیدھا اندر پہنچا دیا اور کناروں کو انگلی سے چاروں طرف

ایسا دبایا کہ گردن رحم بالکل پوشیدہ ہو جائے ۔

بازار میں ایک اسفنج قد کے چھوٹے گیسند کی طرح کے فروخت ہوتے ہیں دیکھو شکل (۲۱) جن کے استعمال سے کبھی کبھی حمل قرار پایا جاتا ہے ۔ لیکن پیشیل نامی بڑا اسفنج دیکھو شکل (۲۲) بہت بکار آمد ثابت ہو چکا ہے اور کبھی خطا نہیں کرتا ۔ اگر زیادہ احتیاط مطلوب ہو تو اندر داخل کرنے سے پہلے اس پر پھٹکری کا سفوف ۔ کونین کا سفوف ۔ پانی میں گھلا ہوا صابون ۔ مرہم کونین ۔ پانی آمیز سرکہ یا پانی ملا ہوا لیموں کا عرق یا اور کوئی کرم کش دوا لگا لو ۔

اسفنج اور تیل کا استعمال خاص کر ان عورتوں کے واسطے کرتے ہیں ۔ جن کی عنق الرحم (گردن رحم) دبی ہوئی ہو یا ٹیڑھی ہو یا پلپلی ہو یا شق ہو گئی ہو ۔ کیونکہ اس حالت میں ربڑ کی ٹوپی یا چھلے کو کام میں لانے سے نقصان ہو سکتا ہے ۔

**مصنوعی اسفنج** آج کل ربڑ کے چورے سے بکثرت بنتے ہیں اور نئی ایجاد ہے ۔ ان کو کام میں لانے کا طریقہ یہ ہے کہ باریک دانے کا ربڑ اسفنج لے کر اپنی ہتھیلی سے ذرا چھوٹا گول ٹکڑا جو کہ انگوٹھے کے برابر موٹا ہو کاٹ لو ۔ پھر اس کو نیم گرم پانی میں بھگو کر نچوڑ لو اور پھر روغن زیتون میں تر کر کے نچوڑ کر اندر رکھ لو ۔ بعد فراغت نکال کر صابون کے پانی سے دھو کر سکھلا دو ۔ اگر نمکین گرم پانی سے ہو پا جائے تو اور بھی بہتر ہے پھر سادہ پانی سے دھو کر خشک کر کے آئندہ ضرورت کے واسطے رکھ دیں ۔

**سوفٹ اسفنج** یعنے ملائم اسفنج کوئی خاص قسم کا مردہ بادل نہیں ہے بلکہ دھنکی ہوئی روئی ملائم ریشمی کپڑے کی دھجیاں ۔ پرندوں کے نہایت باریک ملائم پر وغیرہ اشیاء اس نام سے مشہور ہیں ۔ ان کو روغن زیتون یا کڑوے تیل میں یا کسی اور دوا میں تر کر کے نچوڑ کر اندر اس طرح سے رکھ دیتے ہیں کہ رحم کا منہ اچھی

اچھی طرح سے پوشیدہ ہو جائے اور یہ اشیار زیادہ تر مشرق میں خاص کر ہندستان وغیرہ میں زیر استعمال رہتی ہیں۔ ملک جاپان میں ریشم سے تیار کیا ہوا نہایت ملائم کاغذ وغیرہ بھی اس مطلب کے لئے کام میں لاتے ہیں۔

**اوک کلوسیٹیر** Occlusator مصنوعی اسفنج کی ایک چپٹی گیند سی جس کے وسط میں ایک گڑھا ہوتا ہے دیکھو شکل (۲۳) بازار میں بکتا ہے جھاگ پیدا کرنے والی دوا کی ٹکیا قبل از مجامعت اس سوراخ میں رکھکر گیند کو رحم کے منہ پر پہنچا دیتے ہیں تاکہ دوا گھل کر رحم کے اندر کرم منی کو داخل ہونے سے پہلے مار دے۔ میں نے اس کو اپنے ہدایت خانے میں تجربہ کرکے دیکھا تو حسب خواہش اس لئے بہتر نہیں پایا۔ کہ وسط میں سے یہ جلد پھٹ جاتا ہے۔ اس کی دیواریں موٹی ہونی چاہئیں اور نیز اس کو مقام مخصوص میں اپنے آپ ٹھیک عنق الرحم پر رکھنا بھی سہل نہیں ہے۔ نادان عورت غلطی کر سکتی ہے اور نتیجہ اس کا حمل کا قرار پاجانا یقینی ہوگا۔

## عنق الرحم پر چڑھانے کی ٹوپیاں

**اوکلوسیو کیپ** Occlusive cap یہ ٹوپیاں بہت سی قسم کی بازار میں بکتی ہیں۔ مثلاً اوکلوسیو کیپ ربڑ کی بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور ان کا کنارہ بھی ملائم ربڑ سے بنا ہوا ہوتا ہے دیکھو شکل ایک سے ۵ تک ان کو عنق الرحم پر اچھی طرح سے چڑھا دیتے ہیں چونکہ گردن رحم مختلف عورتوں میں چھوٹی بڑی ہوتی ہے۔ اس لئے یہ بھی چھوٹی بڑی ہر طرح کی بکتی ہیں۔

**پورشیا کیپ** Portia cap یہ بہت چھوٹی مضبوط اور ملائم دھات کی یا سیلولائڈ وغیرہ کی بنی ہوئی بکتی ہیں اور

عنق الرحم پر چڑہائی جاتی ہیں تا کہ نطفہ قرار نہ پائے۔ دیکھو شکل (۱۱) سے (۱۶) تک

**ڈایا فرام کیپ** Diaphragm cap یہ ٹوپیاں بہ نسبت مذکورہ بالا کے زیادہ بڑی ہوتی ہیں اور ان کے کنارے پر کہیں دہات کے چھلے چڑہے رہتے ہیں وہ گول اور مختلف شکل کی ہوا کرتی ہیں اور اندام نہانی کی نالی میں ذرا ترچھی رہتی ہیں۔ دیکھو شکل (۶) - (۷) (۹) اور (۲۴)

واضح رہے کہ پورشیا قسم کی ٹوپیاں عرصہ دراز سے کنارہ بحر کے ملکوں میں رائج ہیں اور عنق الرحم پر خوب چپٹ چڑہائی جاتی ہیں۔ دیکھو طریق استعمال اس کی شکل (۳۲) سے بخوبی نمایاں ہے۔ زیادہ بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ مذکورہ بالا ٹوپیاں مختلف ڈاکٹروں نے تجویز کر کے پیٹینٹ کرائی ہیں لیکن بعض ان میں سے تکلیف دہ ہوتی ہیں۔ مثلاً دیکھو شکل (۱۳) ایسی چھوٹی ہے سمجھہ میں نہیں آسکتا کہ وہ کسی طرح عنق الرحم پر قائم رہ سکتی ہے۔ اسی طرح سے نمبر ۱۱ اور ۱۴ جو مضبوط دہات کی بنی ہوئی ہیں اور سختی سے چڑہائی جاتی ہیں ان میں سے بڑی قدر والی اگر ڈہیلی ہوئی اندام نہانی میں رکھی جائے تو مضائقہ نہیں ورنہ تنگ ہیں تو ضرور چڑہاتے وقت تکلیف کا سبب ہوگی۔

ایک اور مصنوعی ملائم دہات کی قسم کی ٹوپیاں بنام ارگا (Orga) مشہور ہیں جن کی دہات موافق ربڑ کے ملائم ہوتی ہے اور بآسانی دب جاتی ہے۔ انکے کنارے عموماً ایلومینیم کے ہوا کرتے ہیں۔ دیکھو شکل (۱۲) اس کے کنگورے اگرچہ اس کو منہ پر اچھی طرح سے قائم کرنے کے واسطے وضع کئے ہیں۔ مگر بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ آلہ اپنی جگہ سے سرک کر ملائم جلد میں خراش ڈال دیتا ہے اور چونکہ آلہ کے اندر کچھہ نہ کچھہ رطوبت لگی رہتی ہے وہ اس خراش میں داخل ہو کر زخم بنا دیتی ہے۔ مجھہ سے ایک قابلہ نے اس ٹوپے کے متعلق بیان کیا تھا کہ وہ عنق الرحم

پر اس قدر سختی کے ساتھ جم گئے تھے کہ میں اس کو علیحدہ نہیں کر سکی اور ہیڈ ڈاکٹر نے بمشکل تمام اس کو جدا کیا مگر کنارے سے کئی جگہ خراش پڑ گئی۔

شہر وینیا کے ڈاکٹر جون فریچ نے لکھا ہے کہ آسٹریا کے انجمن مانع تدابیر حمل نے دہات کی ٹوپیوں کی بہت تعریف کی ہے اور بہت سے ڈاکٹر ان کو استعمال کرتے ہیں اور سب میں بہتر اور سستی وہ ہے جو پیالہ کی شکل کی ہے۔ لیکن وہ ایسی دہات کی بنی ہوئی ہونی چاہئے جو زنگ آلود نہ ہو جیسے چاندی یا سونا ہے اور یہ ڈاکٹر کا کام ہے کہ اس کو عنق الرحم پر اچھی طرح سے چڑھا دے اور آلہ اسپیکولم (بہانا دفرج بین) کے ذریعہ معائنہ کر کے اندر کو آہستہ آہستہ دبا دے تاکہ وہ منہ پر بخوبی قایم ہو جاوے اور ذرا سی حرکت سے گر نہ پڑے

امریکہ اور انگلستان کی عورتوں کی عادت کے خلاف دو حیض کے درمیانی دنوں میں ٹوپی اپنی جگہ پر قایم رکھی جاتی ہے۔ لیکن فرج صاحب کہتے ہیں کہ جو نہی حیض کی علامت کا اشارہ ہو عورت کو ٹوپی اتار دینی مناسب ہے۔

یہ طریقہ میری ناپسند ہے میں ہمیشہ ربڑ کی ٹوپیوں کو ۴۸ گھنٹے کے بعد نکلوا دینے کا مشورہ دیتی ہوں اور چونکہ ہماری ملک کی غریب اور میلی عورتوں کی اندام نہانی سے اکثر خراب رطوبت بہتی رہتی ہے اس لئے دہات کی ٹوپی چڑھائے رکھنے کا مشورہ دینا بہت برا ہوگا۔

بعض دہات کی ٹوپیاں عجیب ترکیب کی ایجاد ہوئی ہیں مثلاً دیکھو شکل (۱۶) جس کے بالائی حصے میں ایک ڈھکنا کھلتا اور بند ہوتا ہوا کمانی سے لگا ہوتا ہے اس کا مقصد بنانے والے نے یہ رکھا ہے کہ جب ضرورت ہو اس کو کھول لیا جائے خاص کر آمد حیض کے وقت تاکہ ٹوپی کو اتارنا نہ پڑے لیکن غور تو کرو کہ کیا کمانی والا حصہ غلیظ نہ ہو جاویگا اور کچھ عرصہ کے بعد اس میں زنگ لگ کر وہ شکستہ نہ ہو جاویگا

لہذا میری رائے میں ایسی بیہودہ شے استعمال نہیں کرنی چاہئے۔

ایسی ہی عجیب ٹوپی وہ ہے جو شفاف سیلولائیڈ کی دوہری بنی ہوئی ہوتی ہے دیکھو شکل (۱۸) تاکہ اس کے اندر دوا کا سفوف بھر دیا جائے۔

خواہ یہ عمل کامیاب ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو اس کا صاف کرنا بیشک بہت دشوار ہے خاص کر اس رطوبت سے جو اس کے بند حصے میں اسی سوراخ سے جو اس کے ڈھکنے میں موجود ہے۔ داخل ہو جائے گی۔

مذکورہ بالا ہر دو ٹوپیوں سے زیادہ عجیب دہات کی ٹوپی وہ ہے جس کا نام (قیصر) ہے جس کے بالائی منہ پر ۴ سوراخ ہوتے ہیں اور جو اندر کی جانب کے ایک پردے سے کھل اور بند ہو سکتے ہیں۔ دیکھو شکل (۱۴) میں نہیں سمجھتی کہ یہ کس طرح صاف رہ سکتی ہے۔ یہ جرمنی کے ایک ڈاکٹر نے تجویز کی ہے۔ اس کی یہ تعریف ہے کہ سال بھر میں صرف چار مرتبہ صاف کرنے کے لئے اتارنی چاہئے اور یہ ایسی بنی ہوئی ہے کہ اس میں خون حیض کا قطرہ جمع نہیں ہوتا اور اس کو ایام حیض کے وقت اتارنے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ سب کچھ صحیح ہو مگر میں نے تو اس کو خوفناک چیز سمجھکر اپنے ہدایت خانہ مریضان میں استعمال نہیں کرایا۔

**تشریح** الغرض یہ دہات کی ٹوپیاں خواہ بحری کنارے کے شہروں میں مستعمل ہوں لیکن دہاں کی تقلید کرنا میں نہیں چاہتی۔ برلن شہر کے ڈاکٹر ہیفیلڈ نے میرے خیال کی تصدیق میں ۱۹۲۹ء لکھا ہے کہ بہ نسبت پورشیلو قسم کی ٹوپیوں کے اوکلوسیو کیپ زیادہ بہتر اور محفوظ ہیں۔ ہاں بوقت ضرورت دہات کی ٹوپی کو استعمال کرنا نامناسب نہیں ہے۔

**اوک کلوسیو کیپ** Occlusive cap برجی نما چھوٹی بڑی اونچی نیچی کئی شکل کی ربڑ کی بنی ہوئی ہوتی ہیں اور عنق الرحم

پر چڑھا دینے سے فم رحم بند ہوجاتا ہے تاکہ نطفہ اس میں داخل نہ ہو ۔ اس کو بعض لوگ والٹ (ابرجی) بھی کہتے ہیں ۔ عموماً یہ کامیاب ثابت ہوتی ہیں لیکن بعض دفعہ استعمال کرنے والے کی غلطی سے حمل قرار پاجاتا ہے ۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عین حالت جماعی میں اعصاب رحم لذت یاب ہوکر عنق الرحم پھیلتے ہیں اور ٹوپی اتر جاتی ہے ۔ اگر اس وقت انزال ہوگیا تو ضرور حمل قرار پاجانا ممکن ہے ۔ حالانکہ مفعولہ نے ہمبستری سے پیشتر نالی کو بذریعہ ڈوش کے کرم مارنے والی دوا کے عرق سے دھو بھی کیوں نہ ڈالا ہو (یعنے اس کا یہ فعل بیکار ہوجائے گا)۔ میں نے عنق الرحم کے پھیلنے اور فم رحم[۵] کے اس وقت کشادہ ہونے کے متعلق اپنی تحریر میں پیشتر بھی ذکر کیا ہے ۔ اگرچہ بعض ڈاکٹر میری رائے سے متفق نہیں ہیں ۔ یہ ان کے عدم تحقیقات کی دلیل ہے ۔ اور ایسا عموماً عین حالت تلذذ میں جب کہ توافق انزال ہونے کے ہوہوا کرتا ہے ۔

میں جن ٹوپیوں کے استعمال کی ہدایت کرتی ہوں وہ وہ ہیں جو برسوں سے میرے ہدایت خانہ میں تجربہ ہوچکی ہیں یعنے ان کا بالائی حصہ نہایت باریک اور ملایم ربر کا ہوتا ہے اور کنارہ ٹھوس ربڑ کا ۔ ان ٹوپیوں کا خاص فائدہ یہ ہے کہ تمام نالی اور عنق الرحم کے گرد کی جھلیں مرد کے عضو سے مس کرتی ہیں اسلئے بالکل جماع صحیح کی کیفیت حاصل ہوتی ہے ۔ دیکھو شکل (۴) اس کو خاص کرنے کے واسطے اس کا نام رسٹیل کیپ قرار دیا ہے اور ٹوپی کی پیمائش ہمیشہ اندر سے کیا کرتے ہیں سر پر پہننے کی ٹوپی کی طرح سے اور گردن رحم کی

---

[۵] اکثر حکما نے بھی اس بارہ میں اپنی کتابوں میں اتفاق رائے کیا ہے اور ایسا ضرور ہونا چاہیئے کیونکہ جسم کے تمام سوراخ بند رہتے ہیں اور حسب ضرورت وہ کھلا کرتے ہیں ۔ مترجم

ناپ بالائی حصے سے۔

خاص اور خطرناک حالتوں میں جن عورتوں کو زیادہ احتیاط ملحوظ ہو۔ لازم ہے کہ چکنا شیاف مع رحم پر رکھ کر ٹوپی پہنا دیں۔ کسی دوا کے شیاف کی چنداں حاجت نہیں ہے۔ ہاں جو عورتیں زیادہ بچے دینے والی ہوں یا جلد حاملہ ہو جاتی ہوں ان کے واسطے دوا کا شیاف اور ٹوپی ضروری ہے اس شیاف کا فائدہ یہ ہے کہ کرم منی کو رحم کے منہ میں داخل ہونے سے پہلے ہلاک کر دیتے ہیں۔ کیونکہ بعض دفعہ کرم مذکورہ ۱۴ دن تک اندام نہانی کی نالی میں زندہ دیکھے گئے ہیں۔

سونے سے پہلے ٹوپی کا استعمال کرنا مناسب ہے اور صبح کو یا دوسرے دن صبح کو اس کو نکال کر صاف کریں۔ نازک مزاج اور ذی حس عورتوں کے واسطے یہ عمل بہت بہتر ہے۔

میں نے سنا ہے کہ بعض عورتیں متواتر برسوں تک اوک کلوسیو اور اور ڈایافرام کیپ کا استعمال کرتی ہیں اور حیض کے درمیانی دنوں میں بھی آسٹریا اور جرمنی میں دو بلکہ تین ہفتے تک بغیر اتارے چھوڑ دیتی ہیں۔ میرے خیال میں ایسا کرنا پاکیزگی نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دو ٹوپیاں رکھی جائیں۔

تجربہ سے معلوم ہوا کہ مختلف عورتوں کی اندام نہانی کی رطوبت ربڑ کو گلانے میں کم و بیش کام کرتی ہے۔ بعض عورتیں لگاتار دو سال تک ایک ٹوپی کو

---

ے[1] چونکہ عنق الرحم مختلف عورتوں میں مختلف ناپ کی ہوتی ہے اس لئے سہل طریقہ یہ ہونا چاہئے کہ دوا خانہ کے انگشتانے کی شکل کے چھلے چھوٹے بڑے کئی تیار رکھنے چاہئیں بوقت ضرورت چڑھا کر دیکھ لیا جائے جو صحیح ہو اس سے ٹوپی کی ناپ پیمائش کریں۔ مترجم

استعمال کرتی رہیں لیکن ان پر کوئی خاص اثر نمایاں نہیں ہوا۔ برعکس اس کے بعض عورتوں کی ٹوپیاں دو ہی مہینے میں بدشکل اور خراب ہو گئی ہیں۔ ہمارے ہدایت خانے کے عجائب خانے میں ایک ٹوپی ایسی موجود ہے جو برابر ۴ سال زیر استعمال رہی اور بالکل نئی معلوم ہوتی ہے۔

عام طور پر آج کل کی عورتوں کی اندرونی رطوبت کرم منی کے مارنے کے لئے کافی ترش ہوتی ہے۔ جو صرف چند گھنٹے تک اس میں زندہ رہتے ہیں یا غایت دوسرے دن تک۔

شکل ۲۳ نمبر جو ہنا شکل کی ربر کی بنی ہوئی ٹوپی بھی عنق الرحم پر چڑھانے کے واسطے بنائی گئی جو فم رحم کو اچھی طرح سے پوشیدہ کر دیتی ہے یہ چھوٹی مینی سنگا فرینچ اور ریشیل نام سے مشہور ہے۔

چھوٹی ربڑ کی مختلف شکل وصورت کی عام طور پر ٹھوس ربڑ کے کنارے والی اور بعض کے کنارے میں ہوا بھری ہوتی ہیں۔ کوئی کمانی دار کنارہ والی مختلف قدوقامت کی فروخت ہوتی ہیں یہ سب طرز مینسنگا کے نمونے پر بنے ہیں حالانکہ اصلی مینی سنگا سے ایک نمونہ بھی نہیں ملتا ہے اور کاریگروں نے بکری کے خیال سے ان کے مختلف نام بھی مقرر کر رکھے ہیں۔ میں نے اپنی دیگر کتابوں میں دپرو ریس (Pro Race) نامی ٹوپی کی بہت تعریف کی تھی۔ تو بہت سے لوگوں کو خیال گذرا کہ میں نے وہ اپنے طور پر روپیہ کمانے کی غرض سے تیار کرائی ہیں۔

حالانکہ میں نے اس سے ایک پائی کا بھی فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ کسی ذریعہ سے روپیہ حاصل ہوا ہو تو وہ سب کلینک میں داخل کر دیتی ہوں۔ پھر میں نے اس نمونے کا نام ریشیل رکھا اور رجسٹر کرا دیا اور اس کا تمام فائدہ تعلیم اور

خیراتی کاموں کے حوالہ کر دیا۔

اب ہمارے ہدایت خانہ میں رشیل نامی ٹوپی استعمال ہوتی ہے۔ جس کی برجی زیادہ بلند ہوتی ہے اور کنارہ بھی ٹھوس ربر کا ہوتا ہے کیونکہ میری رائے میں اس سے زیادہ بہتر اور محفوظ ٹوپی اب تک ایجاد نہیں ہوتی۔ ہوا بھری ہوئی کنارے دار ٹوپی یا دہات کے کنارے والے میرے پسند نہیں ہیں میں اپنے مریضوں کو ہمیشہ ان کے خلاف رائے دیتی ہوں۔ ہاں دوسری ٹوپیاں بھی خاص خاص موقع کے لحاظ سے کام میں لاتی ہوں۔

بعض ٹوپیوں میں کاریگر کی بے توجہی سے یہ نقص رہتا ہے کہ ربڑ میں نشیب و فراز پڑ جاتے ہیں اور ہر جگہ سے بالکل صاف چکنی سطح نہیں ہوتی۔ حالت اول میں اندام نہانی کی رطوبت نشیب میں بھر جانے سے اس کو اچھی طرح سے صاف کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے چھوٹی برجی کو پسند کرتی ہوں اور بعض قسم کی بہت سستی ٹوپیاں اچھا کام نہیں دیتیں۔

دیکھو شکل ذیل (الف ۱) (الف ۲) پسندیدہ قسم کی ٹوپیاں ہیں اور (ب ۱) (ب ۲) اکثر فروخت ہوتی ہیں جو میرے خیال میں بہتر نہیں ہیں عام اصول کے بموجب کیونکہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے وہ اتر جاتی ہیں۔

(ب ۱)

(الف ۱)

(ب ۲)

(الف ۲)
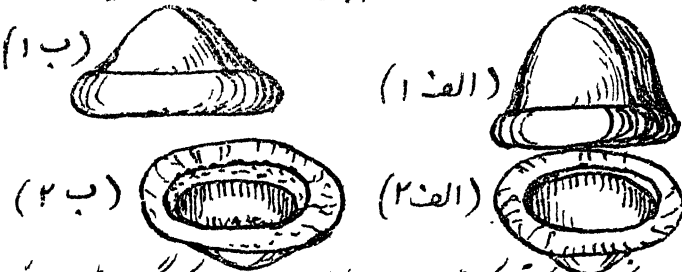
اونچی برجی کی قسم کی ٹوپی اس لئے پسندیدہ ہے کہ اگر وہ چڑھی ہوئی ہو اور حیض شروع ہو جائے تو کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ دوسرے بعض عورتوں میں

نفسانی خواہش بہت تیز ہوتی ہے اور بحالت جماع جو رطوبت رحم سے خارج ہوتی ہے
وہ اس میں بھر جاتی ہے اس لئے لطف مواصلت میں کوئی روک نہیں ہوتی - علاوہ ازیں
ان کا بالائی ربر نہایت پتلا ہوتا ہے اس لئے جماع کا لطف طرفین کو پورا حاصل ہوتا ہے
اور عنق الرحم کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچتا -

واضح رہے کہ ربڑ کی ساختہ چیزیں رکھے رکھے خشک ہو کر خراب ہو جاتی ہیں
اس لئے جو عورتیں ربڑ کی ٹوپیوں کو چند ماہ تک کام میں نہ لانا چاہیں تو لازم ہے کہ کسی
بوتل میں پانی بھر کر اس میں ٹوپیوں کو محفوظ کر دیں اس عمل سے ربر کی رنگت تو تبدیل
ہو جاویگی لیکن اس کی نرمی اور ملائمیت میں فرق نہیں آویگا - اگر ربر سخت ہو جائے تو
گرم پانی میں ڈال کر انگلیوں سے دیر تک ملنے سے نرم ہو جاتا ہے -

ان ٹوپیوں کا اندام نہانی میں داخل کرنا چنداں مشکل نہیں ہے اکڑوں بیٹھ کر
ٹوپی کی برجی سامنے رکھکر دو انگلیوں سے اندر نالی میں دبا دبا کر رحم کے منہ پر چڑھاؤ
اور اس کو چاروں طرف سے انگلیوں سے اچھی طرح دباؤ پھر وہ بخوبی قائم ہو جاوے گی
لیکن چونکہ عنق الرحم مختلف عورتوں میں موٹی پتلی اور زیادہ مابند اور کم مابند ہوا کرتی ہیں -
اس لئے پہلے کسی لیڈی ڈاکٹر سے اپنی ضرورت اور ناپ کی ٹوپی حاصل کر لینی چاہئے -
کیونکہ ایسا نہ کرنے سے مطلب فوت ہو جاویگا - کم سمجھ عورتیں ان کو باقاعدہ داخل کرنا
بھی لیڈی ڈاکٹر سے سیکھ سکتی ہیں ورنہ دراصل یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے اپنے
اعضا سے ہر عورت مرد کو واقف ہونا چاہئے

بعض عورتوں کی انگلیاں چھوٹی ہوتی ہیں اور اندام نہانی کا طول زیادہ اس لئے
وہ خود ٹوپی کو باقاعدہ نہیں رکھہ سکتیں -

ریشیل نامی ٹوپیاں عموماً چار قسم کی ہوتی ہیں - نمبر صفر - نمبر ایک
نمبر دو اور تین - چنانچہ نمبر ایک اور دو عموماً عام عورتوں کی ضرورت کو پورا

کرتی ہیں اور بکثرت مستعمل ہیں[۵] اور سب سے زیادہ نمبر۲ کام آتی ہیں۔ ہاں جن عورتوں کے تین چار بچے ہو چکے ہوں ان کے واسطے نمبر۳ کام میں آتی ہے اور صفر نمبر کی دُبلی پتلی نازک عورتوں کے واسطے جن کے کوئی اولاد نہ ہوئی ہو۔

بعض عورتیں ٹوپی کو کونین کے مرہم یا جیلی سے یا صابون کے جھاگوں سے ترکر لیتی ہیں۔ تاکہ دخول میں آسانی ہو۔ مضائقہ نہیں اگرچہ خشک ہی داخل کریں کچھ تکلیف نہیں ہوتی۔

بعض ٹوپیوں کے ساتھ فیتہ لگا رہتا ہے تاکہ نکالنے میں سہولت ہو۔ لیکن میرے خیال میں یہ بے فائدہ تکلف ہے۔ بلکہ اس سے نقصان ہوتا ہے۔ دیکھو شکل (۴۴) ربڑ کی ٹوپی کے ساتھ ادبھرے ہوئے حصہ میں اسفنج بھی لگا رہتا ہے۔

میں اس قسم کی ٹوپیوں میں کوئی خصوصیت نہیں پاتی۔ ضرورت کے وقت اسفنج والے حصے کو پانی ملے ہوئے سرکہ میں یا اور کسی کرم کش شے سے ترکر کے اندر رکھ لیتے ہیں۔ میرے خیال میں اس قسم کی ٹوپیوں کو استعمال کے بعد صاف کرنا سہل نہیں ہے بلکہ زیادہ ملنے سے وہ جلد خراب ہو جایا کرتی ہے اس کا وزن بھی گردن رحم پر اگر اس کو متواتر پہنے رہا جائے تو باعث تکلیف ہو سکتا ہے۔ میرے خیال میں اگر کسی عورت کو زیادہ احتیاط مطلوب ہو تو ربڑ کی ٹوپی داخل کرنے کے بعد زیادہ اسفنج کا ٹکڑا جس دوا میں منظور ہو تر کر کے رکھ لے۔

**مسزپاہ نامی** ٹوپیاں بھی برج کی شکل کی ٹوپیوں سے ملتی جلتی ہوتی ہیں۔ دیکھو شکل (۵) اس میں ڈبل کمانی ہوتی ہے فائدہ اس کا یہ ہے کہ

Mizpah cap

---

[۵] یہ کیفیت یورپین عورتوں کی ہے۔ ہندوستانی عورتوں کے واسطے معلوم نہیں کہاں تک کارآمد و مفید ثابت ہوں۔ مترجم

یا یک ربڑ کے حصے کو حسب ضرورت تبدیل کر سکیں۔ اس ٹوپی کے بھی تین نمبر ہوتے ہیں
میرے خیال میں یہ ٹوپی بھی چنداں سود مند نہیں۔ بعض عورتیں اسکو اٹھا اندر
چڑھا لیتی ہے۔ بعض اس کے اوپر والے حصے کو کمانی میں اچھی طرح سے رکھ نہیں سکتیں
پھر بھی بہت سی عورتیں اس کو پسند کرتی ہیں اور اوکلوسیو ٹوپی کی طرح کارآمد
خیال کرتی ہیں۔

ڈاکٹر کونی کو صاحبہ کا خیال ہے کہ ایک ہفتے کے تجربہ کے بعد ۸۰ فیصدی
عورتیں اس کو نکال کر پھینک دیتی ہیں۔

## ڈایافرام

Diaphragm cap نامی ٹوپی ہوتی ہے جس کو میسٹری سالوس
بھی کہتے ہیں یہ نصف دائرے کی شکل کی
ہوتی ہیں دیکھو شکل (۹) فرانس کے ڈاکٹر مینسنگا نے ۱۸۸۰ء میں ایجاد کی تھیں۔
اس کے کنارے پر دھات کا ایک چھلا سا ہوتا ہے۔ جب اس کو اندام نہانی کی نالی میں
رکھتے ہیں تو اس کا دبا ہوا حصہ اوپر کو رہتے ہیں کیونکہ اس کی غرض یہ نہیں ہے کہ عنق الرحم
پوشیدہ ہو جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اندام نہانی کے آخری تمام حصہ کو ڈھانک دے
بہت سی عورتیں جن کے یہ زیر استعمال ہے اس کی بہت مداح ہیں۔
لیکن اس میں یہ عیب ہے کہ حرکت جماعی میں یہ اپنی جگہ سے ہٹ بھی جاتی ہے۔
ڈاکٹر فرینگر صاحب نے لکھا ہے کہ اس کے اندر رکھنے کے واسطے خاص ترکیب کی ضرورت
ہے اور یہ اپنی جگہ سے سرک بھی جاتی ہے۔ مجھے بعض عورتوں نے جو اس کو کام میں لاتی
ہیں یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس کے اکھٹے رہنے سے اندر تکلیف ہو جاتی ہے۔ میرے
خیال میں دھاتی کمانی اور بڑا پرزہ ہونے کی وجہ سے تکلیف ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ پرزہ
اتنا بڑا ہوتا ہے کہ بغیر پھیلی ہوئی اندام نہانی کی نالی میں پھنسکر آتا ہے اور اس کو
پھیلانے کی طرف مائل رہتا ہے۔

ڈایا فرام چھوٹے بڑے ۴۰ ملی میٹر سے ۱۰۰ ملی میٹر تک قطر کے بنتے ہیں۔ لیکن عام طور پر ۶۵ سے ۷۵ ملی میٹر کے زیادہ کام آتے ہیں۔

یہ زیادہ تر ہالینڈ میں استعمال ہوتے ہیں اور اس میں سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ اس سے نالی مذکور ڈھیلی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اصلی جگہ سے زیادہ بڑی ٹوپی داخل کی جاتی ہے بدیں وجہ اوکلیسو ٹوپی زیادہ بہتر ہے۔ غرض اسی طرح سے نالی کے کشادہ ہو جانے سے زوجین کو کیف مواصلت پورے طور پر حاصل نہیں ہوسکتا۔ ہاں ان ڈایا فرام یا ڈچ کیپ کو زیادہ فربہ عورتوں کے واسطے یا جن کے نم رحم آزار پائے ہوئے ہوں کام میں لانے کا مضائقہ نہیں۔

میرا دوسرا اعتراض ڈایا فرام یا ڈچ کیپ کے استعمال پر یہ ہے کہ اندام نہانی کے آخری حصے کے ان نازک ریشوں کو ڈھانک دیتے ہیں جو نہایت ذی حس ہوا کرتے ہیں اور وہ جذب رطوبت بھی کرتے ہیں پس ان کو بے قاعدہ طور پر پوشیدہ کرنا دانشمندی کے خلاف ہے۔ چنانچہ یہ خرابی چھوٹے اوکلیسو ٹوپی میں نہیں ہوتی اس لئے وہ بہتر ہے۔

ایک خرابی مذکورہ بالا ٹوپی میں یہ بھی ہے کہ دھات کی کمانی پر پتلا ربر منڈھا ہوا ہوتا ہے اور بعض عورتوں کی اندام نہانی کی رطوبت ربر کو گلا دیتی ہے اس وقت وہ کمانی عورت اور مرد دونوں کے واسطے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ یعنے زخم ہو جاتے ہیں اور بدیں خیال کہ اندام نہانی کی نالی زیادہ کشادہ نہ ہو۔ چھوٹی ڈایا فرام کی ٹوپی استعمال کی جاتی ہے تو اس میں حمل رہ جانے کا اندیشہ باقی رہتا ہے۔

رسالہ لینسٹ نالی میں جو کہ نہایت مشہور طبی رسالہ ہے ماہ ستمبر ۱۹۳۰ء میں ایک بحث ڈایا فرام کے قدوقامت کے استعمال پر چھپی تھی۔ اس میں ڈاکٹر

نورمن ہیر نے لکھا کہ میں اگرچہ ۷۰ ملی میٹر سے چھوٹی ٹوپیاں استعمال نہیں کرتا لیکن تجربہ نے ثابت کیا ہے کہ بہت سی عورتوں کے واسطے یہ ناپ بہت بڑی ہے اس لئے مناسب ہے کہ ۵۰ سے ۷۰ ملی میٹر تک حسب ضرورت کام میں لانی چاہیئے۔ چنانچہ ڈاکٹر ایلی زبیتھ سلون چیسیر نے بھی یہ رائے دی کہ ۵۰ سے ۵۵ ملی میٹر کی ٹوپیاں عام عورتوں کے واسطے کافی ہیں۔ اگرچہ ڈاکٹر ایرپ صاحب نے یہ کہا کہ وہ تو ۷۰ ملی میٹر کے قریب قریب قد والی ٹوپیاں ہمیشہ استعمال کراتے ہیں اور کہیں ۷۵ ملی میٹر والی۔ ذیل میں ایک فہرست ڈاکٹر کونی کو صاحبہ کی کتاب سے نقل کرتی ہوں اگرچہ میں پورے طور پر اس سے متفق نہیں ہوں۔

مختلف قد کی ٹوپیوں (ڈایا فرام وغیرہ) کا استعمال از ڈاکٹر کونی کو صاحبہ

[جب کہ رحم اپنی اصلی حالت پر ہو]

| | |
|---|---|
| جس عورت کی شادی کو ۸ ماہ گذر گئے ہوں اور بچہ نہ ہوا ہو | ڈایا فرام ۶۰ سے ۷۵ ملی میٹر تک |
| جس عورت کے ایک دو بچے ہو چکے ہوں اور وضع حمل کو ۸ ماہ گذر چکے ہوں | ” ۰۰ سے ۸ ملی میٹر تک |
| جس عورت کو تھوڑا ہوئے چند ہفتے گذر چکے ہوں | ” ۵۵ سے ۶۵ ملی میٹر تک |
| ڈاٹ رکھنے کے ۶ ماہ بعد اندام نہانی کا ملاحظہ پھر کرنا چاہیئے | |
| جن عورتوں کی اندام نہانی تنگ اور سخت ہو | |

[جب کہ رحم کی گردن پچھلی طرف کو پھری ہوئی ہو]

اگر کمزور کمانی دار کا ہو تو ریمزے نامی یا ڈومسے کا استعمال کرو

ڈاکٹر ٹوپ کی نمبر صفر نمبر ایک دو اکما نامی ٹوپیاں کام میں لاؤ

یا اونچی برجی والی نمبر صفر۔ ایک یا دو

| | |
|---|---|
| نئی کتخدا عورت کے واسطے | اکما ہائی ڈوم نمبر ۱ یا ۲ یا سٹوپ صاحبہ کی نمبر ۱ - ۲ یا فرنچ نمبر ۳ |
| جن عورتوں کی شادی کو چند سال گذر گئے ہوں | فرنچ نمبر ۳ یا ۴ کہیں حسب ضرورت |
| جن عورتوں کی گردن رحم بہت چھوٹی ہو | جمبو نامی حسب ضرورت ڈایافرام ۷۰ تا ۸۰ ملی میٹر تک |
| اگر مریض فرنچ نمبر ۳ یا ۴ کا استعمال نہ کر سکے | مزپاہ اوسط درجہ کا کام میں لاؤ - اور پھر رفتہ رفتہ فرنچ کو برتو ۔ |
| جن عورتوں کی نالی پھولی ہوئی ہو یا ڈھیلی ہو یا اس میں کوئی پھنسی یا دانہ ہو گیا ہو - | جمبو یا بلند برجی والی اکما بر تو نمبر ۱ یا نمبر ۲ اور سٹوپ صاحبہ کی نمبر ایک یا دو حسب ضرورت |

[ ٹوپی کے استعمال کا طریق از ڈاکٹر نارمن ہیر صاحب ]

عورت کو لازم ہے کہ اکڑوں بیٹھ کر دو انگلیوں میں ربڑ کی ٹوپی کو اس طرح دبائے کہ اس کا پھولا ہوا حصہ باہر کی طرف رہے پھر اس کو اپنے سوراخ میں اس قدر دبائے کہ جہاں تک وہ جا سکے اس وقت انگلی کے ٹٹولنے سے صرف کنارہ کا احساس ہو گا۔ پھر اس کو اپنی پشت کی ہڈی کی طرف اچھی طرح سے دبا ڈالے اگر ایک بار وہ اچھی طرح سے قایم ہو گئی تو پھر کچھ بھی معلوم نہیں ہو گا۔ لیکن اگر تم کو اس کا احساس ہو اور تکلیف معلوم ہو یا بوقت مجامعت تمہارے خاوند کو محسوس ہو تو سمجھو کہ وہ ٹھیک جگہ پر قایم نہیں ہوئی یا وہ تمہارے مقام کے لئے صحیح نہیں ہے۔ دوسری کام میں لاؤ۔ یاد رکھو کہ جس عورت کو قبض ہو جاوے تو کو نتھنے کے وقت وہ اتر جایا کرتی ہے اس لئے ہر روز ایک بار پاخانہ ہو جانا ضروری ہے۔ دیکھو شکل (۳۱) میں ٹوپی نے رحم کی گردن وغیرہ کو اچھی طرح سے پوشیدہ کر لیا ہے اور شکل (۳۲) رحم کا منہ

کھلا ہوا ہے اور ٹوپی اندام نہانی کی نالی کے آخری جھول میں پھنسی رہ گئی ہے
بعض ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ اندام نہانی کی تری کی وجہ سے اس کے سہارے
سہارے کرم منی چلتے چلتے ٹوپی کے کنارے کے اندر داخل ہوکر حمل قائم کردیتے ہیں
اس لئے کسی دوا کی ٹکیا جیسے کونین یا یوریا یا ہائڈروکلورائڈ ہے۔ٹوپی کے اندر
کام میں لانی چاہئے تاکہ کرم منی بالکل ضائع ہوجاویں۔
غرض میں ڈچ کیپ کو بجز خاص حالتوں کے عام عورتوں کے واسطے
مفید خیال نہیں کرتی۔

**ریمزے کیپ** Ramzay cap دراصل ڈچ کیپ میں کچھ تغیر کرکے
تیار کی گئی ہے۔اس کی برجی بلند نصف گولے کی طرح کی ہوتی ہے
اور کنارہ بھی بہ نسبت ڈچ کے زیادہ دبیز ہوتا ہے اس لئے شکل صورت میں
او کلسیو کیپ سے ملتی جلتی ہے پھر بھی اس کے کنارے کے اندر کا تار چوڑی کی طرح
برابر برابر لپٹا ہوا ہوتا ہے اور ربر ایسا ملائم اور لیسدار سا ہوتا ہے کہ چٹکی میں
دبانے سے وہ کنارے سے چپک جاتا ہے۔ڈاکٹر کونی کو صاحبہ کا بیان ہے کہ
یہ جرمنی میں تیار ہوتی ہے۔اس کا کنارہ بھی کمزور ہوتا ہے اور ربڑ بھی خراب قسم کا
جو بعض اوقات بغیر استعمال کے کھنچ جاتا ہے۔لیکن یہ ہی ٹوپی امریکہ کی بنی ہوئی زیادہ
بہتر ہوتی ہے اور ۵۵ سے ۹۰ ملی میٹر تک کی بڑی چھوٹی بنتی ہیں - ایک دوسرے
میں ۵ پانچ میلی میٹر کا فرق ہوا کرتا ہے۔
ڈاکٹر کونی کو صاحبہ ڈچ کیپ ریمزے کیپ عام طور پر استعمال کرتی ہیں
اور بحالت خاص چھوٹی اوکلسیو جب کہ میں اوشیل اور اوکلسیو قسم کی عام طور پر کام
میں لاتی ہوں اور ڈچ کو خاص حالتوں میں اور ریمزے کو بوجہ مذکورہ بالا نقائص
کے بالکل استعمال نہیں کرتی۔

**میٹری سالوسی** Matrisalus نامی ٹوپی کچھوے کی پشت کی ربر کی بنی ہوئی ہوتی ہے دیکھو شکل (۹) اس کا اندر داخل کرنا سہل نہیں ہے اس کے دخول کے لئے خاص قسم کے موچنے تجویز کئے گئے ہیں۔ اس کا خاص فائدہ یہ ہے کہ جب باقاعدہ اچھی طرح جگہ پر قائم کردی جائے تو پھر سرک نہیں سکتی۔ چنانچہ کنارہ بحر کے ممالک میں ان عورتوں کے کام آتی ہے جن کی عنق الرحم بے قاعدہ ہوں اور کسی ہوشیار ڈاکٹر یا تجربہ کار نرس کی مدد سے داخل کی جائے۔

**ڈومس** Dumas یہ ٹوپیاں مجوف شیشے نما ربر کی بنی ہوئی ہوتی ہے۔ ان کی شکل دوربین کے شیشوں کی طرح وسط میں سے موٹی اور کناروں پر سے پتلی ہوا کرتی ہے۔ دیکھو شکل (۷) ان کے بنانے کا فائدہ یہ ہے کہ اندام نہانی کے آخری حصے کو پوشیدہ کردیں۔ یہ تین طرح کی ہوتی ہیں اور بہت کم استعمال ہوتی ہیں۔ میں ان کو اس لئے ناپسند کرتی ہوں کہ فم رحم پر ایک بیجا قسم کا دباؤ پڑتا ہے خصوصًا حالت مجامعت میں۔

**ربر کی گیند** Rubber ball نما ٹوپی بھی اس مطلب کے واسطے تجویز ہوئے اور ڈاکٹر ہیلن نستورین نے اس کی سفارش بھی کی ہے اس کا قطر ۱½ انچ یا ۱¾ انچ تک کا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ کنارہ بحر کے ممالک میں اس کا استعمال جاری ہے مگر میں نے اب تک کسی عورت کو استعمال کرتے ہوئے نہ دیکھا اور نہ سنا۔

**سیکورا نامی ہوا بھرا ہوا تکیہ** Secura یہ بھی مانند گیند کے ایک پتلے ربڑ کی گولائی مائل شیاف ہے دیکھو شکل (۲۵) و (۲۶) سے اس کی سیدھی اور الٹی شکل معلوم ہوتی ہے۔ یہ گیند نما سیکورا نامی شیاف اندر سے خالی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ایک پتلی ربڑ کی نلی ایسی لگی ہوتی ہے

جس میں پھونک بھرنے سے وہ پھول جاتی ہے اس کے وسط میں دوا کی ٹکیا رکھنے
کے واسطے بھی ایک گڑھا بنا ہوا ہے۔ اس کو ڈاکٹر ریان ہارڈ نے تجویز کیا اور اسکے
فرج میں داخل کرنے کے واسطے ایک خاص اوزار بنایا گیا۔ ڈاکٹر موصوف کا بیان
ہے کہ اس سے آخری حصہ نالی کا بالکل پوشیدہ ہو جاتا ہے اس کے گڑھے میں
ایک خاص مرہم بھی بھر دیا جاتا ہے۔ جس کے اجزا سلفیٹ آف کونین۔ بورک
ایسڈ۔ گلیسرین۔ کتیرا اور نشاستہ ہوتے ہیں۔

موز صاحب نے پانچ مادہ سور کی اندام نہانی میں اس آلہ کو استعمال کر کے
آزمایا چنانچہ وہ حاملہ نہیں ہوئیں۔

اس آلہ کو دیکھ کر مجھہ عورت ذات کی عقل حیران ہو گئی اور میں نہیں
خیال کرتی کہ جو عورت اس کو استعمال کرے گی اس کی ذہنیت کیا ہو گی اور میں نے
تو اب تک کسی عورت کو یہ آلہ استعمال کرتے ہوئے نہ دیکھا نہ سُنا۔ ہاں نمونے
کے طور پر رکھہ چھوڑا ہے۔

**ربر شیتھ** یعنے ربر کا نیسا مہ Capote angalaise
جس کو کیپوٹ انگلز بھی کہتے ہیں ایک ربر کی تھیلی ہوتی ہے جس کا
بیرونی سرا اندام نہانی پر ڈہک جاتا ہے اور باقی حصہ جس کا دوسرا سرا بند ہے نالی
کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ دیکھو شکل (۱۰) یہ بالکل اس مردانہ ربر کی تھیلی کی طرح
ہوتی ہے جس کو فرنچ لیدر کہتے ہیں

یہ تھیلیاں مختلف قسم کی بنی ہوئی مختلف ناموں سے بکتی ہیں۔ سب کا بالائی سرا
بیضوی اور ڈھیلا ڈھالا ہوتا ہے یہ ایسی حالتوں میں استعمال کرنا چاہئے جبکہ مرد کو کوئی
چھوت والی بیماری ہو یا عورت مرض میں مبتلا ہو تاکہ ایک سے دوسرے کو مرض نہ لگ
جا دے۔ باقی عام طور پر اس کے استعمال کو میں جائز نہیں خیال کرتی۔ جیسا کہ کنڈوم

متعلق میں خرابیاں بیان کر چکی ہوں وہی حالت اس کی بھی سمجھو۔

# باب ششم

## آلات مانع حمل دخول الرحم کا بیان

وہ آلات مانع حمل جن کو عورتیں اپنے رحم کے جوف میں داخل کر لیتی ہیں بہت سی قسم کے ہوتے ہیں اور مختلف ناموں سے فروخت ہوتے ہیں۔ مثلاً[۱] اندر داخل ہونے والی کمانیاں بٹن۔ دہات کے بٹن۔ طلائی کمانیاں یا وشس بون۔ دہات کی سگار کی شکل کے آلات وغیرہ۔

گذشتہ برسوں میں میرے پاس بہت سے ایسے آلات موصول ہوئے جس میں فم رحم کے پوشیدہ کرنے کے واسطے ایک بٹن لگا ہوا تھا۔ اور اس کی دم کمانی دار شکل کی جوف رحم میں داخل ہو سکتی تھی۔ اور بہت سے ڈاکٹروں نے مجھے مختلف قسم کے بہت سے نمونے دکھلائے جو عام طور پر کام میں لائے جاتے ہیں۔ الغرض سینکڑوں نمونے مختلف شکل کے دنیا میں رائج ہیں جو طرح طرح کے اشیار سے بنائے گئے ہیں۔

عام صورت اور سب سے سہل تو یہ ہے کہ ایک بٹن نما حصہ ہوتا ہے جسکی لمبی دم کو فم رحم میں داخل کر کے سوراخ کو پوشیدہ کر لیتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں یہ

[۱] Inter uterine spring , Studs , Meteal button , The gold spring , Wish bone pessary , Cigar like shope .

یہ شے کوئی معقول نہیں ہے دیکھو شکل (۷) سے (۱۰) تک۔ یہ اگرچہ زیر استعمال ہیں مگر ان کو قابل استعمال خیال نہیں کرتی۔ کیونکہ ان سے کما حقہ حفاظت نہیں ہوتی اور نہ میں یہ ضروری خیال کرتی ہوں کہ ان سب کی شکلیں بنا کر ان کا حال بیان کروں۔
ایک نئی شکل کا شیاف نہایت سہل اس طرح سے بنایا ہے کہ کانچ کا ایک چپٹا بٹن اور اس کے نیچے ڈنڈی لگی ہوئی جس پر ریشم لپٹا ہوا۔ چنانچہ ڈنڈی کو جب جوف فم رحم میں داخل کر دیتے ہیں تو بٹن سے فم رحم اچھی طرح سے بند ہو جاتا ہے۔ یہ بآسانی داخل اور خارج کیا جا سکتا ہے۔ ایک قسم مذکورہ بالا آلہ بنام پرشن بون یا طلائی کمانیاں مشہور ہے اور امریکہ کی ایجاد ہے۔ اور ایسا بنا ہوا ہے کہ نہ اس میں زنگ لگتا ہے نہ رطوبت سے خراب ہوتا ہے۔ دیکھو شکل (۱۰) اور اندر سے رطوبت اخراج بھی باقی رہتی ہے۔ اس سے ملتی جلتی شکل کا آلہ ۳۰ سال گذرے انگلستان وغیرہ میں بھی ایجاد ہوا تھا اور ڈاؤن برادرز دوا فروشں کی فہرست میں موجود ہے۔ مجھے اس کے موجد کا نام معلوم نہیں ہوا۔
پھر میں نے اس کے متعلق اپنے ملکی ڈاکٹروں سے مشورہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان کو اس کے متعلق علم ہی نہیں ہے۔ ہاں ایک ڈاکٹر سے معلوم ہوا کہ اس نے ایک ہزار عورتوں کو استعمال کرایا۔ اس کی رائے یہ ہے کہ ہر عورت کے لئے اس کے عضو کا امتحان کر کے مختلف موٹائی کے لحاظ سے اس آلہ کو تیار کرنا چاہئے دیکھا۔ یہ بہت ضروری بات ہے اور اس کی طرف عام طور پر توجہ نہیں کی جاتی۔ اور اسی وجہ سے انگلستانی ڈاکٹروں نے اس کو قابل نفرت قرار دیدیا ہے اور یہ بات بہت ضروری ہے کہ عورت کے عضو کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کر کے پہنایا جائے اور ہر دوسرے تیسرے مہینے اس کو صاف کر دینا مناسب ہے۔ اگرچہ بعض ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ ہم تو ہر ششماہی پر اس کو باہر نکال کر صاف کر کے پھر رکھدیا کرتے ہیں۔

بہت سے وہ نادان آدمی جو حسد کی وجہ سے یا اصول کو نہ سمجھنے کی وجہ سے تدابیر مانع حمل کو کہ اسقاط کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ خرابی جب ہوتی ہے کہ اس کو بے احتیاطی سے داخل کیا جائے یا تنگ جگہ میں موٹا آلہ داخل کر دیں۔ یا پھر اسکو صاف کرنے کے واسطے نہ نکالیں یا ہک اور انگلی کی ضرب سے نقصان پہنچ جاوے۔

۱۹۳۱ء میں لندن کے ایک ڈاکٹر نے مجھے لکھا کہ مذکورہ بالا آلہ بہت اچھا ہے۔ میں نے ۵۰۰ عورتوں پر امتحان کیا ہے۔ ہاں اس کے استعمال سے رحم کا راستہ کچھ پھیل ضرور جاتا ہے۔ میں کہتی ہوں کہ یہ استعمال کرانے والی کی غلطی ہے۔ جب جوف رحم کو اچھی طرح سے معاینہ کر کے اس کے موافق آلہ داخل کیا جاوے تو وہ راستہ کشادہ کیوں ہوگا۔ یہ آلہ چاندی سونے اور گلٹ کا بھی بن سکتا ہے جو کم قیمت کا ہوگا کیونکہ طلائی اور پلاٹینم[۱] والے کی بہت زیادہ قیمت ہوتی ہے۔

نیویارک کے ایک ڈاکٹر سے مجھے باتیں کرنے کا اتفاق ہوا تو اس نے بیان کیا کہ ایک عورت کا جوف رحم بہت تنگ تھا مع عنق الرحم کے جس کی وجہ سے وہ بار آور نہیں ہوتی تھی۔ میں نے اس کو ۶ ماہ تک آلہ مذکور رکھنے کا مشورہ دیا چنانچہ یہ عمل اس کے حق میں مفید ثابت ہوا۔ یعنے وہ حاملہ ہو گئی۔ غرض میں کہاں تک بیان کروں بعض بیوقوف یہ کہتے ہیں کہ اس کے استعمال سے رحم میں نطفہ قرار پانے کی خاصیت کمزور ہو جاتی ہے۔

مثال ایک عورت جو دو بچوں کی ماں تھی اور جس کے دوسرے بچے کی عمر نو ماہ کی تھی اس کا بیان ہے کہ چھوٹی ادکاسیو کیپ کے استعمال سے ایک خراش کا سا اثر اندام نہانی میں رہتا تھا اگرچہ وہ ناگوار نہیں معلوم ہوتا۔ وہ کہتی تھی کہ میرا بچہ

---

[۱] چاندی کی طرح سفید اور نہایت سخت اور سب سے بھاری دھات ہے کسی تیزاب کا اثر نہیں ہوتا اس کو آگ میں پگھلانا بہت دشوار ہے اس کی قیمت ۸۵ روپے تولہ سے بھی زیادہ ہے۔ مترجم

نہایت کمزور ہے اور چاہتی ہوں کہ تیسرا ہونے سے پہلے میں مر جاؤں تو اچھا۔ کیونکہ میرے خاوند کی آج کل آمدنی بھی کافی نہیں ہے۔ چنانچہ اس کے خاندانی ڈاکٹر نے نہری کمانی والی ٹوپی اس کے چڑھا دی جس کی وجہ سے دو ہفتہ تک کچھ نمکین رطوبت پتلی پانی جیسی رطوبت خارج ہوتی رہی پھر دو ماہ تک خون حیض وقت پر خارج ہو کر بالکل آرام ہو گیا ڈیڑھ سال کے بعد اس نے لکھا کہ اب مجھے کچھ تکلیف نہیں ہے۔ انگلستان چھوڑتے وقت اس نے اس آلہ کو نکلوا دیا اور کہا کہ میں پھر اس کو رکھواؤنگی کیونکہ یہ میرا بڑا شفیق ہے۔

میں عام طور پر اس قسم کے آلات کے استعمال کرانے کی اجازت نہیں دیتی۔ ہاں بعض حالتوں میں رحم کے اندر ایسے آلات کا رکھنا مفید ہوتا ہے۔ ڈاکٹر کو اچھی طرح سے آلات اور حالات سے واقف ہونا چاہیئے۔ میرے خیال میں یہ ان عورتوں کے استعمال کرانا چاہیئے جو بہت ڈرتی ہوں اور طبعی طور پر وہ اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہوں یا صفائی کا عمل کرانے سے ڈرتی ہوں۔ اگرچہ میرے خیال میں صفائی کا آپریشن زیادہ مناسب ہے۔

**آنت کا بنا ہوا ستارہ اور حلقہ** برش کے Silk worm. star & ring

ڈاکٹر گریفین برگ صاحب کی ایجاد ہے

اس میں ایک ٹین کی دم کے ساتھ آنت کا بنا ہوا حلقہ لٹکا ہوا ہے دیکھو شکل (۲۸) حلقہ کو دبا کر رحم کے جوف میں چھوڑ دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عنق الرحم کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کو داخل کرنے سے پہلے اندرونی صفائی ضروری ہے اور اسکے داخل کرنے کے لیئے اوزاروں کی ضرورت ہوتی ہے دیکھو شکل (۲۹) یا ڈر رہے کہ جوف رحم میں اوزار داخل کرتے میں میل کچیل اندر نہ چلا جائے ورنہ بیمار ہو جا ممکن ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر گریفن برگ نے گیارہ سو عورتوں کے یہ چھلے داخل کئے اور ان کا حال بذریعہ ایک رسالہ کے شائع کر دیا -

پھر ڈاکٹر مذکورہ نے آنت کے اسٹار دستانے) کا استعمال اس لئے ترک کر دیا کہ وہ ریشم کے کیڑے کی آنت کے بنے ہوئے ہوتے تھے اور کہیں کہیں رحم کے سکڑنے کی حرکت کی وجہ سے وہ باہر نکل پڑتے تھے اور مریضہ کو کچھ خبر نہیں ہوتی تھی اور حمل قرار پا جاتا تھا - اس لئے ڈاکٹر موصوف نے چاندی کے بلدار تار کے چھلے تیار کرائے - قطر ۲ سینٹی میٹر کا ہوا کرتا ہے اور اس رحم کے واسطے کام میں آتا ہے جس کی گھرائی ۷ سینٹی میٹر کی ہو -

اس چھلے کی بابت یہ خیال ہے کہ رحم کی دیواروں سے چھوتا رہتا ہے اگر رحم کی گہرائی زیادہ ہو ۲ ½ یا ۳ سینٹی میٹر کا چھلا چڑھانا بہتر ہے - وہ لکھتے ہیں کہ چھلے کے آخری حصے کو رحم کے اندر کی دیوار سے ضرور مس کرتے رہنا چاہئے -

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ اس چھلے کا داخل کرنا کچھ دشوار نہیں ہے مگر میری رائے میں جب تک ان سے باقاعدہ سیکھ نہ لیا جائے ارادہ نہیں کرنا چاہئے ڈاکٹر موصوف کا یہ بھی خیال ہے کہ ایک برس تک اس کو اندر رکھ سکتے ہیں اور اگر زیادہ عرصہ تک بھی رہے تو کوئی خوف کی بات نہیں ہے - لیکن مناسب اور بہتر یہی ہے کہ سال میں ایک مرتبہ نکال کر دیکھ لیا جائے اور داخل کرنے کے بعد چار پانچ روز تک مریض کی حرارت کو غور سے ملاحظہ کرنا لازم ہے - کیونکہ داخلہ کے بعد تھوڑی تکلیف ہوا کرتی ہے اور اکثر خون بھی جاری ہو جاتا ہے - ہاں کچھ عرصہ کے بعد پھر عورت کو اس کا خیال بھی نہیں ہوتا - اور نہ کوئی

---

سلہ اس پیمانہ کا حال دیباچہ میں پڑھو -

تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن کہیں کہیں اگر رحم میں ورم ہو جاوے تو سمجھنا چاہئے کہ اندام نہانی کی نالی سے کچھ رطوبت اندر داخل ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر موصوف فرماتے ہیں کہ ریشم کے کیڑے کی آنت کے اٹھارہ فیصدی باہر نکل آئے اور اس کے چھلے سوا دلہ(۱) فیصدی مگر چاندی کے چھلے صرف ایک فی صدی۔

مصنفہ کتاب ہذا کہتی ہے کہ میں نے کبھی ان آلات کا تجربہ نہیں کیا لیکن ڈاکٹر نورمن ہمیر سے معلوم ہوا کہ انہوں نے چارسو چھلے چڑہاتے اور ان میں سے صرف تین باہر نکل گئے۔ ایک کا تو پتہ بھی نہیں چلا۔

لیکن ڈاکٹر صاحب کے چھلے چڑہانے کے عمل کو زیادہ سرسبزی نہیں ہوئی بہت سے ڈاکٹر اس فعل کے خلاف ہیں جن میں سے ایک میں بھی ہوں

**یوٹی روپ** U tirop نامی ایسا ہی آلہ آسٹریا کے ایک ڈاکٹر نے تجویز کیا جس کو رحم کے اندر ہفتوں تک رکھہ سکتے ہیں۔

**وینور** Venor نامی آلہ جرمنی میں ایسا ہی مستعمل ہو گیا۔

پروفیسر والٹ بارڈ صاحب نے ایک[۱] مضمون ایک طبی رسالہ میں ۱۹۲۹ء کے ماہ دسمبر میں یہ طبع کرایا تھا کہ بہت سی عورتوں کی موت مفصلہ ذیل آلات جو کہ رحم میں بچیال حاملہ ہونے کے رکھنے سے واقع ہوتی ہے۔ جیسے سلک ورم برش۔ سٹیری لٹ۔ انٹور ویسٹرز وغیرہ وغیرہ۔

ڈاکٹر الفریڈ ریسٹ صاحب نے جو کہ شہر زیورک کے کلینک میں نہایت مشہور بچہ جنوانے والے ہیں۔ مفصلہ ذیل فہرست عورتوں کی اموات کی معہ اسباب کے شائع کی ہے۔

| ملحقات و پردۂ صفاق میں سوزش ہو جانے کی وجہ سے | ۱۷ |
|---|---|

(۱) دیکھو صفحہ ۹۶

| | |
|---|---|
| بیضین اور نفرین ذنلوپن ٹیوپ میں سوزش پیپ پڑجانے کے باعث | ۷۰ |
| عام سوزش پردہ صفاق میں ہونے سے | ۳۸ |
| پردہ صفاق کے ملحقات میں سوزش بڑھ جانے سے | ۶ |
| آلہ اندر رکھی ہوئی حالت میں حاملہ ہونیکے سبب یا آلودگی پہنچ جانیکی وجہ سے | ۶۲ |
| نفرین میں نطفہ پڑ کر حمل رہ جانے کی وجہ سے | ۴ |
| رحم کی دیوار میں اوزار کے لگنے سے سوراخ ہوکر | ۵ |
| اندام نہانی کی دیوار اوزار کی وجہ سے زخمی ہوگئی تھی | ۱ |
| اوزار سے مثانہ میں سوراخ ہوجانے کی وجہ سے | ۱ |
| اوزار سے آنتوں میں سوراخ ہوجانے کے سبب | ۲ |
| پیڑو کے جوف میں اوزار لگنے اور چھید ہوجانے کے سبب | ۱ |
| رحم میں سوزش ہوجانے کے سبب | ۷۵ |
| رحم میں زخم ہوجانے کی وجہ سے | ۱۲ |
| دو حیض کے درمیان زیادہ خون نکل جانے کے سبب | ۶۰ |
| حیض بند ہونے کی وجہ سے تو نج ہوجانے کے سبب | ۲۸ |

ڈاکٹر مذکور نے بیان کیا کہ ایک سال میں یہ اموات کا اوسط ہے اور یہ بھی کہا کہ یہ نسبت ہمارے کلینک کے شہر زیورک میں دس گنا زیادہ اموات ہوتی ہیں۔ مختصراً یہ سمجھنا چاہئے کہ مذکورہ بالا قسم کے آلات کا استعمال اندرون رحم کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ اس لئے عام پسند نہیں ہونا چاہئے۔

---

مقالہ ۵ The Prevention of maternal mortility (اموات مادر کی روک) مضمون کی سرخی تھی۔

# باب ہفتم

## خاص حالتوں کیواسطے تدابیر مانع حمل

**شب زفاف** میں اگرچہ عام طور پر حمل قائم نہیں ہوتا لیکن ایک ماہ تک عیسائی دلہا دلہن اکثر سفر میں بسر کیا کرتے ہیں جسکو زمانہ ہنی مون بولتے ہیں اس لئے ان دنوں میں ایسا ہونا پریشانی کا موجب ہوا کرتا ہے اور حمل نہ رہنے کے لئے خود دلہن عضو مخصوص کا راستہ تنگ ہونے کے سبب کسی قسم کی ٹوپی خود اندر رکھ نہیں سکتی۔ اور آج کل کی لڑکیوں میں پردہ بکارت مباشرت سے پہلے خود بھاگنے دوڑنے اور دیگر چستی وچالاکی کے کلام کرنے سے عموماً شکستہ ہو جاتا ہے ادھورا یا پورا لیکن فرج کی نالی تو بغیر بار بار جماع ہونے کے پھیل نہیں سکتی ہے۔ اس لئے لازم ہوا کہ مرد کو کچھ کرنا چاہیے اور وہ یہی ہے کہ فرنچ لیدر یا کنڈوم [illegible] کم از کم دو تین ہفتے تک کرے جس کے دو فائدے ہیں اول جو لوگ حالت تجربہ میں پارسا رہتے ہیں۔ وہ کیف و سرور سے متاثر ہو کر بے ترتیب حرکت کرتے ہیں جس کا بگاڑ عورت کو بہت تکلیف دیتا ہے دوسرے یہ کہ عام طور پر [illegible] تک امساک کم ہوتا ہے اور وہ عورت سے پہلے منزل ہو کر اپنی [illegible] زندگی کو پورا فائدہ نہیں پہنچاتا اس لئے کنڈوم کے استعمال سے کچھ دیر تک بھی ہو جایا کرتی ہے غرض دو تین ہفتے گذرنے کے بعد دولہن کی تکلیف پردہ بکارت وغیرہ کے شکستہ ہونے سے رفع ہو جاوے تو اس وقت اوکلوسیو کیپ کا استعمال [illegible] جو ڈاکٹر دولہن کو ڈچ یا دوسری قسم کے ڈایا فرام کیپ کی [illegible]

استعمال کراتے ہیں ان کو ڈاکٹر کوفی کو صاحبہ کے فرمانے پر عمل کرنا چاہئے جو کہتی ہیں کہ اول ہفتے میں ڈریے صاحب کی کمانی Durex یا جرمنی ساخت کی ہلکی ربڑ کی Ramses ٹوپی پہناتے مناسب ہے۔ اگر کوئی ڈاکٹر ۵۰ یا ۵۵ ملی میٹر کی ٹوپی چڑھا دے تو ایک ہفتے بعد ۶۰ ملی میٹر کی جس کا کنارہ مضبوط ہو کام میں لائے تاکہ زوجین کو کوئی تکلیف رونما نہ ہو اور ایک دو ماہ کے بعد اس کو اتار کر ۶۵ ملی میٹر کی چڑھانی بہتر ہے۔ لیکن یہ عمل وہی کرا سکتے ہیں جو ڈاکٹر کا خرچ برداشت کریں۔ غریب عورتوں کے واسطے یہ عمل ضروری نہیں ہے۔ دلہنیں عموماً شرم آلود ہوا کرتی ہیں اس لئے انگلستان میں ریشمی اوک کلو سیو کیپ کا استعمال کافی ہے۔

**خوف زدہ عورتیں** بعض نوجوان لڑکیاں حاملہ ہونے سے بہت ڈرتی ہیں۔ اور خاص کر وہ جنہوں نے اپنے رشتہ دار عورتوں کی دردزہ کی حالت کا معائنہ کیا ہے یا طبی اخبارات میں اور رسائل میں بچوں کی پیدائش میں اپریشن (عمل جراحی) کا حال پڑھا ہے ایسی عورتیں ہر وقت خائف رہتی ہیں اور اپنے شوہر کی خواہش نفسانی پوری نہیں ہونے دیتیں جس کا نتیجہ گھرداری کی تباہی ہوتا ہے ایسی عورتوں کا علاج یہ ہے کہ ڈاکٹر یا دایہ ان کو اچھی طرح مانع حمل تدابیر کی خوبی اور اس کا طریق استعمال اس طرح سے ظاہر کریں کہ وہ بخوبی سمجھ جائے اور گھر تباہ نہ ہو اور بہتر یہ ہو کہ ڈبل عمل کریں تاکہ حاملہ ہونے کا شبہ بالکل جاتا رہے۔

**دبی ہوئی یا عمل جراحی شدہ عنق الرحم** جن عورتوں کی گردن دبی ہوئی ہو یا ان پر عمل جراحی ہو چکا ہو وہاں کسی قسم کی ٹوپی کام نہیں دیتی سوائے ڈچ کیپ کے بشرطیکہ ملحقات فرج اس کو اچھی طرح سے گرفت کر سکیں اور حرکات جماعی کر سکیں اور حرکات جماعی بھی اس کو اپنی جگہ سے نہ ہٹا سکیں۔ ورنہ ایک۔ اسفنج کا ٹکڑا تیل میں نم کیا ہوا جائے مخصوص میں رہنا

بہترین علاج ہے

**زخمی یا خمیدہ عنق الرحم**

بعض عورتوں میں عنق الرحم ایسی ہوتی ہے کہ اگر اس پر ٹوپی چڑھائی جائے تو نصف حصہ بالکل خالی رہتا ہے۔

یا عنق الرحم چری ہوئی ہو یا ملحقات میں ادبھار پیدا ہو گئے ہوں تو وہاں چھوٹی قسم کی اوک کلوسیو کیپ کام میں نہیں آسکتی۔ کیونکہ ممکن ہے کہ زخم سے خون جاری ہو جائے اور ابھار کی وجہ سے وہ اچھی طرح سے اپنی جگہ پر قائم نہ رہ سکے اس لئے مناسب یہ ہے کہ تیل میں نم کیا ہوا اسفنج استعمال کیا جاوے۔

مثال۔ ایک عورت نے مجھے لکھا کہ ٹوپی کے استعمال سے مجھے سرطان کا مرض ہو گیا ہے۔ مگر درحقیقت مرض سرطان اس کو پہلے سے موجود تھا۔ ٹوپی کے استعمال سے خون جاری ہوا جس سے حقیقت آشکارا ہو گئی اور مریضہ کو خیال گذرا کہ ٹوپی کی وجہ سے مرض ہوا ہے۔ ملایم ربڑ کی ٹوپی کے صرف آٹھ گھنٹے استعمال سے کہیں مرض سرطان ہو سکتا ہے! غرض اس قسم کے دیگر واقعات کو بھی جو لوگ تدابیر مانع حمل کے مخالف ہیں بہت زیادہ شہرت دیدیا کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ ڈاکٹر کا یہ فرض ہے کہ مریضہ کا اچھی طرح سے معائنہ کرکے اگر کوئی بیماری موجود ہو تو پہلے اس کا علاج کرے اور پھر ڈچ کیپ یا اسفنج روغن آلود کو کام میں لاوے یا مرد کو کنڈوم دھیلی کام میں لانی چاہئے۔

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض عورتوں کی ظاہری تندرستی اچھی ہوا کرتی ہے اور کوئی تکلیف یا خرابی نہیں معلوم ہوتی لیکن تجربہ کار ڈاکٹر کو بعد معائنہ کے معلوم ہوا ہے کہ اندر کوئی خاص تبدیلی موجود ہے۔ پس ایسی حالت میں ایک ناواقف عورت اگر ٹوپی کا استعمال کرے گی تو ضرور ناکامیاب ہو گی۔

**فم رحم اور جوف رحم کی زیادہ کشادگی**

میں نے بہت سی ایسی عورتیں دیکھی ہیں کہ ان کا فم رحم اس قدر کشادہ ہو جاتا

سبب کہ دایہ کی ایک انگلی کبھی کبھی دو انگلیاں داخل ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ پانچ ہزار عورتیں
[illegible] میں آئیں ان میں سے ۵۰ ایسی حالت میں دیکھی گئیں اور اکثر یہ وہ عورتیں تھیں
جن سے زیادہ اولاد ہو چکی تھی یا جن کے حمل ساقط ہو گئے تھے۔

بارہ ایسی عورتوں کے حمل کے نتائج یہ ہیں:—

| تعداد عورت | تعداد اولاد |
| --- | --- |
| ۳ . . . . . . . . . . ۳ | بچے . . . . . . . . . |
| ۲ . . . . . . . . . . ۴ | " . . . . . . . . . |
| ایک . . . . . . . . . ۵ | " . . . . . . . . . |
| ۲ . . . . . . . . . . ۸ | " . . . . . . . . . |
| ۳ . . . . . . . . . . ۹ | " . . . . . . . . . |
| ۲ . . . . . . . . . . ۱۱ | " . . . . . . . . . |

ایسی عورتوں کو ٹوپی چڑھانے کے بجائے تھیلی کا استعمال زیادہ بہتر ہے
خواہ عورت کرے یا مرد۔

میں نے ایسی عورتیں بھی دیکھی ہیں کہ ان کا فم رحم اور جوف رحم بالکل بند رہتا ہے اور صرف حرکات جماعی کے وقت کھلتا ہے۔

**رحم کا باہر نکل آنا**

بدقسمتی سے جن عورتوں کے رحم کو کوئی صدمہ پہنچا ہو یا وضع حمل میں خرابی ہوئی ہو تو ان کا رحم اصل جگہ پر قائم نہیں رہتا بلکہ اس کو سہارا دینے والے پٹھے ایسے ڈھیلے پڑ جاتے ہیں کہ بعض وقت وہ نالی سے باہر نکل آتا ہے۔ ایسی عورتوں کو ربر کا ایک چھلا پہنا دیا جائے تا کہ وہ اپنی جگہ پر قائم رہے لیکن اس حالت میں اوک کلوسیو کیپ کا استعمال نامناسب ہے۔

ہاں صرف اسفنج اور روغنی سشیاٹ کو کام میں لانے کا مضائقہ نہیں ۔

اگرچہ سمجھ اور دانشمندی کا کام یہ ہے کہ جن عورتوں یا مردوں کو آلات تناسل وغیرہ کی بیماریاں ہیں ان کو مجامعت بالکل نہیں کرنی چاہئے لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہوتا ۔ لہذا میرے خیال میں ہر دو زن کو ربر کی تھیلیاں حسب ضرورت ضرور برتنی چاہئیں ۔ تاکہ ایک سے دوسرے کو بیماری نہ لگ جاوے ۔ اسی طرح سے اگر مرد یا عورت کے پھیپھڑوں میں زہریلا مادہ ہو یا عورت کو ذیابیطس ہو یا گردوں کی بیماری یا اور کوئی علالت ہو تو اس کا اثر مولود میں ضرور موجود ہوگا اس لئے حفظ صحت عامہ کا خیال کرکے مانع حمل تدبیر ضرور اختیار کرنی چاہئے ایسا ہی کمزور دل کے آدمیوں کو اور جو حواس باختہ ہوں بالکل مجامعت سے پرہیز لازمی ہے ۔

**خصی کرنا یا بانجھ کرنا**

مرد اور عورت دونوں پر یہ عمل حسب ضرورت کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ مرد پر یہ عمل بہت سہل ہے کہ جراحی کرکے منی کی تھیلیوں کو نکال دیا جائے ۔ لیکن عورت کے واسطے مشکل ہے ۔ پرانا طریق یہ تھا کہ شگاف دیکر خصیۃ الرحم کو نکال دیا کرتے تھے ۔ لیکن اب بھی خاص حالتوں میں جب کہ وہ گلنے شروع ہو جائیں تو ان کو پورا خارج نہیں کرتے ۔ بلکہ کچھ حصہ باقی چھوڑ دیتے ہیں ۔ تاکہ ان سے اندرونی رطوبت تراوش پاتی رہے جو نہایت مفید ہوتی ہے اور جدید طریق یہ ہے کہ قاذف نالیاں جن کو نفیرین بھی کہتے ہیں چیر کر خارج کردی جائیں تو پھر عورت حاملہ نہیں ہوتی ۔

بعض ڈاکٹر قاذف نالی میں ایک جگہ ایک ٹانکہ لگا دیتے ہیں مگر یہ عمل کافی مفید ثابت نہیں ہوتا ۔ کیونکہ حمل قرار پاتے پر وہ ٹانکے ٹوٹ جاتے ہیں اور کوئی نشان ریشم سے سینے کا باقی نہیں رہتا ہے ۔ جیسا کہ مجھے ایک لیڈی کے معائنہ

سے معلوم ہوا۔

یہ عمل قدیم زمانہ سے رائج ہے کہ غلاموں کو خصی کر کے زنانخانے میں رکھا کرتے تھے۔ یونانی اور رومیوں وغیرہ اقوام میں عرصہ دراز سے یہ عمل ہوتا رہا کہ تھیلی کو چیر کر دونوں بیضے نکال دیئے جاتے تھے اور مرہم لگا کر زخم کو مندمل کر دیتے لیکن اب کسی سخت بیماری کی وجہ سے اگر کسی مرد کو خصی کرنا ہو تو اس کو کوکین کے زیر عمل بے حس کر کے وہ تھیلی جس میں رطوبت منی جمع رہتی ہے شگاف دے کر نکال دیتے ہیں۔

اور یہ کام صرف چند منٹ میں انجام پا جاتا ہے اور تکلیف بھی زیادہ نہیں ہوتی۔ نہ مریض کو صاحب فراش ہونا پڑتا ہے۔ نیز اس عمل کے بعد اس مرد کے اولاد تو پیدا نہیں ہوتی مگر اس کو خیزی ہوتی ہے۔

جرمنی کے ڈاکٹروں نے ریڈیم نامی عنصر اور ایکس رے کے عمل سے مردوں کو خصی کرنے کی ترکیب نکالی ہے۔ لیکن یہ عمل مستقل نہیں ہوتا۔ خاص عرصہ کے بعد پھر قوت مردمی عود کر آتی ہے اور ممکن ہے کہ یہ طریق عمل بھی آئندہ حسب خواہش اولاد پیدا کرنے اور نہ کرنے میں کارآمد ہو سکے۔ لیکن واضح رہے کہ مذکورہ

---

لہ ریڈیم ایک نیا عنصر ایجاد ہوا ہے جس کا ترجمہ نور افشاں مناسب ہے کیونکہ وہ ہر وقت چمکتا رہتا ہے اور نہایت قیمتی شے ہے ایک تولہ کی قیمت ایک لاکھ روپے ہوتی ہے۔ نہایت مشکل سے ہورن بلینڈ نامی پتھر سے نکالی جاتی ہے۔ اس کے خواص بھی عجیب ہیں۔

سلہ شعاعیں بہت سی قسم کی ہوتی ہیں اور ان کے خواص بھی عجیب ہوتے ہیں۔ ان کے نام بھی رکھ دیئے گئے ہیں۔ مثلاً شعاع بنفشی۔ شعاع گاما۔ شعاع ایکس وغیرہ

مترجم

بالا طریق عورت کو بانجھ نہیں کر سکتا - بلکہ ریڈیم کو رحم کے اندر داخل کرنا پڑتا ہے -
اور اور بھی چند عمل کرنے پڑتے ہیں - جس کے واسطے امریکہ کے ڈاکٹر مشہور ہیں -
جن کا نام نامی ڈاکٹر گوسنی اور ڈاکٹر پوپی نو ہے -

پروفیسر ہیبرینڈ صاحب ساکن اینسبرک نے چوہوں کے زیر جلد ریڈیم کی پچکاری کر کے ان کے حاملہ ہونے کو روک دیا - یعنے بانجھ کر دیا - لیکن کسی عورت پر اب تک یہ عمل نہیں کیا گیا ہے - مگر امید قوی ہے کہ آئندہ زمانہ میں اس میں کامیابی ہو جاوے گی -

ڈاکٹر روزین فیلڈ جو کہ نیویارک شہر میں رہتے ہیں - تجربے سے ثابت کر رہے ہیں کہ مردوں کو بھی زیر جلد پچکاری کر کے خصی کیا جا سکتا ہے - لیکن بہ نسبت عورتوں کے یہ عمل زیادہ مشکل سے سرانجام پاتا ہے -

ڈاکٹر جولیس جارچو نے ۱۹۲۸ء میں عجیب تجربہ کیا یعنے نر چوہے کی منی کی پچکاری مادہ کے زیر جلد کر دی اور کئی بار تجربہ کر کے دیکھا کہ عرصہ ۶ ماہ کے واسطے چوہیا بانجھ ہو گئی -

## ابتدائی حالات خاندانوں کو محدود رکھنے کے

کوئی شہادت ایسی نہیں ملتی کہ زمانہ پاستان میں یعنے تاریخ سے پہلے عورتوں کو تدابیر مانع حمل کا کچھ علم تھا۔ ہاں موجودہ زمانہ کی تحقیق سے اتنا معلوم ہوا ہے کہ اقوام قدیم کو کچھ معمولی باتیں معلوم تھیں۔ ان کو اسقاط حمل کے متعلق پورا پورا علم تھا اور اس پر عمل درآمد بھی ہوا کرتا تھا۔

ایچ ایف کلنٹن صاحب نے سنہ ۱۸[illegible]ء کی تحریر میں یونان کے ابتدائی زمانے کے حالات میں لکھا ہے اور مالتھس کی تحریر پر مباحثہ کرکے ثابت کیا ہے کہ قدیم یونان کی کمی بیشی بابت کچھ باشندوں کی اخلاقی اور جنگی حالت پر منحصر تھی۔

مے یر صاحب نے ہزیڈ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اس میں ایک جگہ زمینداروں کو ہدایت کی گئی ہے کہ ہر گھر میں ایک سے زیادہ بیٹا پیدا نہ ہونے دیا جاوے۔ اس زمانہ کی قابلہ (دائی) کو اسقاط حمل اور اس کی دوا دارو کا بخوبی علم تھا۔ اور ہر دائی کو یہ عمل سیکھنا پڑتا تھا۔

زمانہ قدیم میں آبادی کو گھٹانے کی یہ ترکیب زیر عمل تھی کہ بچوں کو پیدا ہونے کے بعد مار دیا جاوے[1] سمتھ صاحب کی تحریر کے بموجب مقام فوٹونا کے باشندوں کی عورتیں بلا تکلف اپنی اولاد کا گلا گھونٹ کر بھاری پتھروں کے نیچے

[1] یہ عمل لڑکیوں کے ساتھ قبل از ظہور اسلام عرب میں رائج تھا۔ مترجم

دبا کر یا ریت میں زندہ درگور کر کے مار ڈالتی تھیں۔

میکس بارٹل صاحب نے ۱۸۹۳ء ایک کتاب میں لکھا ہے کہ آسٹریلیا کی دیسی اقوام میں کم اولاد حاصل کرنے کے واسطے یہ خوفناک طریق جاری تھا کہ مردوں کی قضیب کے نیچے کے حصے کو احلیل (پیشاب کی نالی) میں سے چیر دیتے تھے اور عورتوں میں اندام نہانی کی نالی کو عنق الرحم سے مقعد کے قریب تک تاکہ نطفہ قرار نہ پاسکے۔

اس خوفناک عمل جراحی کو وہ اپنی زبان میں مایکا بولتے تھے۔ اور اس کا مشرح حال ڈاکٹر جے جی گارسن نے ۱۸۹۴ء میں طبع کرایا۔ ان حالات کے پڑھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ان اقوام میں تدابیر مانع حمل کا عمل جاری تھا تاکہ کم ذات کے مردوں سے ان کی عورتوں کو حمل قرار نہ پا جائے۔

اے ایم کارسانڈرس صاحب نے لکھا ہے کہ افریقہ کی بعض اقوام میں بچوں کی تعداد محدود رکھنے کے واسطے یہ عمل ہوتا تھا اور دیگر ممالک دنیا میں بھی ایسے واقعات پائے گئے ہیں۔ جیسا کہ صاحب موصوف نے نہایت وضاحت کے ساتھ اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور میں بخیال طوالت اس کو نقل کرنا نہیں چاہتی۔

جزیرہ کنگز اورل کی عورتوں میں مشاہدہ ہوا ہے کہ کوئی عورت دو تین اولاد سے زیادہ نہیں رکھتی۔

مصر کی ایک قدیم کتاب سے جو تقریباً ۱۸۵۰ سال قبل از مسیح پیپائرس کے پتوں پر لکھی ہوئی دستیاب ہوئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں مذکورہ بالا عمل جاری تھا۔ چند نسخے بھی حمل نہ رہنے کے متعلق جناب وآرن۔ آر۔ ڈاسن صاحب نے کتاب مذکورہ کے تحریر فرمائے ہیں۔ مثلاً

مگر مچھ کا غلیظ اگر اندام نہانی میں رکھا جائے تو حمل قرار نہیں پاتا۔

---

لہ ایک درخت جس کے پتے تاڑ کے پتوں کی طرح لکھنے کے کام میں آتے تھے۔ مترجم

(۲) نسطرون[۵۱] پیس کر اور شہد میں ملا کر اندام نہانی میں اچھی طرح لگا لیا جائے تو حمل نہ رہیگا
(۳) ایک خاص قسم کا گوند بھی شیاف بنا کر رکھنے سے یہ ہی عمل کرتا تھا۔
اب بھی شہد اور تیل کا شیاف بہترین ترکیب سمجھی جاتی ہے۔
(۴) عرب کے ایک حکیم نے ہاتھی کے پاخانہ شیاف کی طرح استعمال کرنے کو
مانع حمل بتلایا ہے۔
(۵) اور ایک کی رائے یہ ہے کہ اگر اس کے لینڈ[۵۲] کو جو تازہ ہو نچوڑ کر تھوڑا
عرق کوئی عورت پی لے تو عمر بھر کے لئے بانجھ ہو جائے گی۔
ایک پرانی کتاب بزبان سنسکرت بنام کوماسوترا موجود ہے جس میں پیار
ومحبت کے اصول اور اختلاط اور مساس وغیرہ کا حال لکھا ہوا ہے۔ جن کو بعض
لوگ ہمارے زمانے کے حماقت کہتے ہیں لیکن یہ ہماری ناانصافی اور غلطی ہے کہ
بغیر آزمائش کے پرانے قاعدوں کو بیکار خیال کریں۔ کیونکہ ان میں بھی بہت
سی مفید باتیں ملتی ہیں۔ دوسری کتاب بنام اننگا رنگا بھی سنسکرت میں ہے۔
جس کو میں نے دیکھا ہے اور اچھی مفید کتاب ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرقی
عورت تدابیر مانع حمل سے بخوبی واقف ہے۔ اگرچہ تدابیر ایسی سائنٹفک نہیں
تھیں جیسی کہ زمانہ حال میں لیکن اس سے قدیم زمانے کی ترکیبوں کا بہت کچھ
حال معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً لکھا ہے کہ اگر خاندان کے آدمیوں کی تعداد محدود کرنی
ہو تو نسخہ ذیل استعمال کرو:۔
اگر کوئی عورت ۱۵ دن تک ہر روز ۴ ماشے ۳ سال سے زیادہ کا پرانا گڑ
کھا لیا کرے تو باقی عمر میں اس کے کوئی اولاد نہ ہوگی۔

---

[۵۱] کچا شورہ (سوڈیم نائٹریٹ) سفوف کی صورت میں شور زمینوں پر ملتا ہے اس کا
نام نسطرون ہے [۵۲] یہ نسخہ مترجم نے ایک کتاب میں دیکھا ہے۔ مترجم

(۲) اگر کوئی عورت حیض سے فارغ ہو کر تین دن تک برابر چلپیترا کا نامی دوا کو چانولوں کی پیچ کے ساتھ جوش کر کے پی لے تو اس کے حمل قرار نہیں پائے گا۔

(۳) اگر کوئی عورت بعد فارغ ہونے حیض کے تین روز متواتر کلمبھا کا جوشاندہ جس میں جنگلی مکھی کی ٹانگیں پڑی ہوئی ہوں استعمال کرے تو پھر اس کے اولاد نہیں ہوگی۔

(۴) اگر ۲۰ ماشے کھلانواں دہنور کے پانی کے ساتھ جس میں چاول دہوئے گئے ہوں گھونٹ کر ۷ دن تک بعد فراغت حیض پیئے جائیں تو باقی عمر اس عورت کے اولاد نہیں ہوگی۔

کتاب مذکورہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ صحبت کرنے سے پہلے عورت سے اچھی طرح مساس کیا جائے تاکہ وہ بھی تیار ہو جائے اور جانبین کو پورا لطف حاصل ہو۔ اور ہندو مذہب کے بانیوں نے تو عورت کا یہاں تک لحاظ رکھا ہے کہ ایام ماہواری جاری ہونے سے پیشتر اس کی شادی ہونی چاہیئے ورنہ اس کے والدین گناہگار ہوں گے۔ نتیجہ اس کا بچوں کے واسطے بہت خراب ہوا اور اسقاط حمل کے واقعات ہونے لگے اور ایمن دیب صاحب نے اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۳۶ء میں لکھا ہے کہ غالبًا دنیا کے کسی دوسرے ملک میں نئے سولو دا اور شکم مادر میں اتنے بچے نہیں مارے جاتے جتنے کہ ہندوستان میں مارے جاتے ہیں سہل ترکیب یہ ہے۔

(۱) رحم کے اندر کوئی نوکیلی شے داخل کر کے جنین کی جھلی میں شگاف کر دیا جاتا ہے یا ہینگ اور ک اندر داخل کر لی جاتی ہے یا لہن ۔ پیپل وغیرہ جیسی تیز چیزیں پیس کر اندر داخل کرنے سے حمل ساقط کرتے ہیں۔ پان کی جڑ کا جوشاندہ پینے سے بھی یہی عمل ہوتا ہے جس کو کلنجن بولتے ہیں۔ ایک پودے کا نام بوری گوپان ہے اس کا عرق نکال کر ہر تین گھنٹہ کے بعد اندر داخل کرنے سے بھی حمل گر جاتا ہے۔ دیب

صاحب موصوف نے یہاں تک لکھا ہے کہ یہ بات مشہور ہے کہ اگر سلطانی باغات ساختہ قسطنطنیہ کا جو سرخ زنگ کی ہوا ایک ٹکڑا نگل لیا جاوے تو مذکورہ بالا اثر پیدا ہوگا۔ ۱۸۰۸ء میں ڈبلیو جے ولکنز صاحب نے ایک کتاب میں لکھا ہے کہ صرف شہر کلکتہ میں ایک ہزار حمل ہر ماہ ساقط ہوتے ہیں اور ڈاکٹر کو لینیو نے چین اور دیگر مشرقی ممالک کے متعلق اپنا بیان لکھا ہے کہ وہاں حمل ساقط کرانے کی ادویہ کے اشتہارات عام طور پر طبع ہوتے ہیں۔ اور جب سے بحری آمد و رفت میں آسانیاں ہوگئی ہیں تو زنڈیوں کے مکانوں میں لڑکیوں کو مار ڈالنے کا عمل گھٹ گیا ہے۔

مجھے اسلامی ممالک میں تدابیر مانع حمل کے متعلق صاف طور پر علم نہیں ہے۔ لیکن قرآن شریف میں بچوں کے ہلاک کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ ہاں سی ریق نے ۱۸۶۳ء میں لکھا ہے کہ عربوں میں پرانے زمانے سے یہ علم ہے کہ جب اسقاط کرنا ہو تو رحم کے جنین کی جھلی میں سوراخ کردیا جائے اور بس۔

یورپ کی ابتدائی تاریخ اس معاملہ میں تاریک ہے۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ عیسائیت کے آغاز میں کیا حالت تھی۔ لیکن ڈیکامیرن کے زمانے میں کچھ حالات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوا ہے کہ تدابیر مانع حمل کا استعمال ہوتا تھا۔ سولھویں صدی عیسوی کی ایک عربی کتاب کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں میری نظر سے گذرا۔ اس کا مطالعہ نفسیات کے مصنفوں کے واسطے مفید ہے۔ اس میں تدابیر مانع حمل کے متعلق حالات موجود ہیں اور میرے خیال میں جو باتیں اس میں درج ہیں وہ ابتک زیر عمل ہیں مثلاً پھٹکری کا استعمال اندام نہانی میں کرم منی مارنے کے واسطے بذریعہ شیاف یا بذریعہ پچکاری۔

---

سلہ ایک مصنف کا نام ہے جس نے دو مزاحیہ کتابیں گذشتہ صدی میں لکھی ہیں۔ مترجم

ایک اور زخیم کتاب لاطینی زبان میں تین جلدوں میں ۱۶۳۳ء میں طبع ہوئی ہے جس میں نامردی اور عقر پر کامل بحث کی گئی ہے اور یہ ڈاکٹر تھومس سانچیز کی تصنیف سے ہے

ڈاکٹر روبرٹ برٹن نے ۱۶۲۱ء میں ایک کتاب مالیخولیا (دیوانگی) پر لکھی ہے جو کہ بمقام اوکسفورڈ طبع ہوئی۔ اس میں لکھا ہے کہ پیدائش کے متعلق پہلے لوگ کیسے سمجھدار تھے کہ جس کے گھر میں کوئی کمزور یا عیب دار بچہ پیدا ہوتا تھا تو اس خیال سے اس کو ہلاک کر دیتے تھے کہ آیندہ وہ بڑا ہو کر دنیا پر بوجھ ہوگا۔

اسکاٹ لینڈ میں دستور تھا کہ جس مرد کو نقرس دیوانگی۔ کوڑھ اور دوسری ایسی ہی سخت کوئی بیماری ہو جایا کرتی تھی۔ کہ جو باپ سے بیٹے میں پیدا ہونی ممکن تھی۔ تو اس آدمی کو آختہ کر دیا کرتے تھے اور ایسی عورت کو ہمیشہ علیحدہ رکھتے تھے اگر اتفاقیہ کسی مریضہ کے بچہ پیدا ہو جاتا تو اس کو معہ اپنی ماں کے زندہ درگور کر دیتے تھے اور یہ عمل اس لئے کیا جاتا تھا کہ بیماری کا اثر دیگر باشندوں میں سرایت نہ کر جائے بادی النظر میں یہ فتویٰ نہایت سخت معلوم ہوتا ہے اور تم کہو گے کہ عیسائی دنیا میں ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ تو غور کرو کہ بلا استثنا جب سب آدمی شادی کرتے ہیں اور اس معاملہ میں آزادی حاصل ہوئی تو اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ یہی کہ قوم میں پریشانی کمزوری اور ہر طرح کی بیماریاں پھیل گئیں۔ کوئی خاندان صحیح وسالم نظر نہیں آتا۔ ہر شخص میں کم و بیش کوئی نہ کوئی دماغی اور جسمانی عیب موجود ہے۔

سولھویں صدی عیسوی میں کمی آبادی کا خیال کرکے پھر ایسی کتاب تصنیف ہوئی کہ تدابیر مانع حمل کا اختیار کرنا نہایت بیہودہ ہے۔ زیادہ اولاد پیدا کرنی چاہیئے۔

اسی صدی کے وسط حصہ میں چھوت والی بیماریوں سے بچنے کے واسطے ملک

اطالیہ میں ایک تھیلی نہایت باریک تنازیب کی مرد کے واسطے تجویز ہو کر فروخت ہونی شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ سریشم ماہی اور بھیڑ کے بچے کے آنت کی تھیلیاں بنی شروع ہوئیں ۔

بعد ازاں عربی اور سنسکرت کی کتابوں سے اقتباس کر کے کچھ کتابیں مانع تدابیر حمل پر لکھی گئیں ۔ لیکن رومی پادریوں نے ان کی سخت مخالفت کی ۱۵۲۷ء میں سینٹ میگڈالن کے راہبوں کی باشندوں نے سخت مذمت کی کہ انہوں نے کٹنی خانے تیار رکھے ہیں جس میں مرد اور عورتیں کٹنا پہ کرتی ہیں اور پھر یہ حکم دیا کہ ان لوگوں کو شہر بدر کر دیا جائے اور حرام کار عورتوں کو خاص مکانوں میں محفوظ رکھا جائے پادریوں کی نگرانی ان پر رہے ۔

ایک زمانے میں انگلستان کے کسبی خانے بھی پادریوں کی نگرانی میں تھے جس کا مفصل حال ایچ ٹی کچنر صاحب کی کتاب مسمی بہ شادی کے خطوط میں درج ہے جو ۱۸۱۲ء میں بمقام لندن دو جلدوں طبع ہوئی اور کچھ حالات انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں بزمرہ رنڈی بازی لکھے گئے ہیں ۔

فیلکس اے تھل ہیبر صاحب نے زبان جرمنی میں ایک کتاب ۱۹۱۳ء میں تالیف کی جس میں بیان کیا کہ عربی طبیبوں کو بہت سی ادویات اور شیافات مانع حمل علم تھا لیکن صاحب موصوف نے افسوس ہے کہ یہ نہیں لکھا کہ کونسی کتب میں یہ حالات بیان ہوئے ہیں لیکن میں نے تو کسی جگہ پر مطالعہ کیا ہے کہ قدیمی یونانی رومی اور عربی طبیبوں نے ویدک (طب ہندی) سے فائدہ اٹھایا ۔ جو اندام نہانی میں دوغنیات حمل نہ رہنے کے واسطے استعمال کرایا کرتے تھے اور اسقاط حمل کے حالات اور ادویات سے بھی واقف تھے ۔

ایک ڈاکٹر نے مجھ سے بیان کیا کہ چین کی عورتیں ایک نہایت قدیمی طریق

پر عامل ہیں جن کو یہ خواہش ہوتی ہے کہ حمل قرار نہ پائے تو مجامعت سے فارغ ہوتے ہی سرد پانی کا ایک گلاس پی لیا کرتی ہیں۔

اٹھارہویں صدی عیسوی میں خود ہمارے ملک میں اولاد کم پیدا کرنے کا عمل علی الاعلان جاری تھا۔ جیسا کہ مورننگ پوسٹ اخبار مطبوعہ ۲۰ اپریل ۱۷۷۵ء کے آخری صفحہ پر یہ اشتہار موجود ہے۔

# حمل اور خواتین

جس عورت کی یہ خواہش ہو کہ چند روز کے واسطے وہ علیحدہ رہے تو اس کی خواہش کے موافق ایک معقول انتظام ایک شریف آدمی کے مکان پر ہو سکتا ہے جو اپنے فن میں مشہور ہے۔ وہاں شرافت کا برتاؤ اور رازداری کا لحاظ رکھا جاتا ہے اور وہاں حمل کی علامات بالکل مٹا دی جاتی ہیں اور جو عورت بار آور ہونا چاہے تو بوجہ احسن اس کے بانجھ پنے کو دور کر دیا جاوے گا۔

ٹکٹ دار لفافے اس پتہ پر بھیجو آے، بی نمبر ۲۳ فلیٹ اسٹریٹ لندن

ولیم کوبٹ نے ایک چھوٹا سا مزاحیہ افسانہ بنام۔ زیادتی آبادی اور غربا ر کے لئے قانونی بل۔ تین ایکٹ کا ۱۸۲۳ء میں طبع کرایا۔ ایکٹروں میں سے ایک مسخرہ کہتا ہے۔ دیکھو دیکھو اس پاجی رذالے شیطان صفت کو دیکھو۔ جو علی الاعلان عورتوں کو یہ مشورہ دیتا پھرتا ہے کہ اپنا اپنا حمل گراؤ جو آبادی کم ہو۔ کیا یہ قتل عمد نہیں ہے۔ تم اس کے ضمیر کے خدشہ کا تو خیال کرو۔

اٹھارہویں صدی میں کرنیل کنڈم نے بھیڑ کی خشک آنت کی ٹوپی تیار کی جو ان کے نام پر مشہور ہو گئی اور یہ لفظ کتاب لغت میں ۱۷۸۵ء میں داخل

ہو گیا۔ یہ چیز عام طور بکتی تھی ۱۷۸۳ء میں مسز فلپ کے مکان پر ہاف مون اسٹریٹ میں جس کا نام اب بریڈ فورڈ اسٹریٹ ہو گیا ہے۔ فروخت ہوتی تھی۔ اور اس کی دوکان کا نام سینز کینسٹر مشہور ہو گیا تھا۔ مسز فلپ کی دوسری دکان بنبرہ اور نیچ کورٹ میں تھی۔ اس کے اشتہار میں یہ بھی مندرج تھا کہ فرانس اسپین پرتگال، اطالیہ وغیرہ سے مذکورہ شے کی بہت مانگ ہے۔

عجیب بات ہے کہ کتاب مالتھس جو ۱۷۹۸ء میں اول بار طبع ہوئی اس میں عام خیال یہ درج ہے کہ دنیا آدمیوں سے کبھی کی پر ہو جاتی۔ اگر نسل آدم کو گھٹانے والے اسباب مثل بیماری۔ عام وبا جنگ اور دیگر ذرائع موت نہ ہوتے۔ اس میں کہیں تدابیر مانع حمل کا تذکرہ تک نہیں ہے۔ ہاں لکھا ہے کہ شادی دیر میں کی جاوے۔

---
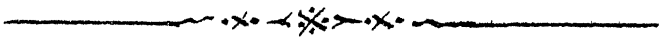
# باب نہم ۹

## تدابیر مانع حمل کے واسطے قانون برٹش آئرلینڈ فرانس و امریکہ

واضح رہے کہ انگلستان میں تدابیر مانع حمل کے عمل کے واسطے اور اس علم پر کتابیں طبع کرانے پر کبھی کوئی روک ٹوک نہیں ہوئی۔ ہاں اس مضمون کی بحث پر مثل دیگر مضامین کے شرم و لحاظ کا ضرور خیال رکھا گیا اور برہنگی اور فحش تحریروں کو روکا گیا۔

چونکہ عوام الناس میں بہت سے مغالطے اور غلط خبریں مشہور ہیں اس لئے انکو صاف کرنا بہتر ہے۔ کہیں کہیں ایک دو آدمیوں کو سیکڑوں میں سے گرفتار بھی کیا گیا تھا جو کہ تدابیر مانع حمل کے مضامین پھیلا رہے تھے۔

مثلاً بریڈلا نے ایک رسالہ چھپوا کر تقسیم کیا جس میں تصویریں بھی تھیں فحش قرار دیکر اس کا مقدمہ ہوا اور صرف تنبیہہ کر دی گئی وہ جیل نہیں بھیجا گیا جیسا کہ بعض آدمیوں کا خیال ہے پھر اس نے دوبارہ بغیر تصاویر کے طبع کرایا۔ پھر بھی لوگوں میں ایک انتشار پھیل گیا مگر بے سود۔

اس کے بعد بمقام سڈنی نیو ساوتھ ویلز میں ایک رسالہ مسز لی سینٹ نے طبع کرایا اور اس پر بھی مقدمہ چلا لیکن فاضل جج نے کہا کہ اس میں کوئی لفظ ایک شریف مرد یا عورت کے واسطے ایسا نہیں ہے جو کہ فحش ہو۔ پھر بھی جو لوگ اس عمل کے خلاف تھے انہوں نے پبلک میں لوگوں کو خوف زدہ بنانے کی کوشش کی۔

چنانچہ ۱۹۲۲ء میں ایک رومن کیتھولک پادری صاحب نے جو کہ ممبر پارلیمنٹ بھی تھے وزیر اعظم سے پارلیمنٹ میں یہ سوال پیش کیا کہ تدابیر مانع حمل کے متعلق جو

تحریریں شائع ہو رہی ہیں وہ فحش ہوتی ہیں اس لئے ان کو بند کرنا مناسب ہے۔ اس مضمون پر خوب بحث ہوئی لیکن نتیجہ اس کے خلاف نہیں نکلا۔ اور چونکہ تقدس مآب پادری ہمیشہ اس عمل کے خلاف رہتے ہیں۔ ماہ اپریل ۱۹۳۱ء تک میں پوسٹ ماسٹر جنرل سے سر جمیس رینلڈ نے دریافت کیا کہ آپ تدابیر مانع حمل پر جو رسالے یا اشتہارات شائع ہوتے ہیں ان کو روک سکتے ہیں یا نہیں۔

مسٹر ڈی انٹ نے جواب دیا کہ ایسے مضامین شائع ضرور ہوا کرتے ہیں لیکن مجھے یہ ہدایت ہوئی ہے کہ جب تک کسی مضمون کی زبان فحش نہ ہو یا فحش تصاویر نہ ہوں ان کاغذات کو نہ روکا جاوے۔

بعض لوگوں نے پبلک کو اس طرح دھوکہ دیا کہ اسقاط حمل کی ادویہ کو تدابیر مانع حمل کے نام سے فروخت کرنا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کارپنٹر صاحب کو ۵ سال کی قید ہوئی اور ہونی بھی چاہئے تھی۔

۱۹۲۲ء میں گلاسگو کے ایک پادری نے یہ رزولیوشن پیش کیا کہ پبلک کے اخلاق اور قوم کی تندرستی کے خیال سے ہم گورنمنٹ سے التجا کرتے ہیں کہ تدابیر مانع حمل کے ادویہ اور دیگر آلات کے اشتہارات اور دوکانوں پر کھڑکیوں میں اس کی فروخت کے آرائش اور اس مضمون کی کتب وغیرہ سب داخل فحش ہیں۔ اس لئے خلاف قانون قرار دی جائیں۔

اس طرح سے بعض وہ ڈاکٹر جن کو اس بات کا علم نہیں ہے وہ بھی اس عمل کو فحش قرار دیتے ہیں لیکن یہ خیال نہیں کرتے کہ اگر اسقاط کے متعلق ڈاکٹری شہادت لی جاتی تو دو ڈاکٹر اسقاط کرنے والی کی اعضاء مخصوصہ کا معائنہ کرتے ہیں اس سے زیادہ اور کیا فحش ہوگا۔

الغرض ہر ایک برطانی باشندہ علی الاعلان آزادی سے کہہ سکتا ہے کہ برتھ کنٹرول کا عمل

خلاف قانون نہیں ہے کیونکہ محکمہ وزارت حفظ صحت عامہ نے جو اجازت نامہ شائع کیا تھا اس کے الفاظ یہ تھے :-

یادداشت اجازت نامہ از محکمہ وزارت حفظ صحت عامہ

یادداشت نمبر ۱۵۳ متعلق برتھ کنٹرول

ایم جی ڈبلیو (تدابیر مانع حمل) جی آر

محکمہ وزارت حفظان صحت عامہ کو گورنمنٹ کی طرف سے اختیار ہے کہ وہ لوکل بورڈ کو بیت الہدایت کھولنے کی اجازت دے سکتی ہے جہاں عورتوں کو تدابیر مانع حمل کا عمل سکھلایا جائے۔

جہاں جہاں اس وقت چائلڈ ویلفیئر سنٹرز (بچوں کی پرورش گاہیں) کھلی ہوئی ہیں اور وہاں منع حمل اور اس کے متعلقہ علاج بھی ہوتے ہیں اگر اس جگہ تدابیر مانع حمل کا عمل بھی سکھلایا جائے گا تو کام میں بہت ہرج واقع ہوگا۔ ہاں اگر موقع اور وقت اجازت دے تو کبھی وہاں عمل مذکورہ پر لیکچر دیئے جاسکتے ہیں اور ان عورتوں کو جن کا آئندہ حمل کا رہنا نقصان رساں ہے وہاں عمل بھی سکھلایا جاسکتا ہے لیکن مستقل طور پر ہدایت کا کام نہیں کرنا چاہئے۔

حسب قاعدہ محکمہ حفظان صحت لوکل بورڈ کو کلینک (بیت الہدایت) جاری کرنے کی اجازت ہوسکتی ہے بشرطیکہ قواعد مقررہ گورنمنٹ کی پوری تعمیل کی جائے یعنے وہاں ان عورتوں کا علاج کیا جاوے جن کو ڈاکٹر کا مشورہ بابت حمل و منع حمل یا حمل روکنے کے متعلق دیا گیا ہو یا شادی شدہ عورتوں کے لئے حمل کا روکنا ان کی تندرستی کے واسطے ضروری ہو۔

محکمہ وزارت حفظان صحت

ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء

# آئرلینڈ فری اسٹیٹ

یہاں بھی پادریوں نے غل وشور مچایا اور قانون مقررہ انگلستان میں کچھہ ترمیم کی اور برتھ کنٹرول کی طباعت پر سنسر قایم کیا۔

مثلاً اگر کوئی شخص ان اشیاء کے متعلق جن کے طبع کرنے کی ممانعت ہے۔ جن کی تفصیل درج رجسٹر سرکار ہو چکی ہے یا حمل روکنے کے متعلق یا اسقاط حمل کے لیے ہو اس کا اشتہار چھاپے گا۔ یا برائے فروخت اپنے پاس رکھیگا یا تقسیم کرے گا تو اس پر یا جو شخص اس کے آدمی کا شریک ہوگا دونوں پر پچاس پچاس پونڈ جرمانہ یا چھہ ماہ کی قید ہوگی۔ وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح سے محکمہ ٹیلیگراف اور محکمہ ڈاکخانہ کو بھی اختیار دیا گیا کہ وہ ایسے اشتہار رسالے یا کتاب کو روک لیں جس مذکورہ بالا قسم کا مضمون ہو یا مرد اور عورت کے اعضاء تناسل کے متعلق یا مجامعت کے حالات ہوں یا حمل کو روکنے اور اسقاط حمل کرنے کے حالات مندرج ہوں۔

**حالات امریکہ** جیسا کہ خیال کیا جا سکتا ہے دانشمند اور ترقی کرنے والی قوم نے اپنے ملک میں تدابیر مانع حمل کا اجرا کیا اور ڈاکٹر ٹرال صاحب نے ۱۸۶۶ء میں ایک کتاب تصنیف کرکے طبع کرائی لیکن ۱۸۷۳ء میں ایک قانون بنام کمسٹاک نہایت سرعت کے ساتھ پاس ہوا جس میں تدابیر حمل کو بھی خلاف قانون قرار دیا گیا اور تمام یونائٹڈ اسٹیٹ کی ہر ایک ریاست میں کم و بیش اس پر عمل ہوا۔ لیکن پھر کچھہ عرصہ کے بعد قانون مذکورہ سے لفظ تدابیر مانع حمل خارج کر دیا گیا اور کتابیں شایع ہونے لگیں۔ خود میری کتاب بھی کم و بیش کرکے شایع کی گئی اور پھر ان بی ڈیوس[۱] صاحبہ کی کتاب سے واضح ہوا کہ ایک ہزار

[۱] صفحہ آیندہ کے نیچے دیکھو۔

عورتوں میں سے ۳۰ ء نے مانع حمل عمل کیا اور روز بروز یہ عمل بڑھ رہا ہے اور خفیہ طور پر کتابیں رسالے اشتہارات اور ربر کے آلات ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہو رہے ہیں اب ۱۹۳۱ء میں ڈاکٹر ولیم جے روبن سن نے کوشش کی ہے کہ قانون کوم سٹوکس میں گورنمنٹ کو تبدیلی کرنے کی طرف توجہ دلائی جاوے کہ عمل بالا اگر ڈاکٹر کی معرفت ہو تو بہتر ہے کیونکہ پوشیدہ طور پر عمل کرنے سے اور زیادہ نقصان بجائے نفع کے ہو رہا ہے۔ نیز لاکھوں وہ عورتیں جو کہ بڑے شہروں سے دور جنگلوں میں رہتی ہیں وہ کیا کریں اس لئے مناسب اور بہتر یہ ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے جگہ بجگہ کلینک کھولے جاویں اور یہ قانون بنایا جاوے کہ بغیر مشورے ڈاکٹروں کے کوئی عورت عمل مذکورہ بالا نہ کرے ورنہ مستوجب سزا ہو گی ۔

## حالات فرانس

ملک فرانس میں ۱۹۲۰ء تک عمل مانع حمل کے متعلق نہ کوئی روک ٹوک تھی نہ اس کے خلاف کوئی قانون تھا۔ نہ وہاں کے باشندوں کو اس مضمون کی تحقیقات علمی کا شوق تھا اس لئے مضر اثرات نمایاں ہو رہے تھے اور چونکہ یہ قوم جنگ عظیم سے برباد ہو گئی تھی۔ اور نہایت پریشان تھی اس لئے ایک عجیب و غریب بل ۱۹۲۰ء میں اسی خیال سے منظور کیا گیا کہ ملک کی آبادی زیادہ ہو اور ملک کے برباد شدہ حصے کو پھر آباد کیا جاوے۔ اس بل کا لب لباب درج ذیل ہے۔

بل واسطے روکنے اسقاط حمل کے اور تدابیر مانع حمل کے

سلطنت جمہوریہ کا پریزیڈنٹ معہ سنیٹ اور ڈپٹیوں کی عدالت کے

---

لہ یہ کتاب ۱۹۲۹ء میں طبع ہوئی جس کا نام نیکٹر زان دی لکس لائف آف ٹو انٹی ٹو تھاؤزنڈ وومین ہے اور اس کا مختصر ترجمہ مترجم نے بنام افشائے راز طبع کرایا ہے اور مترجم سے مل سکتا ہے ۔

متفق الرائے ہو کر قانون ذیل کا نفاذ کرتا ہے

میعاد قید ۶ سے ۳ سال تک یا جرمانہ ۱۰۰ فرنیک سے ۳۰۰۰ فرنیک تک کی سزا اس شخص کو دی جائے گی جو کہ شارع عام پر زبانی بیان کر کے یا گلیوں اور مخصوص مقامات میں بذریعہ اشتہارات کے جو کھلے ہوئے ہوں یا لفافے میں بند ہوں یا رسالے کتابیں اور دیگر اشتہارات تصاویر نقشے یا مخصوص نشان اور تحریریں طبع شدہ متعلق اسقاط حمل کے فروخت کریگا خواہ اس سے اسقاط ہو یا نہ ہو اور ایسی ہی سزا اس کو ملے گی جو مسقط حمل ادویات۔ آلات اور دیگر ایسے اسباب فروخت کرے گا۔ خواہ اس سے حمل اسقاط ہوا ہو یا نہ ہوا ہو یا مذکورہ بالا اشیا کی تعریف کرے گا کہ وہ اس عمل کے واسطے نہایت مفید ہے۔

اس طرح پر ایک ماہ سے ۶ ماہ تک قید اور ۱۰۰ فرنیک سے ۵۰۰۰ فرنیک تک کا جرمانہ اس شخص پر کیا جائے گا جو اشیاء مانع حمل کے متعلق اشتہار بازی کرے گا یا وہ اشیاء فروخت کرے گا وغیرہ وغیرہ۔

مذکورہ بالا قانون ملک الجیریا پر اور فرانس کے دیگر ریاستوں پر بھی عاید سمجھنا چاہئے۔

۳۱ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء

دستخط منسٹر آف جسٹس وغیرہ

مذکورہ بالا قانون کا یہ اثر ہوا کہ مالتھوسین کی انجمن فرانس کی ٹوٹ گئی لیکن پیدائش میں زیادتی کچھ نہیں ہوئی جیسا کہ بل کے منظور کرانے والوں کا خیال تھا بلکہ پیدائش بڑھنے کی بجائے اسقاط حمل زیادہ بڑھ گیا۔

شہر لے اونز کے ڈاکٹر لیکا سین کا بیان ہے کہ کم از کم پچاس ہزار حمل اس ملک میں اسقاط کئے گئے۔ حالانکہ پیدائش صرف ساٹھ لاکھ پچاس ہزار ہوئی۔

سنہ ۱۹۲۱ء میں محکمہ وزارت پیدائش و اموات نے اعداد ذیل طبع کرائے

جس سال نیا قانون صادر ہوا ہے یعنے سنہ ۱۹۲۰ء میں تو پیدائش بمقابلہ اموات کے زیادہ تھی یعنے ۱۹۵۱۷۰ لیکن سنہ ۱۹۲۱ء میں مانع حمل کے روکنے کے قانون کا یہ اثر ہوا کہ پیدائش گھٹ گئی اور صرف ۱۱۷۰۸۳ بچے پیدا ہوئے اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اضلاع لورین اور آلسیس علیحدہ ہو گئے تھے اور جنگ کا اثر بھی ہوا غرض ہر طرف کمی پیدائش کی شکایت اخبارات میں جاتی تھی اور نئے نئے وجوہ ثابت کئے جاتے تھے۔ لیکن درحقیقت عمل مانع حمل کا اثر یہ ہوا کرتا ہے کہ ماں تندرست رہتی ہے اور مضبوط اولاد پیدا ہوتی ہے اور برعکس اس کے اسقاط کی وجہ سے وہ کمزور ہو جاتی ہے اور پیدائش مسدود ہو جاتی ہے۔

اے غریب فرانس اس نئے قانون سنہ ۱۹۲۰ء نے تیری آبادی کو خودکشی کے خطرناک گڑھے میں ڈھکیل دیا ہے۔

# باب دہم

## طبی مدارس اور تدابیر مانع حمل

خواہش نفسانی کے حالات جسمانی اور روحانی کیفیت کی تشریح اور اس پر قبضہ رکھنے کے اسباب کی تعلیم تمام طبی مدارس میں دینا نہایت ضروری ہے۔ انگلستان میں گذشتہ دو نسلوں سے اس سبق کی طرف سے غفلت برتی جاتی ہے اس وقت بہت سے مشہور و معروف ڈاکٹر ایسے موجود ہیں جو مدت سے معالجہ کر رہے ہیں لیکن ان کے تعلیمی سلسلہ میں تدابیر مانع حمل کا

سبق نہیں دیا گیا۔ ۱۹۲۳ء میں اس امر کی طرف کچھ توجہ ہوئی مگر اب تک وہی حالت ہے جیسا کہ ذیل کی چند مثالوں سے واضح ہوگا کہ ان ڈاکٹروں کو اس بات کا افسوس ہے کیونکہ ان کے صدہا مریضوں میں بہت سے ایسے بھی آتے ہیں جن کا وہ علاج نہیں کر سکتے۔

**مثال ۱** مجھے یونیورسٹی کی تعلیم میں کبھی کوئی لکچر تدابیر مانع حمل پر نہیں دیا گیا۔ غالباً یہ خیال کر لیا گیا ہے کہ بعد ختم تعلیم خود ڈاکٹر اس کمی کو پورا کر لیگا۔

**مثال ۲** باوجودیکہ میں نے ڈاکٹری کی بہت اچھی تعلیم حاصل کی ہے اور کافی شہرت پا چکا ہوں اور عام لوگوں کا خیال ہوگا کہ مجھے ہر معاملہ میں دخل ہے مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے مانع حمل اسباب کے متعلق صرف مردانہ تھیلی یا فرنچ لیدر کا علم ہے اور بس۔

**مثال ۳** میرے پاس ایک ڈاکٹر اس مضمون کا سفارشی خط لایا کہ میں اس کو مانع حمل تدابیر کی تعلیم دوں کیونکہ اس کو صرف فرنچ لیدر کا حال معلوم تھا اور اس کے پاس بہت سے مریض مذکورہ بالا حالات دریافت کرنے آیا کرتے تھے۔

**مثال ۴** اگرچہ میں ڈاکٹر ہوں اور میں نے باقاعدہ تعلیم پائی ہے اور ۵ سال میری شادی کو گذر چکے ہیں لیکن اس وقت تک مجھے خواہش نفسانی کا کچھ علم نہیں تعلیمی زمانے میں مجھے بچہ جناتے اور قابلہ کی معمولی تعلیم کے سبق دیئے گئے تھے مگر اب میرے پاس ایسے اشخاص آتے ہیں جو مانع حمل تدابیر کے متعلق سوالات کرتے ہیں مگر مجھے مجبور ہونا پڑتا ہے کہ میں ان کو کیا جواب دوں۔ اس لئے التماس یہ ہے کہ اس امر معلومہ کے متعلق مجھے تعلیم دے کر ممنون کرو۔

**مثال ۵** تمہاری کتاب وائز پیرنٹ ہڈ (والدین کی دانشمندی) سے حال میں مجھے تدابیر مانع حمل کا علم ہوا جس کا میں مشکور ہوں۔ تم جانتی ہو کہ

ڈاکٹروں کو ان باتوں کا بہت کم علم ہے، حالانکہ عوام الناس آتے ہیں اور ہر قسم کے سوالات اور معلومات دریافت کرتے ہیں۔

مثال ۶ ایک ڈاکٹر صاحب نے یہ لکھا ہے کہ مہربانی کرکے یہ تبلاؤ کہ تم اپنے کلینک (بیت الہدایت) میں کن قواعد کی تعلیم دیتی ہو۔ کیونکہ میرے پاس دو مریض دق کے موجود ہیں۔ جن کی ابھی شادی ہوئی ہے اور وہ یہ چاہتے کہ ان کے اولاد پیدا نہ ہو۔ ورنہ بہت ممکن ہے کہ اولاد میں بھی دق کا مادہ سرایت کر جائے۔ اس لئے تم مجھے ایسی ہدایت لکھ بھیجو اور میں ان کو پوشیدہ رکھوں گا۔ میں دیہات میں بیس برس سے علاج کرتا ہوں۔

مثال ۷ ایک ڈاکٹر صاحب نے مجھے لکھا کہ مہربانی فرما کر میرے ایک مریضہ کو اپنے بیت الہدایت میں ملاحظہ کرکے مناسب ہدایت کر دو۔ کیونکہ مجھے تدابیر مانع حمل کا کچھ بھی علم نہیں ہے اور نہ میں جانتا ہوں کہ اس کو کہاں جانا چاہئے؟

مثال ۸ ایک ڈاکٹرنی صاحبہ نے لکھا کہ دو سال کے عرصہ میں میرے تین بچے ہو چکے ہیں۔ اور میرا دل و دماغ ناکارہ ہو گیا ہے اور میری ٹانگ کی چپنی ہڈی شکستہ ہو گئی ہے اور میرا خاوند بھی باوجودیکہ ڈاکٹر ہے مگر ہم دونوں کو تدابیر مانع حمل کا کچھ بھی علم نہیں ہے۔

مثال ۹ ایک ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے تمہارے کتاب میرڈ لو (محبت شادی) کا مطالعہ ابھی ختم کیا ہے۔ وہ نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہے۔ باوجودیکہ میں خود بھی ڈاکٹر ہوں اور بیس برس سے یہ پیشہ کرتا ہوں اور چار بچوں کا باپ ہوں۔ لیکن مجھے بہت سی ایسی باتوں کا علم ہوا جو پہلے معلوم نہیں تھیں۔ اور میری رائے میں بہت سے ڈاکٹروں کو بھی وہ باتیں معلوم نہیں ہیں۔

مجھے اگر کبھی کسی نے مانع حمل تدبیر دریافت کی ہے تو میں تو اس کو یہ ہی کہتا رہا کہ وہ

حیض کے درمیان کا وقفہ ایک ہفتہ کا ایسا زمانہ ہے کہ ان دنوں میں صحبت کرنے سے
حمل قائم نہیں رہتا۔ مگر اب تمہاری تحریر سے واضح ہوا کہ یہ بات بھی مفید مطلب نہیں
ہے۔ پس مجھے یہ بتلاؤ کہ کونسے عمل مفید ہوں گے۔

مثال ۱۰
مہربانی کرکے یہ بتلاؤ کہ مانع حمل طریقہ کونسا بہتر ہے کیونکہ میرے پاس بہت
سے لوگ ایسے حالات دریافت کرتے ہیں اور میں ان کو صرف پچکاری کرنے
کا عمل بتلا دیتا ہوں مگر افسوس ہے کہ اکثر مریضوں اور خود میری بیوی کو اس عمل سے
مطلب براری نہیں ہوئی۔

مثال ۱۱
ایک ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے اکثر مانع حمل تدابیر کے متعلق سوال کئے
جاتے ہیں تو میں ان کو تمہاری کتاب کا حوالہ دیدیتا ہوں۔ کیونکہ ہم لوگوں کو
مدرسے میں اس کام کی کوئی تعلیم نہیں دی گئی۔

مثال ۱۲
مہربانی فرما کر میری امداد کرکے مشکور فرمایئے کہ میرا لڑکا عنقریب شادی کرنا چاہتا
ہے اور تدابیر مانع حمل جاننے کا خواہشمند ہے مگر میں باوجود ڈاکٹر ہونے کے
اس معاملہ سے ناواقف ہوں۔

الغرض میرے پاس سینکڑوں اس قسم کے خطوط آتے رہتے ہیں عوام الناس کے
ہی نہیں بلکہ ڈاکٹروں کے جو مذکورہ بالا عمل جاننا چاہتے ہیں۔

غرض ۱۹۲۲ء تک مجھے علم نہیں ہوا کہ کسی مدرسے میں عمل مذکورہ پر لکچر دیئے گئے
ہوں ہاں زبانی سنا کہ ایک جگہ اس کی ابتدا ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے
کہ ڈاکٹروں کو عام طور پر مریضوں کا علاج کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے خاص و عام بیماریوں کے
متعلق ان کو کالج میں پوری تعلیم دی جاتی ہے اور عمل بالا بیماری میں شامل نہیں ہے
بلکہ قوم کی کمزوری اور بعض مہلک بیماریوں سے محفوظ رہنے کا طریق ہے۔ اس لئے
اس کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔

میں نے ۱۹۲۲ء میں ایک خاص تحریر اس مضمون کی تمام انگلستان کے مدارس میں بھیجی کہ کیا طبی مدارس کے واسطے کچھ لکچر مانع حمل تدابیر پر مرتب ہوئے ہیں یا کوئی جماعت خاص کھولی گئی ہے؟ تو سب کا جواب نفی میں موصول ہوا۔ اکثروں نے لکھا کہ مضمون بالا ہمارے بروسپکٹس (قواعد کا اشتہار) میں داخل نہیں ہے۔ اس لئے نہ لکچر مرتب ہوئے اور نہ کوئی جماعت کھولی گئی۔

الغرض جب سے میں نے اس قسم کے سوالات اخبارات میں طبع کرائے اور مضامین شائع کئے تو لوگوں کو توجہ ہونے لگی۔ مثلاً امریکہ کے ڈاکٹر نوف صاحب کی کوشش سے اب بہت سے میڈیکل کالجوں میں مضمون بالا پر لکچر دیئے جاتے ہیں۔

دنیا کا کوئی سائنس عوام الناس کے لئے اس قدر مفید نہیں ہے۔ جیسا کہ علم طب اور یہ ہی وہ علم ہے کہ جس کی بدولت مخلوق تندرستی اور صحت حاصل کر سکتی ہے اور تدابیر مانع حمل پر قوم کو عمل کرنے سے بیماری کی جڑ جا سکتی ہے۔

جب سے یہ کتاب میں نے طبع کرائی ہے۔ مختلف میڈیکل کالجوں سے یہ درخواستیں آئیں کہ میں خود وہاں جا کر لکچر دوں اور محکمہ حفظان صحت کے افسروں نے بھی ایسی ہی خواہش ظاہر کی چنانچہ خاص خاص مقررہ تاریخوں پر میں گئی اور حکماء کے جلسوں میں لکچر دیئے۔ جس پر ان لوگوں نے میری بہت تعریف کی۔ اور بہت سے سوالات دریافت کئے۔

رفتہ رفتہ مجھ سے درخواست کی گئی کہ مدارس کے واسطے مضمون تحریر کروں۔ جن کی تعلیم ڈاکٹروں اور قابلہ کو دی جائے اور عملی طور پر بھی ان کو موقع دیا جائے کہ کلینک میں حاضر ہو کر مختلف قسم کی ٹوپیوں کے دخول کا عمل اور اسفنج کا عمل اور دیگر مشکل عملیات کو سیکھیں تا کہ آئندہ جو میونسپل کمیٹیوں کی جانب سے جگہ جگہ بیت الہدایت کھولے جاویں ان میں تجربہ کار ڈاکٹر ملازم رکھے جائیں۔ صرف کسی کتاب کو پڑھ لینے سے کام

نہیں چلتا۔ جب تک کہ عملی طور پر مشق نہ کی جائے۔

سب سے پہلے ۳ دن کا لکچر[۱] جرمنی کے دار الخلافہ برلن کے طبی مدارس کے واسطے تیار کیا گیا اور پھر رسالہ کی صورت میں شائع بھی ہوا اور ایسا ہی انگلستان میں رائل انسٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ نے دس ہفتے کا کورس تدابیر مانع حمل سکھلانے کے واسطے مقرر کیا ہے جس کو مشہور ڈاکٹروں نے مل کر تیار کیا تھا۔

## تدابیر مانع حمل کے بیت الہدایات (کلینک)

عام طور پر یہ مشہور ہے کہ سب سے پہلا بیت الہدایت مانع حمل ڈاکٹر ایلیٹا جیک صاحب نے ملک ہالینڈ میں جاری کیا۔ لیکن فی الحقیقت ایسا نہیں ہوا بلکہ پہلا شفاخانہ انگلستان میں قائم ہوا جس کے کافی شہادت موجود ہیں۔ کیونکہ ہالینڈ گورنمنٹ نے کوئی رقم خرچ کی اس کام کیواسطے عطا نہیں کی۔ ہاں ڈاکٹر موصوف اپنے گھر کے شفاخانے میں ایسا عمل بھی کرتے رہے۔

چنانچہ ایسا ہی امریکہ میں ڈاکٹر مارگاریٹ سینگر صاحبہ نے ۱۹۱۶ء میں اپنے

---

[۱] یہاں لکچر تیار کرنے والوں کے نام بھی درج ہیں جن کو میں نے لکھنا غیر ضروری سمجھا۔ مترجم

شفاخانے میں تدبیر مانع حمل کا عمل شروع کیا گیا مگر پولیس کی طرف سے وہ بند کرادیا گیا۔
لیکن انگلستان میں ۱۹۲۱ء ماہ مارچ کی ۱۷ تاریخ کو لندن میں اس عمل کا
شفاخانہ باقاعدہ گورنمنٹ کی طرف سے جاری کیا گیا اور اس میں مردوں کے واسطے
مرد ڈاکٹر اور عورتوں کے لئے لیڈی ڈاکٹر مقرر کی گئی۔ جہاں مفصلہ ذیل قسم کے
مریض آتے رہے۔

الف۔ وہ عورتیں جن کو وضع حمل کے وقت بہت تکلیف ہو چکی تھی اور وہ
خوفزدہ ہو گئی تھیں۔

ب۔ وہ والدین جن کو نسلی کوئی خاص بیماری تھی۔

ج۔ وہ تمام شادی شدہ زوجین جو مفلسی کی وجہ سے زیادہ اولاد کی
پرورش نہیں کر سکتے تھے۔

د۔ تمام وہ شادی شدہ مرد و عورت جن کی یہ خواہش تھی کہ ایسا کیا جاوے

ہ۔ قابلہ اور دایہ عورتیں جو اس عمل کو سیکھنا چاہتی تھیں

طریق تعلیم
بذریعہ چھپی ہوئی ہدایات کے جس میں طریق کار اور احتیاط وغیرہ
بہت مشرح طور پر لکھی ہوئی تھی
مختلف قسم کے شیافات کا استعمال

خاص ہدایات نسلی بیماریوں اور چھوت والی بیماریوں کے واسطے خواہ شوہر بیمار ہو
یا زوجہ۔

جب کہ اعضائے اندرونی کی ساخت میں خاص تغیر موجود ہو تو کیا عمل کیا جاوے
سب سے پہلے میرے خاوند اور میں نے ایسا شفاخانہ اپنے مکان میں کھولا تھا
پھر گورنمنٹ نے ہماری درخواست پر تمام اخراجات برداشت کر کے باقاعدہ شفاخانہ
جاری کیا اور تربیت یافتہ قابلہ اور دائیاں وغیرہ مقرر ہوئیں۔ پھر رفتہ رفتہ جس قدر تجربہ

زیادہ ہوتا گیا ویسے ہی معالجہ میں بھی اصلاح پیدا ہوتی ہوگئی - چنانچہ اس وقت ستر بیت الہدایت تمام انگلستان میں پھیلے ہوئے ہیں - جو دس بجے سے ۴ بجے شام تک کھلے رہتے ہیں -

امریکہ میں دو قسم کے شفاخانے موجود ہیں ایک تو وہ جو خاص مانع تدابیر حمل کا عمل سکھلاتے ہیں دوسرے وہ جن میں دیگر بیماریوں کے ساتھ یہ عمل بھی سکھلایا جاتا ہے - چنانچہ بہت سے بیت الہدایت وہاں بھی جاری ہو گئے ہیں - جو محکمہ حفظ صحت سے تعلق رکھتے ہیں اور اب میونسپل کمیٹیوں کی طرف سے بھی ایسے شفاخانے کھلنے شروع ہو گئے ہیں -

واضح رہے کہ پبلک کا عام رجحان طبع اس عمل کی طرف ہے پھر بھی بہت سے لوگ اس کو بیہودہ اور فضول خیال ہی نہیں کرتے بلکہ اس کے خلاف کوشش بھی کرتے رہتے ہیں اور طرح طرح سے بدنام کرتے ہیں - یہاں تک کہ محکمہ کے اسٹاف کو رشوتیں دیتے ہیں - اس نے کمشنر کے سامنے ہر نئے ملازم کو بھرتی کرتے وقت اس سے قسم لی جاتی ہے اور ایک کاغذ کی خانہ پوری کرائی جاتی ہے -

ایک مرکزی بیت الہدایت جو ۱۹۲۱ء میں شروع ہوا تھا ۱۹۲۵ء میں رجسٹر سے پایا گیا کہ اس میں پانچ ہزار مریض آچکے ہیں جن میں سے ۴۳۸۴ نے یہ عمل اس لئے سیکھا کہ بوجہ مفلسی اولاد پیدا نہ ہو اور ۶۶ بانجھ عورتیں علاج کرانے آئیں تاکہ اولاد پیدا ہو - چنانچہ ہماری ہدایات پر عمل کرنے سے صحیح و سالم بچے ان کے ہاں پیدا ہوئے

بعض ہمارے بدخواہ آدمیوں نے مشہور کیا کہ مدرز کلینک (ماؤں کا بیت الہدایت) وہ مقام ہے جہاں نوجوان چھوکریاں اور آوارہ عورتیں اس لئے جاتی ہیں کہ یہ عمل سیکھ کر دوسری عورتوں کو برا کام سکھلائیں اور ورغلائیں - لیکن یہ بالکل غلط ہے - ہر شخص ہمارے رجسٹروں کو آکر ملاحظہ کر سکتا ہے چنانچہ پانچ ہزار حاضرین کی

تعداد کی حالت یہ تھی - شادی شدہ ۴۹۴۶ - کنواریاں صرف ۲ جنکی منگنی ہوچکی تھی صرف ۲۵۲ - اب ۱۹۲۸ء میں دس ہزار کی تعداد پوری ہوچکی ہے جس کی رپورٹ شائع کی جاچکی ہے تاکہ خاص وعام کو مطلب معلوم ہوجاوے ان میں سے ۴۹۱۲ کتخدا عورتیں آئیں - کنواری لڑکیاں جو حاملہ ہوگئی تھیں ۵ اور جن کی منگنی ہوکر شادی ہونے والی تھی ۸۳ اور ان میں سے ۸۲۵۳ عورتوں کے بچے بھی ہوچکے تھے

مذکورہ بالا دس ہزار عورتوں میں سے صرف ایک عورت کو حمل رہ گیا جس کی بابت میرا خیال ہے کہ ہمارے بیت الہدایت میں آنے سے پہلے وہ حاملہ ہوچکی تھی اور چونکہ حمل چند روز کا تھا اس لئے اس کو خود علم نہیں تھا -

رسالہ برتھ کنٹرول نیوز میں ۴۳ نہایت غریب عورتوں کا حال طبع ہوا کہ ایک ویلفر سنٹر کے ڈاکٹروں نے یہ رائے ظاہر کی کہ وہ ناقابل علاج ہیں ان کو تدابیر مانع حمل سے نفع نہیں پہنچ سکتا - لیکن میری رائے اس کے برعکس ہے رفتہ رفتہ آیندہ ہماری غلطیوں کی اصلاح ہوتی رہیگی - اور سب کا علاج کیا جاسکتا ہے -

بعض آدمیوں کا خیال ہے کہ جو فہرست حمل آیندہ صفحہ پر مندرج ہے وہ بالکل صحیح نہیں ہے کیونکہ عورتیں تعداد حمل کو بھول جاتی ہیں اور خاص کر جب کہ وہ خود بخوشی اسقاط کراتی ہیں یا قدرتی طور پر اسقاط ہوجاتا ہے - مثلاً ایک عورت نے مجھسے بیان کیا میں جبتک حاملہ ہونے کے قابل رہی برابر اسقاط کراتی رہی ہر دوسرے تیسرے مہینے کا حمل نکال دیتی تھی - میرے پاس اس عمل کے واسطے گولیاں موجود رہتی تھیں

افسوس یہ بات کس قدر پریشان کن ہے لیکن ایسے واقعات کم ہوا کرتے ہیں - یہ بھی واضح رہے دو تین حمل کے بعد بچوں کی موت یا اسقاط دس فیصدی تک ہوتا ہے - اور پانچ حمل تک ۲۲ فی صدی لیکن ۱۲ حمل تک نوبت ۳۳ فیصدی تک پہنچ جاتی ہے -

مدرز کلینک نامی بیت الہدایت کا کام بابت ختم ماہ جولائی ۱۹۲۸ء

دس ہزار عورتوں کی کیفیت جو وہاں آئیں اور جن میں سے ۸۲۵۳ آنے سے قبل اصاحب اولاد ہو چکی تھیں

| تعداد حمل | | | بچے زندہ رہے | وضع حمل کے بعد مرے | اسقاط | میزان مصائب | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| تعداد | وقوعے | میزان | میزان | میزان | میزان | اموات بحالت جنین | حمل فی صدی |
| پہلا حمل | ۱۹۵۰ | ۱۹۵۰ | ۱۶۷۴ | | | | |
| دوسرا حمل | ۲۰۹۴ | ۴۱۸۸ | ۶۷۶۴ | ۵۱۵ | ۷۶۹ | ۱۳۹۴ | ۱۱ر۹۷ |
| تیسرا حمل | ۱۵۵۴ | ۴۶۶۱ | ۳۹۶۸ | | | | |
| چوتھا حمل | ۹۹۸ | ۳۰۹۲ | ۳۱۳۵ | ۲۸۰ | ۵۷۷ | ۸۵۷ | ۲۱ر۴۷ |
| پانچواں حمل | ۵۹۷ | ۲۹۸۵ | ۲۲۷۸ | ۲۴۰ | | ۷۰۷ | |
| چھٹا حمل | ۳۶۲ | ۲۱۷۲ | ۱۶۴۰ | ۲۰۱ | ۴۶۷ | ۵۳۱ | ۲۳ر۶۹ |
| ساتواں حمل | ۲۴۵ | ۱۶۱۵ | ۱۲۴۶ | ۱۷۴ | ۳۳۱ | ۴۶۹ | ۲۴ر۵۰ |
| آٹھواں حمل | ۱۶۴ | ۱۳۱۲ | ۹۳۸ | ۱۵۷ | ۲۹۵ | ۳۷۴ | ۲۷ر۳۵ |
| نواں حمل | ۱۰۰ | ۹۰۰ | ۶۲۳ | ۱۰۱ | ۲۱۶ | ۲۵۷ | ۲۸ر۵۰ |
| دسواں حمل | ۶۴ | ۶۴۰ | ۴۴۷ | ۸۷ | ۱۵۲ | ۱۹۳ | ۲۸ر۵۶ |
| گیارہواں حمل | ۴۵ | ۴۹۵ | ۳۴۳ | ۷۱ | ۱۰۶ | ۱۵۲ | ۳۰ر۵۲ |
| بارہواں حمل | ۳۸ | ۴۵۶ | ۲۷۷ | ۸۸ | ۸۱ | ۱۷۹ | ۳۰ر۷۱ |
| تیرہواں حمل | ۱۵ | ۱۹۵ | ۱۱۷ | ۴۳ | ۹۱ | ۷۸ | ۲۹ر۲۳ |

واضح رہے کہ جب ہمارا بیت البدایت قائم ہوا تو اول اول معمولی عورتیں مشورے کے واسطے آتی رہیں لیکن رفتہ رفتہ زیادہ بیمار عورتیں بھی آئیں چنانچہ ۱۹۲۲ء میں انکی تعداد پونے دو فیصدی تھی ۱۹۲۳ء میں ساڑھے تیرہ فی صدی اور ۱۹۲۴ء میں تقریباً چونتیس فی صدی یہاں تک کہ اب ان کی تعداد ۴۴ فی صدی تک پہنچ گئی ہے

اب جو لوگ ہمارے خلاف ہیں اور کہتے رہتے ہیں کہ محکمہ محافظ صحت کی وزارت نے ایسی کیا ضرورت سمجھی ہے کہ تدابیر مانع حمل کے دار الشفا مقرر کرکے بیجا خرچ کیا کیونکہ اس مضمون پر کتابیں بہت سی موجود ہیں جو جاننا چاہتا ہو ان کو پڑھ کر اپنا مطلب حاصل کرے اور ربر کی اشیا فروخت کرنے والوں کی دوکانوں سے ہر عورت ایک فہرست حاصل کرکے اپنے مطلب کی چیز خرید سکتی ہے ۔

میں اس کا جواب یہ دیتی ہوں کہ ایک تندرست عورت تو سب کچھ کر سکتی ہے لیکن جن کے عضو مخصوص میں اولاد ہونے سے خرابیاں ہو گئی ہیں وہ کیا کریں ۔ یا قدرتی طور پر جن کے عضو متغیر ہیں وہ خود کس طرح علاج کریں ۔ ان دس ہزار عورتوں میں جو یہاں آئیں ان سے خاص مریضہ کی تعداد درج ذیل ہے

| حالت مرض | اول کی پانچ ہزار عورتوں میں سے | دوسری ۵ ہزار عورتوں میں سے |
|---|---|---|
| ایسی عورتیں جن کی عنق الرحم چر گئی تھی | ۴۹۶ | ۸۲۵ |
| وہ عورتیں جن کا رحم باہر نکل آیا تھا | ۱۹۶ | ۱۳۹ |
| وہ عورتیں جن کے عضو مخصوص متغیر الشکل تھے | ۲۱۵ | ۱۲۹۳ |
| میزان | ۹۰۷ | ۲۲۵۷ |

اب مدعیان خلاف بیت البدایت غور کریں جو کہتے ہیں کہ ایسے شفاخانوں کی پبلک کے واسطے ضرورت نہیں ہے ۔ ہمارے شفاخانوں میں حاملہ عورتیں نہیں آیا کرتی ہیں ۔ شاید بعض لوگ یہ دریافت کریں کہ دس ہزار عورتوں کے ساتھ جو ہمارے

بیت الہدایت میں آئیں کیا طریق عمل برتا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے

| | |
|---|---|
| (۱) چھوٹی بلند برجی والی ربر کی ٹوپیاں معہ عکینی اشیاف کے استعمال ہوئیں | ۶۰۵۲ |
| (۲) اسفنج اور سرکہ | ۲۱ |
| (۳) روغن زیتون میں اسفنج تر کیا ہوا | ۱۹۱۰ |
| (۴) ڈچ کیپ | ۲۷ |
| (۵) دول ہیپن جس میں دوا لگی ہوئی تھی۔ | ۱۵ |
| (۶) مزفا نامی کیپ | ۱ |
| (۷) زنانی تھیلی یا فمیل شیتھ | ۱ |
| (۸) کونین پیسیری۔ (شیافت کونین) | ۲ |
| (۹) شوہروں کے لئے | ۱۷۰ |

# باب دوازدہم ۱۲

## بیت الہدایات از جانب میونسپل کمیٹی

محکمہ وزارت تندرستی کا اجازت نامہ (جسکی مکمل نقل گذشتہ صفحوں پر ناظرین نے ملاحظہ کی) کا یہ اثر ہوا کہ ملک کی بہت سی کمیٹیوں اور خاص خاص آمیوں نے اس کے متعلق کافی حصہ لیا اور پوری توجہ کی۔

اب انگلستان میں ہر جگہ طریق مانع حمل سکھلانے کے واسطے بیت الہدایات موجود ہیں اگرچہ ان میں بعض تو بیجان اور ادھورے سے ہیں لیکن خاص خاص مکمل طور پر کام انجام دے رہی ہیں۔ ذیل میں مشرح طور پر ان اشیار کا ذکر لکھا جاتا ہے۔ جن کی

ضرورت ہر ایسے مکان میں ہوا کرتی ہے۔ عموماً تین کمرے اس کام کے واسطے ہوا کرتے ہیں۔ ایک کمرہ ملاقات یا منتظر خانہ دوسرا کمرہ سامان رکھنے کا تیسرا وہ کمرہ جس میں لیڈی ڈاکٹر یا تربیت یافتہ نرس طریق مانع حمل عملاً سکھلاتی اور بتاتی ہے اگر ان کمروں میں بجلی کی روشنی ہو تو بہت اچھا ہے۔

(۱) اس کی کھڑکیوں کے شیشے گھسے ہوئے چاہئیں جن میں باہر سے کچھ نظر نہ آئے یا ہلکے پردے پڑے رہیں۔ ایک پردے کی جگہ کپڑے اتارنے کے لئے ہو اور ایک پردہ ڈاکٹر کے واسطے۔

(۲) ایک پاخانہ کا برتن جس کا تعلق گرم پانی کے نل سے ہو بشرط ممکن اور ٹھنڈی پانی کا نل۔

(۳) گھلے ہوئے صابن کا برتن۔ عام صابون کی ٹکیاں۔ ناخن صاف کرنے کا برش ہاتھ پونچھنے کے تولئے کافی تعداد میں۔

(۴) ایک تام چینی کا بڑا برتن جس میں جلی ہوئی دیا سلائی۔ روئی یا پونچھی ہوئی اُولن وغیرہ کثیف چیزوں کے ڈالنے کے لئے۔

(۵) گاس یا بجلی کا آتشدان۔ مع حلقہ کے۔

(۶) تام چینی کا اتنا بڑا برتن جس میں چند ٹوپیاں اور ہاتھ کے دستانے کا جوڑہ ڈالا جاسکے واسطے صاف کرنے کے۔

(۷) ایک کیتلی پانی گرم کرنے کے واسطے۔

(۸) روشنی کے رخ کو بچھی ہوئی ایک کوچ جس پر مریضہ کو لٹا کر امتحان کرتے ہیں۔

(۹) ایک چھوٹی سی تپائی عورت کے کوچ پر آسانی چڑھنے کے لئے۔

(۱۰) کوچ کے واسطے ایک صاف چادر یا دو

(۱۱) ایک آئینہ ایک فٹ چوڑا۔ ڈہائی یا تین فیٹ لمبا جو دیوار سے اس طرح آویزاں

کیاجاتا ہے کہ بآسانی اونچا یا نیچا حسب ضرورت ہو سکے تاکہ مریضہ اس میں سے دیکھتی رہتی ہے کہ قابلہ کس طرح ٹوپی کو اس کی اندام نہانی میں رکھتی ہے - ایک بجلی کی ٹورچ - (مشعل)

(۱۲) ایک میز مع دراژوں کے جس میں مریضہ کا حال لکھنے کے واسطے کارڈ ہوں

(۱۳) ایک پاخانہ جس میں غریب عورتوں کو عمل کرنے سے بیشتر آنتوں کو خالی کرایا جائے

(۱۴) زمانہ حال کی مجوزہ چند نشست غیر محتاط مریضوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ رکھنے کے واسطے -

مذکورہ بالا اشیار کے علاوہ سامان ذیل نہایت ضروری ہے -

(۱۵) آلہ اسپیکیولم و بجائی فی دفرج ہیں) ایک قلعی شدہ دہات کی نلی ہوتی ہے جس کو عضو مخصوص میں ڈاکٹر اس کے اندر کا حال معائینہ کرتے ہیں - یہ چھوٹے بڑے اور کئی شکلوں کے ہوتے ہیں -

(۱۶) چھوٹے موچنے -

(۱۷) ڈاکٹر یا قابلہ کے واسطے ربڑ کے دستانے -

(۱۸) لائی سول نامی دوا واسطے استعمال کے لیکن مریضہ کو گھر کے استعمال کے واسطے ہرگز نہیں دینی چاہئیں -

(۱۹) دو تین تام چینی کے پیالے جن کا قطر ۵ یا ۶ انچ کا ہو -

(۲۰) دو تام چینی کے پیالے جن کا قطر ۶ انچ سے زاید دس انچ تک کا ہو

(۲۱) ویسلین رکھنے کا مرتبان -

(۲۲) پسی ہوئی چاک مٹی - دستانے اور ٹوپیاں خشک کرنے کے لئے -

دھنکی ہوئی روئی

(۲۳) ہر ڈاکٹر کی رائے کے بموجب مختلف قسم کی ٹوپیاں کم و بیش مقدار میں رکھنی چاہئیں

لیکن ہمارے بیت الہدایت میں چودہ ہزار مریضوں کے لئے جو سامان خرچ ہوا اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ کام شروع کرنے کے واسطے کس قسم کا سامان رکھنا چاہئے ۔

(الف) ڈرچ ربڑ یا فرام کیپ ۵۴ سے ۸۵ ملی میٹر قطر کی ناپ کی ۔

(ب) ایک یا دو سلسلہ وار چھوٹی بڑی نمونے کے مکمل سیٹ ٹوپیوں کے اس لئے رکھنے چاہئیں کہ ڈاکٹر حسب ضرورت مریض کے اندر رکھ کر اندازہ کر سکے کہ کونسا ٹھیک ہے ۔

(ج) مریضوں کے دینے کے لئے نصف درجن سٹ جو زیادہ خرچ ہوتے ہوں ۔

(د) ۶۰ سے ۷۵ ملی میٹر کے ناپ کے صرف چھ عدد ٹوپیاں ۔

(ہ) ایک نلی کنٹراسیپٹیو جیلی کی مع ٹوپی کے طریق عمل سکھلانے کے لئے ۔

(و) ایک درجن نلیاں مذکورہ بالا واسطے فروخت کے جو خریدنا چاہے ۔

(ز) چھوٹے بڑے رشیل اور کلوسیو کیپ کا پوراسٹ ڈاکٹر کے امتحان کرنے کے واسطے اور طریق عمل سکھلانے کے واسطے ۔

(ح) ذیل میں ان ٹوپیوں کے قد اور تعداد لکھی جاتی ہے جو عام طور پر کام میں آتے ہیں

| قد | تعداد | قد | تعداد |
|---|---|---|---|
| نمبر صفر | ایک درجن | نمبر ایک | ۵ درجن |
| نمبر ۲ | ۵ درجن | نمبر ۳ | ۳ سے ۴ ½ درجن |

(ط) روغنی سشیاف کے ۱۲ بکس جو ہر بکس میں ۱۲ عدد ہوتے ہیں ۔

(ی) رشیل اسفنج سب سے بڑے قد والا ایک ۔ بڑا ایک عدد اور مختلف قد کے جنکی مریضوں کو ضرورت ہو نمبر ایک کے ۵ درجن

〃 نمبر ۲ کا نصف درجن

(ک) روغن زیتون خالص حسب ضرورت ۔

(ل) روغن زیتون جس میں ادویات آمیز ہوں ۔

(م) دیگر قسم کے سشیافات ڈاکٹر کی رائے کے بموجب

(ل) خاص قسم کی پچکاریاں ایک دو کافی ہیں

(س) کشتی جس میں ضرورت کا سامان رکھ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجائیں۔

(ع) مذکورہ بالا ضروری اشیاء کے علاوہ کم ضروری اشیاء بھی مثل تولیہ جھاڑن وغیرہ کے کافی تعداد میں رکھنے چاہئیں۔

جس بیت الہدایت میں کام کرتی ہوں وہ بہت صاف ستھرا ہے اس میں ہلکا آسمانی رنگ دیواروں پر کیا گیا ہے اور گلدستوں میں پھول سجے رہتے ہیں تاکہ مریضہ کو یہاں آکر خوشی حاصل ہو۔

میرا قاعدہ ہے کہ میں ہر مریضہ سے نہایت خوش اخلاقی کا برتاؤ کرتی ہوں اور اس سے یہ بھی دریافت کرتی ہوں کہ تمہارا خاوند کب جماع کرتا ہے اور کونسے اس سے کام کرتا ہے تاکہ جو عمل خراب ہیں اور ان سے عورت کو نقصان ہوتا ہے آیندہ کے واسطے ہدایت کردوں۔ میرے تمام محکمہ کے ڈاکٹر اور دائیاں قابل تربیت یافتہ اور شادی شدہ بچوں کی مائیں ہیں۔ اول وہ مریضہ کا معائنہ کرکے انکے حالات قلمبند کرتی ہیں پھر ڈاکٹر امتحان کرکے تجویز کرتا ہے اس کے بعد قابلہ اس عورت کو وہ مجوزہ ٹوپی اندر رکھنے کی ترکیب ہی نہیں تلاتی ہے بلکہ اس سے عمل کرادیتی ہے۔ میں غریب عورتوں کے ساتھ بھی نہایت اخلاق سے پیش آتی ہوں اور بکشادہ پیشانی ان سے باتیں کرتی ہوں۔ کیونکہ میں نے سنا تھا کہ دوسرے بیت الہدایت میں غریبوں کے ساتھ نہایت درشتی اور بد اخلاقی کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے پھٹے پرانے کپڑے پہن کر خود تجربہ کیا اور دو تین جگہ گئے تو مجھے حالت کا اندازہ کرکے بہت افسوس ہوا کہ یہ دولت کے بندے اپنے ہم جنس غریبوں کو آدمی ہی خیال نہیں کرتے جو نہایت شرم کی بات ہے۔ ہم کو سب کے ساتھ بسلوک پیش آنا چاہئے کیونکہ ہم سب ایک ہی درخت کے پھل ہیں

میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ جبتک مریض کو دس پندرہ منٹ تک سستانے[1] کے واسطے
اور آرام کرنے کے لئے نہ دیئے جائیں۔ تو ہمارے عضو باقاعدہ اپنی اپنی جگہ ٹھیک کام نہیں
کرتے اس لئے اگر کوئی عورت گھبرا جائے یا گھبرائی ہوئی بیت الہدایت میں داخل ہو اور ڈاکٹر
فوراً اس کا امتحان کرکے ٹوپی تجویز کردے تو بعض اوقات وہ صحیح نہیں ہوتی اور حمل رہ جاتا ہے
جیساکہ دیگر بیت الہدایت میں ہوتا رہتا ہے اس لئے میرے عملہ کے آدمی ہمیشہ مریض کو آرام
سے تھوڑی دیر بٹھاکر اس سے گذشتہ حالات دریافت کرتے ہیں اور ایسا ہی
سب کو کرنا چاہیئے۔

# اشکال آلات

جو اپنے اصلی قد میں بنائے گئے ہیں اور انکی مختصر تشریح۔
مختلف شکلیں ان زنانہ ربر کی ٹوپیوں کی جو اندام نہانی میں عنق الرحم پر پہنائی جاتی ہیں

(۱) سے (۴) تک ۔ Occlusive cap ۔ اوک کلوسیو کیپ
کی ہیں۔ جن میں سے چوتھی شکل کو Racial ریشیل بھی بولتے ہیں اور یہ چھوٹی ہوتی
(۵) بھی مذکورہ بالا قسم میں سے ہے اور بنام Mizpah مزپاہ مشہور ہے
(۶) Diaphragm cap ڈایا فرام کہلاتی ہے اس کو ڈچ کیپ Dutch cap
بھی کہتے ہیں اس میں صبات کا کمانی دار کنارہ ہوتا ہے اور متوسط قد کی ہوتی ہے۔
(۷) یہ بھی ڈایا فرام کی ایک قسم ہے اوپر سے پھولی ہوئی اور بنام Dumas

---

[1] حکماء یونانی ہمیشہ سے اس پر عامل ہیں وہ جب تک مریض آرام سے بیٹھ نہ جائے اور اس کا سانس
درست نہ ہو جائے نبض نہیں دیکھتے کیونکہ جو مریض چل پھر کر آیا ہو یا متفکر ہو اس کی نبض کی حرکت
تبدیل ہو جایا کرتی ہے۔ مترجم

ڈوس مشہور ہے

(۸) اوکلسیو قسم کی ایک ٹوپی ہے جس پر اسفنج منڈھا رہتا ہے اور ایک ڈورہ بھی باہر کھینچنے کے واسطے لگا رہتا ہے۔

(۹) ڈایا فرام کی ٹوپی بنام۔ Matrisalus میٹری سالوس مشہور ہے

(۱۰) باریک قسم کی زنانہ تھیلی بنام[1] Capote angalaise کیپوٹ انگلیس مشہور ہے

(۱۱) پورشیو Portio قسم کی ٹوپی ہے جو ملایم قسم کی دھات سے بنتی ہے اس کا نیچے کا کنارہ ذرا سخت دھات کا ہوا کرتا ہے۔

(۱۲) یہ بھی تمام وکمال دھات سے بنتی ہے۔ فرق یہ ہے اس کے کنارے کٹے ہوئے ہوتے ہیں۔

(۱۳) پورشیو قسم کی دھات سے بنی ہوئی ایک قسم کی ٹوپی ہے۔

(۱۴) یہ بھی پورشیو قسم کی ہے دھات سے بنی ہوئی جس کے بالائی حصے میں ۴ سوراخ ہوتے ہیں جو اندر کی جانب ایک پردے کے ذریعہ کھل اور بند ہو سکتے ہیں۔ اس کا نام Kaeser کلیسر مشہور ہے۔

(۱۵) پورشیو قسم کی دہری پیچیدہ ساخت کی ٹوپی ہے جس کے اندر جرم مارنے والی دوا کا سفوف رکھ دیتے ہیں۔

(۱۶) پورشیو قسم کی مضبوط دھات بنی ہوئی ایسی ٹوپی ہے جس کے بالائی حصے پر ایک پردہ کھلتا بند ہوتا ہے اس کو حجبی[2] Hygibe بولتے ہیں۔

ذیل میں ان آلات کی شکلیں پورے قد کی بنی ہوئی ہیں جو جوف رحم میں داخل

---

[2] عربی زبان میں حاجب پردہ دار کو کہتے ہیں۔ غالباً یہ لفظ اس سے بنایا ہے۔ مترجم

[1] مصنوعی ہاتھی دانت جو ربڑ یا دیگر نباتی ریشوں کو تیزاب میں گلا کر اور دیگر اشیاء ملا کر تیار کیا کرتے ہیں۔ مترجم

کہے جاتے ہیں اُن کو Stud سٹڈ اور پن بولتے ہیں

(۱۷) یہ آلہ دہات کا بنا ہوا ہے اوپر سے بٹن کی طرح گھنڈی دار ہے جس میں دو ٹانگیں جڑی ہوتی ہیں ان کو جوف رحم میں داخل کرنے سے بٹن دار حصہ فم رحم کو بند کر دیتا ہے۔

(۱۸) مذکورہ بالا قسم کا آلہ silk wormstaring سلے سیلولائڈ سے بناتے ہیں یا ہاتھی دانت سے یا کسی اور نرم دہات سے جس میں ایک چھلا تانت کا بنا ہوا بھی پڑا رہتا ہے۔

(۱۹) سٹڈ اور پن کی قسم کا بٹن دار آلہ ہے جس کو فم رحم میں داخل کرنے سے گھنڈی اس کے منہ کو بند کر دیتی ہے۔ یہ سونے چاندی اور ہاتھی دانت کے اکثر بنتے ہیں

(۲۰) یہ سونے کا بٹن اور کمانی یا پن ہے جس کو Wish bone وش بون کہتے ہیں۔

(۲۱) چھوٹی قسم کا سینٹری اسفنج ہے جو عام طور پر بازار میں فروخت ہوتا ہے۔ اور اس کے استعمال سے اکثر ناکامیابی ہوا کرتی ہے۔

(۲۲) ریشمی قسم کا بڑا اسفنج جو شکل میں چپٹا ہوتا ہے وسط میں سے پون انچ موٹا اور کناروں کی جانب سے پتلا۔

(۲۳) اوک کلوسیٹر Occlusator ربر کا اسفنج ہے جس میں ایک سوراخ جوش مارنے والے شیاف کے رکھنے کے واسطے بنا ہوا ہوتا ہے۔ اور رکھنے سے پہلے شیاف کو سوراخ میں رکھ لیا کرتے ہیں اور باہر نکالنے کے واسطے ایک ڈنڈی بھی لگی رہتی ہے۔

(۲۴) دہات کی کمانی والا ٹوپ ہے جس کو درچ کیپ بولتے ہیں۔

(۲۵ و ۲۶) یہ اوکلوسیو کیپ سے ملتی ہوئی ٹوپی ہے جسکو بابی میسٹن صاحب نے تجویز کیا ہے نقشے میں سیاہی اور الٹی طرف سے شکل بنا کر دکھلائی ہے اس کے بالائی گڑھے میں جوش مارنے والے سفوف یا کیا رکھدی جاتی ہے

(۲۷) ریشم کا ستارہ معہ ریشم کے چھلے کے بنا ہوا ہے چاندی کے تار پر۔

(۲۸) چاندی کے تار کو موڑ کر چھلا بنایا ہے مذکورہ بالا نمونے پر ۔ (۲۹) یہ اوزار مذکورہ بالا چھلوں کو مقام مخصوص میں اصل مقام پر رکھنے میں کار آمد ہوتے ہیں (۳۰) میں رحم اور ملحقات وغیرہ کا نقشہ بنا کر دکھلایا ہے اور پورشیو کیپ عنق الرحم پر چڑھی ہوئی ہے اور زیادہ احتیاط کے واسطے اوک کلوسیو کیپ بھی ریشمی قسم کی اس پر چڑھا دی گئی ہے

(۳۱ و ۳۲) اس نقشے میں ٹوپی کا صحیح استعمال دکھلایا ہے دیکھو اس سے فم رحم پوشیدہ ہو گیا ہے لیکن (۳۲) میں وہ ٹوپی اندام نہانی کی نالی میں پڑی ہوئی ہے اور رحم کا منہ اس سے پوشیدہ نہیں ہوا۔ اس سے عورت ضرور حاملہ ہو جاتی ہے۔

---

سلے عربی زبان میں حاجب پرندہ دار کو کہتے ہیں۔ غالبا یہ لفظ اس سے بنایا ہے مترجم

سلے مصنوعی ہاتھی دانت جو روئی یا دیگر نباتی ریشوں کو تیزاب میں گلا کر اور دیگر اشیا ملا کر تیار کیا کرتے ہیں مترجم

(۴)
(۳)
(۵)
(۲)
(۶)
(۱)

(۹)
(۱۰)
(۸)

(۲۰)
(۱۴)
(۱۹)
(۱۸)
(۱۳)
(۱۷)
(۱۶)
(۱۲)
(۱۱)
(۱۵)

۱۴۱
(۲۱)
(۲۲)
(۲۴)
(۲۳)
(۲۶)
(۲۵)

(۲۷)
(۲۸)
(۲۹)

شکل (۳۰)
دھڑ کی ہڈیاں
رحم
جوف رحم
مثانہ
پوشیوکیپ
اوکلوسیوکیپ
اندام نہانی کی نالی
پیشاب کی نالی
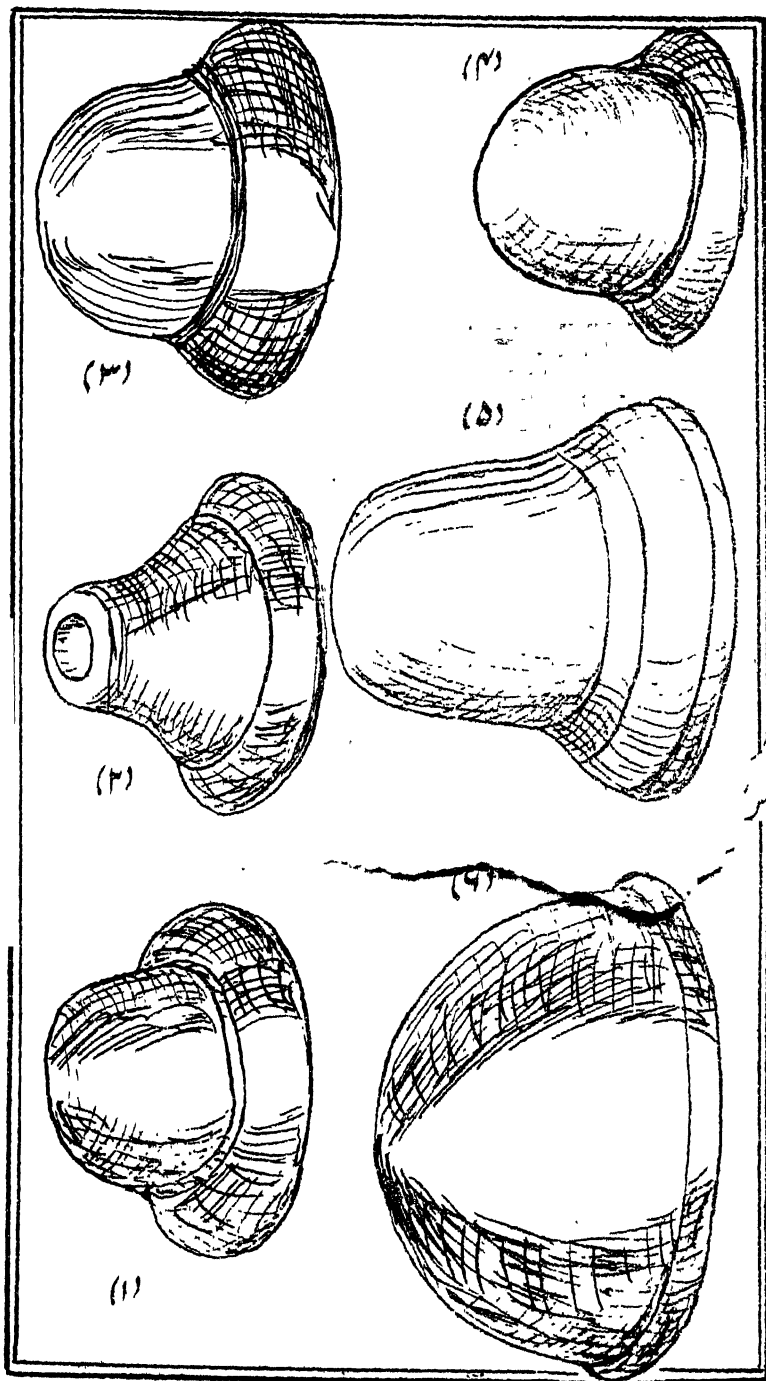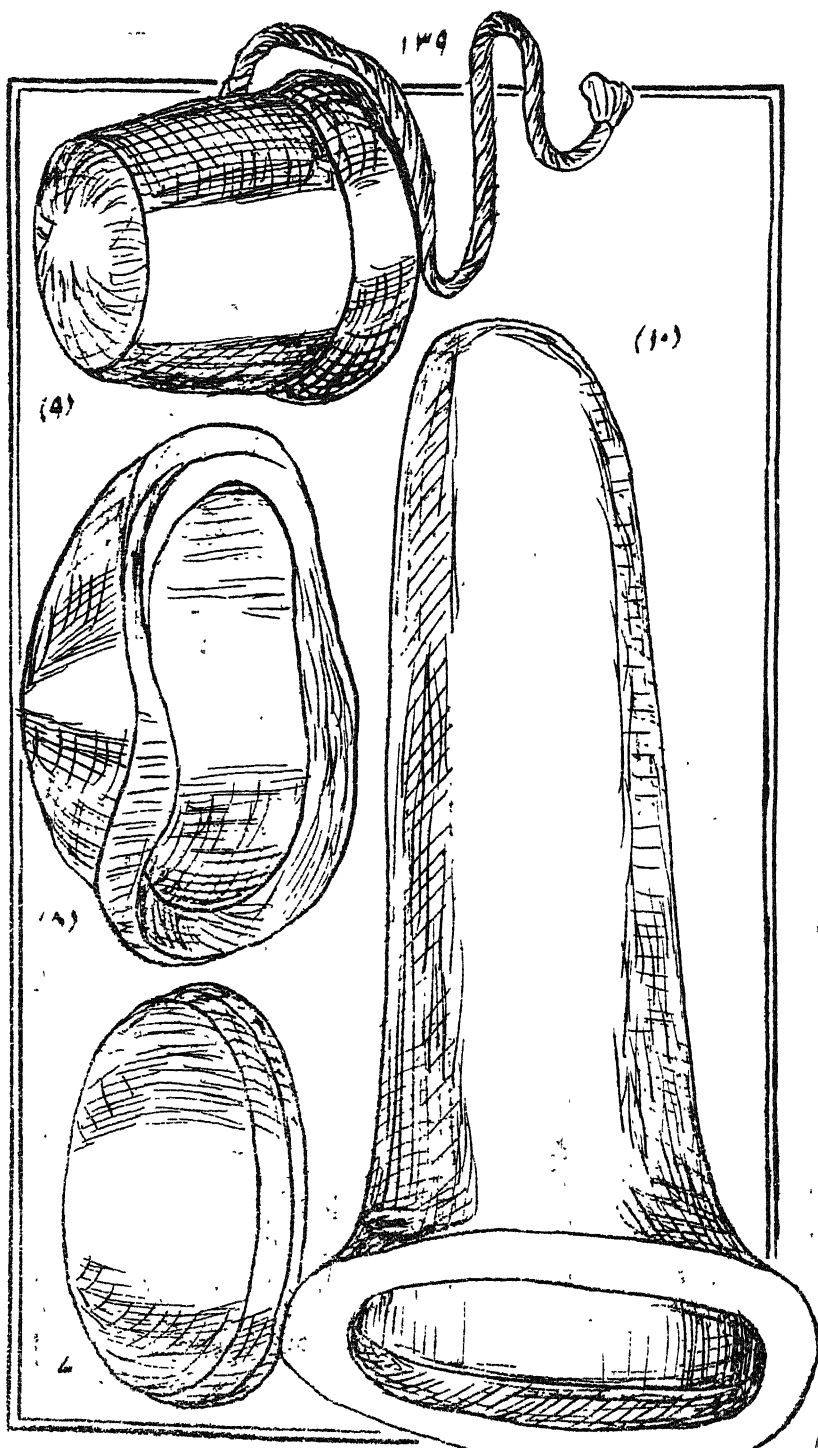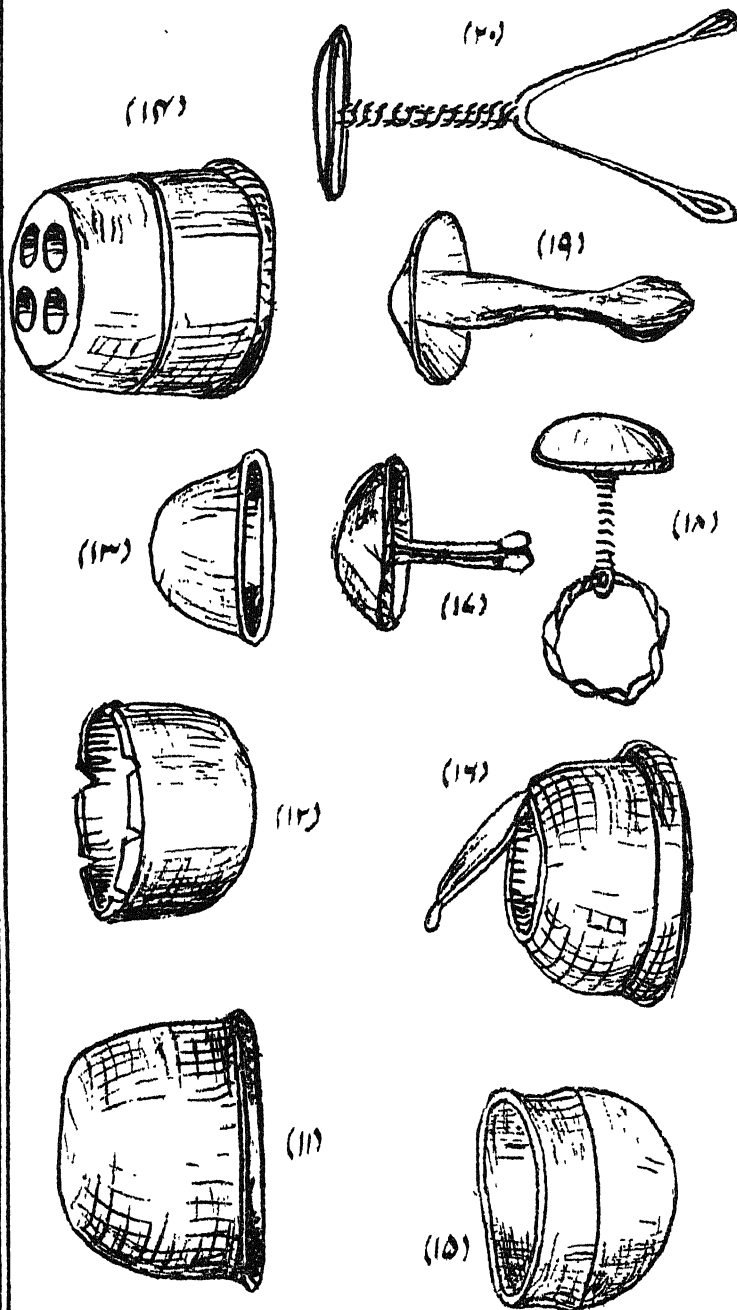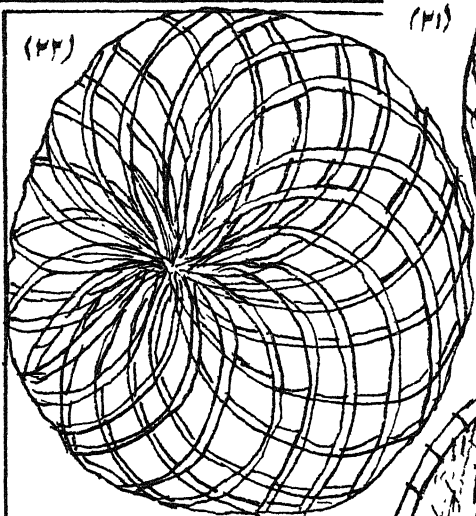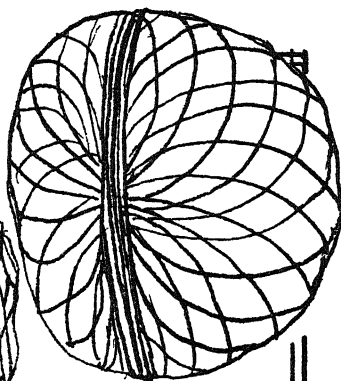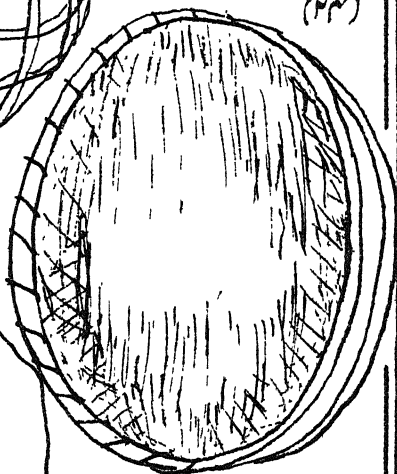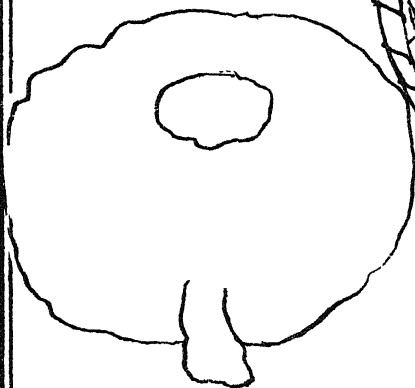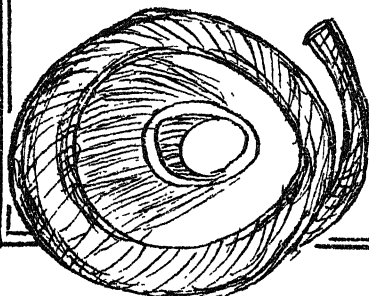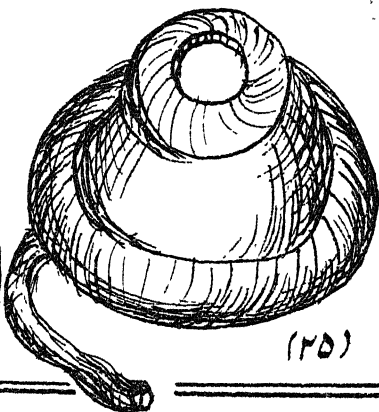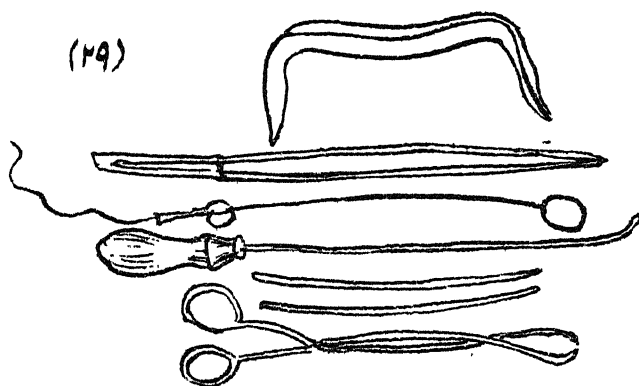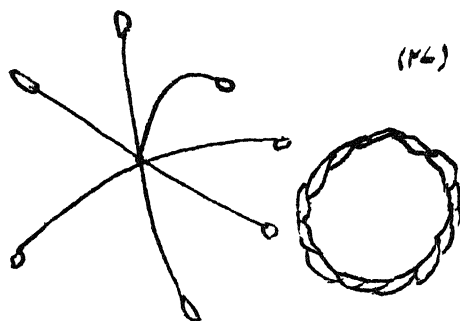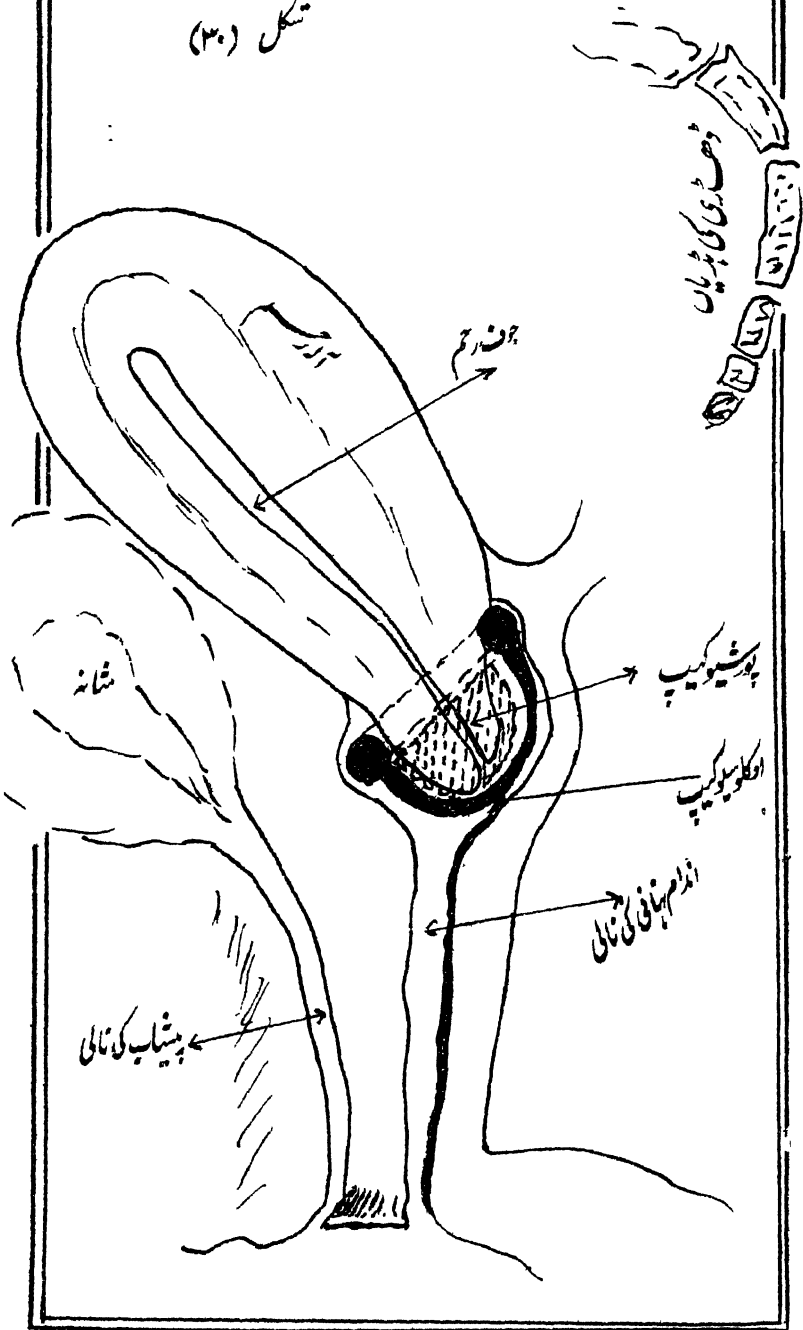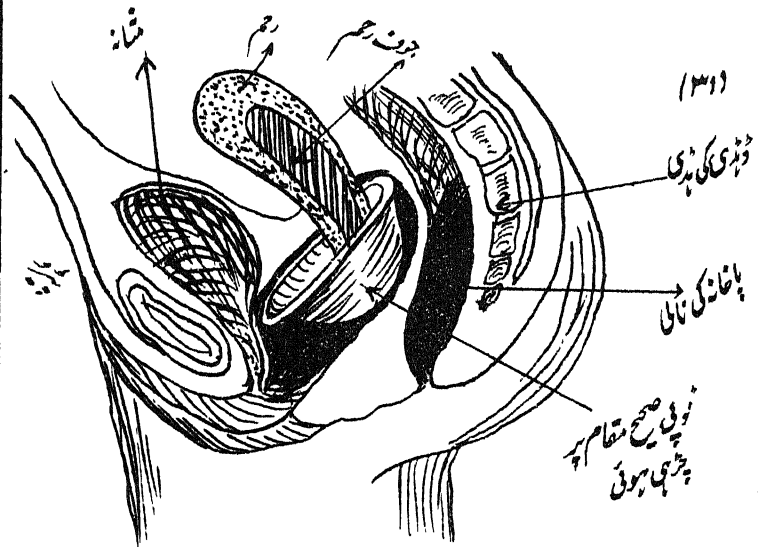
(۳۱)
مثانہ
رحم
جوف رحم
ڈھڈی کی ہڈی
پاخانہ کی نالی
ٹوپی صحیح مقام پر
چڑھی ہوئی
عورت کے عضو مخصوص کی تراش کا نقشہ
رحم
مثانہ
(۳۲)
بڑی اور چھوٹی لب
نالی عضو مخصوص
ٹوپی نالی میں پھنسی ہوئی
ختم شد

# TADABIR-I-MANA-I-HAMAI

## (BIRTH CONTROL)

**Its Theory History and Practice**

BY

**Marie Carmichael Stopes Translated in Simple Urdu**

BY

MUNSHI AHMAD ALI KHAN

Grandson of late Nawab Mehbub Ali Khan of Delhi.

FOR THE USE OF

**Hakims, Veds, Doctors, Lady Doctors & Nurses etc. etc.**

PRICE RS. 1-4-0

PRINTED AT THE JAYED ELECTRIC PRESS DELHI

*CAN BE HAD FROM*

**Delhi Book Agency 229 Kuncha Tarachand DELHI.**